Spot CMYK#Waheed

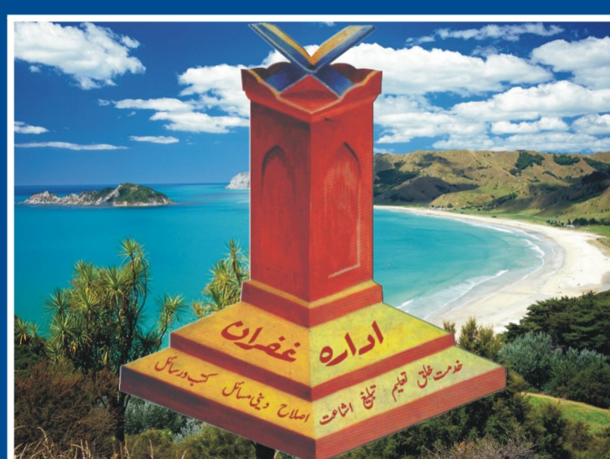

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس — مفتی محمد امجد — حکیم محمد فیضان — غفار الحق

فی شمارہ.............. 25 روپے

سالانہ.............. 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

	صفحہ
اداریہ .... پاک بھارت کشیدگی اوراس کے نتائج ....مفتی محمد رضوان	۳
درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۵۱،آیت نمبر۷۵)....یہودیوں کا عناداوران سے ایمان کی توقع نہ رکھنا.....// //	۶
درسِ حدیث ....نماز کی اہمیت وتاکید (قسط۱)..................// //	۹
مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ	
خوداحتسابی کی ضرورت وافادیت..............................مفتی محمد رضوان	۲۹
عدالتیں انصاف فراہم کرنے سے کیوں قاصر رہتی ہیں؟.................................// //	۳۱
ماہِ ذی الحجہ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات ....مولوی طارق محمود	۳۳
استقبالِ قبلہ (نماز کی شرائط کا بیان: قسط۳)...............................مفتی محمد امجد حسین	۳۵
گیس اور آگ پیدا کرنے والی اشیاء استعمال کرنے کے آداب...............مفتی محمد رضوان	۳۷
ہدیہ وتحفہ (Gift) لینے دینے کے آداب.................................// //	۳۹
حکیم الامت کی چند نصائح (قسط۱)..............اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان صاحب	۴۷
کیا ٹیلی ویژن کا استعمال جائز ہوگیا؟ (بسلسلہ: اصلاحُ العلماءِ والمدارس).........مفتی محمد رضوان	۵۰
علم کے مینار...............سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۵)..............مولانا محمد امجد حسین	۵۲
تذکرۂ اولیاء:.... حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)......// //	۵۷
پیارے بچو! .... بچو! دعا کر کے کامیابی حاصل کرو................حافظ محمد ناصر	۶۳
بزمِ خواتین .... پردے کی اہمیت اوراس کے چند ضروری احکام (قسط۴)....مفتی ابوشعیب	۶۶
آپ کے دینی مسائل کا حل...... مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہونے کی تحقیق...ادارہ	۷۲
کیا آپ جانتے ہیں؟............ سوالات وجوابات..........ترتیب: مفتی محمد یونس	۸۹
عبرت کدہ .... حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱۲)..............ابوجویریہ	۹۲
طب وصحت........ چند خشک میوہ جات اوران کے خواص..........حکیم محمد ابراہیم شیخ	۹۵
اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........................مولانا محمد امجد حسین	۹۷
اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........................ابرار حسین ستی	۹۸

Idara Ghufran

اداریہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — مفتی محمد رضوان

پاک بھارت کشیدگی اور اس کے نتائج

مورخہ 26 نومبر بروز بدھ بھارت کے اقتصادی مرکز ممبئی میں رات گئے ہونے والے خوفناک بم دھماکوں اور جگہ جگہ منظّم فائرنگ کے واقعات میں 80 افراد ہلاک اور 270 زخمی ہوگئے ہیں، جس کے بعد شہر کو سیل کر کے فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے، بھارتی میڈیا کے مطابق فائرنگ اور دھماکوں کے واقعات ممبئی شہر کے ریلوے اسٹیشن سے شروع ہوئے اور یکے بعد دیگرے 9 اہم مقامات پر دھماکے اور فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوگیا، شہر کے سیون سٹار تاج ہوٹل میں بم دھماکے کے بعد مسلح افراد نے اندھا دھند فائرنگ کر دی، اسی طرح اوبرائے ہوٹل، چھتر جی، شیوا جی ٹرمن سٹیشن، نریمان پوائنٹ، قلابہ مارکیٹ کے لیو پولڈ ہوٹل کے باہر اور کاما ہسپتال کے باہر بھی فائرنگ، مسلح افراد کی سیکورٹی اہلکاروں پر فائرنگ، امریکی و برطانوی باشندوں سمیت 40 غیر ملکی یرغمال (روزنامہ اسلام 27 نومبر 2008ء، بروز جمعرات)

اس سانحہ کے رونما ہونے کے بعد بھارت کے چند سیاسی لوگوں اور بالخصوص میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی طرف سے اس حملے کا الزام پاکستان کی طرف عائد کیا گیا، جس کے بعد پاک بھارت تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوگئی، جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی جا رہی ہے، حتیٰ کہ دونوں ملک اپنے آپ کو حالتِ جنگ میں سمجھ رہے ہیں، اور بھارتی سرکار تو جنگ کے نشے میں پوری طرح چور ہو کر بھرپور جنگی تیاریوں میں پوری طرح مگن ہو چکی ہے۔

ویسے تو پاک بھارت تعلقات ہمیشہ سے ہی عام طور پر کشیدہ رہے ہیں، اور کشیدگی میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے، اور ایک سے زیادہ مرتبہ جنگ کی نوبت بھی آچکی ہے۔

لیکن یہ ظاہر ہے کہ آئندہ کی جنگ کسی بھی اعتبار سے سابقہ جنگوں کے مترادف قرار نہیں دی جا سکتی، کیونکہ آج دونوں ملک ایٹمی صلاحیت کی حامل قوتیں شمار ہوتی ہیں، اور اس حیثیت سے جنوبی ایشیا کے اس پورے خطے میں خصوصاً اور عالمی سطح پر عموماً دونوں نہایت ممتاز اور حساس حیثیت رکھتے ہیں۔

دونوں کی صلح و جنگ کے اثرات پورے خطے اور پوری دنیا کو متأثر کرتے ہیں، پھر خصوصاً عالمی طاقتوں کے باہم متضاد مفادات خطے کے ان دونوں ملکوں کے ساتھ جس انداز سے وابستہ ہیں، ان کے پیشِ نظر عالمی

طاقتیں دونوں ملکوں کے تنازعات پر بھی اور تعلقات پر بھی نہایت گہری نظر رکھتے ہیں۔
ان حالات میں جنگ شروع کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہوگا، اور خدانخواستہ جنگ چھڑ جائے تو اس کے اثرات ومہلکات کو محدود کرنا بھی کوئی آسان نہیں، اس کے نتائجِ بد سے پھر سب اپنا اپنا حصہ پائیں گے۔
ہم ایک مسلمان قوم کی حیثیت سے اس بات کے کہنے میں کوئی جھجک وعار محسوس نہیں کرتے کہ اسلامی اعتبار سے جامِ شہادت نوش کرلینا بھی اسی طرح عبادت ہے جس طرح سے مقابلہ کے وقت دشمن کو ماردینا عبادت ہے، اسی لئے اسلامی نقطۂ نظر سے تو جنگ کا کوئی پہلو بھی مسلمانوں کے لئے ناکامی کا باعث نہ ہوگا۔

ع مرے تو شہید، زندہ رہے تو غازی

لیکن کافروں اور خاص کر ہندو قوم کے مذہبی نقطۂ نظر سے کیونکہ شہادت کوئی مبارک چیز نہیں، کیونکہ ہندو قوم کے نزدیک تو یہ عارضی زندگی ہی سب کچھ ہے، اور مرجانے کے بعد کوئی حساب وکتاب نہیں، اور اسی عقیدے ونظریہ کے ماتحت وہ فوت ہوجانے والے شخص کو جلا کر خاکستر کردیتے ہیں، اور اس کے بعد اس کی راکھ ومٹی کو گنگا، جمنا میں بہادیتے ہیں، اور اپنے طور پر سمجھتے ہیں کہ اب بھگوان کے لئے اس کے عناصر کو جمع کرنا اور اس کو دوبارہ زندہ کرنا ممکن نہیں، اور یہ وہی نظریہ ہے جو مکہ کے مشرکین کا تھا، جو یہ کہتے تھے کہ جب ہم مرکر ہڈی اور ریزہ ریزہ ہوجائیں گے تو کیا پھر بھی ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک پھر بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اور جس ذات پاک نے پہلی مرتبہ عدم سے وجود بخشا، اس کے لئے ہڈی، مٹی، راکھ اور ذرات کو جمع کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا کوئی بھی مشکل نہیں، بنسبت ترکیب دینے کے، اور عدم سے وجود میں لاکر تخلیق کرنا مشکل ہے، بنسبت ترکیب دینے کے۔
اور اسی لئے موت سے جس قدر کافر اور خاص کر ہندو قوم ڈرتی اور بھاگتی ہے، اس قدر ایک مسلمان کو بحیثیت ایک مسلمان کے ڈر نہیں ہوتا۔
پھر ہندو مذہب میں جہاد وقتال اور بالخصوص شہادت کے عبادت نہ ہونے کی وجہ سے جنگی مشقیں اور فوجی خدمات کا عمل ایک مزدوری اور پیشہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، جبکہ مسلمانوں کے ہاں یہ عمل ایک مزدوری یا پیشہ نہیں بلکہ ہر مسلمان کی مذہبی عبادت ہے، اس لئے ہندوؤں کے مذہب میں تو اس عمل کی انجام دہی کی ذمہ داری ایک مزدور اور پیشہ ور طبقہ تک محدود ہوگی، اور مسلمانوں کے ہاں ہر ہر فرد اس عمل کو

سعادت سمجھ کرانجام دے گا، جن میں بہت بڑا طبقہ خود بھارت کے مسلمانوں کی شکل میں بھی موجود ہے۔

ان گونا گوں خصوصیات وصفات کی وجہ سے پاکستان اور مسلمانوں کے لئے پاک بھارت جنگ ان شاءاللہ تعالیٰ کمزوری اور نقصان کا باعث نہیں ہوگی۔

اور اسلامی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کو خصوصیات حاصل ہونے کی وجہ سے بھارت کے ساتھ دیگر اقوامِ کفر کا تعاون کرنا بھی ان شاءاللہ تعالیٰ مفید ثابت نہیں ہوسکے گا۔

لیکن شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی حمیت اور وحدت کو اجاگر کیا جاتا اور برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی رہے گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور خاص کر اہلِ پاکستان کی ہر طرح سے حفاظت فرمائیں، اور اقوامِ کفر کی ہر طرح کی بیرونی وداخلی سازشوں سے محفوظ فرمائیں۔آمین،ثم آمین یارب العالمین۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۳۲ ''عدالتیں انصاف فراہم کرنے سے کیوں قاصر رہتی ہیں؟''﴾

اور آبادی میں ہوشرُبا اضافے اور پھر اسی تناسب سے جرائم وتنازعات میں بہتات وکثرت ہوجانے سے مقدمات کی ان محدود عدالتوں میں بھرمار ہے؛ جج حضرات تیزی سے نمٹائیں بھی تو کہاں تک نمٹائیں گے، اور اس کے حل کے لیے متبادل طور پر جو یونین کی سطح پر ثالثی کونسلوں اور مصالحتی کونسلوں کو سامنے لایا گیا ہے، تو کسی درجے میں اس سے معاونت تو ملی ہے، لیکن ان کا کردار بھی زیادہ قابلِ رشک نہیں۔

خصوصاً ان کونسلوں کے ممبران، عوامی نمائندگان کو پوری طرح قانونی شعور اور شرعی احکام سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے نجی اور پرسنل جھگڑوں میں ان کے بہت سے فیصلے شرعی طور پر بڑی خرابیوں کو جنم دے رہے ہیں۔

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۵۱، آیت نمبر ۷۵) مفتی محمد رضوان

یہودیوں کا عناد اور ان سے ایمان کی توقع نہ رکھنا

اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ وَقَدۡ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡهُمۡ یَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاعَقَلُوۡهُ وَهُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ (۷۵)

ترجمہ: اب کیا تم اے مسلمانو! توقع رکھتے ہو کہ وہ مانیں تمہاری بات اور ان میں ایک فرقہ تھا کہ سنتا تھا اللہ کا کلام پھر بدل ڈالتے تھے اس کو جان بوجھ کر اور وہ جانتے تھے (۷۵)

تفسیر وتشریح

گزشتہ آیات میں بنی اسرائیل کے دِلوں کے سخت ہونے کا ذکر تھا۔

مذکورہ آیت میں اُن مسلمانوں کا ذکر ہے جو ازراہِ شفقت یہودیوں کو مومن بنانے کی کوشش کررہے تھے، مسلمانوں کو یہ گمان تھا کہ یہودی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور انبیائے کرام کی نبوت کے قائل ہیں، شاید یہ لوگ ایمان لے آئیں، اس لیے مسلمان ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ یہ یہودی کسی طرح ایمان لے آئیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی امید ختم کرنے کے لیے گزشتہ آیات میں یہودیوں کے حالات اور واقعات بتا اور سُنا کر ان کے دِلوں کے سخت ہونے کا ذکر فرمایا کہ ان کے دِلوں کی سختی انتہاء کو پہنچ چکی ہے، اس لیے ان سے ایمان لانے کی امید وطمع مت رکھو؛ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے مسلمانوں کی امید ختم کر کے ان کی کلفت اور فکر کو دُور فرمارہے ہیں۔

چنانچہ مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ

اب کیا تم اے مسلمانو! توقع رکھتے ہو کہ وہ مانیں تمہاری بات؟

مطلب یہ ہے کہ یہودیوں کی ناشکریوں، بُری خصلتوں، کٹ حجتیوں اور ان کے دِلوں کے سخت ہونے کے واقعات سُننے کے بعد بھی کیا مسلمانوں کو یہ امید ہے کہ یہودی حضور ﷺ پر ایمان لے آئیں گے۔

گزشتہ آیات میں یہودیوں کی جن بُرائیوں اور خصلتوں کا ذکر تھا، اُن عیوب میں سے کوئی عیب اگر چہ حضورﷺ کے زمانے کے یہودیوں سے ظاہر اور صادر نہ ہوا ہو، لیکن کیونکہ حضورﷺ کے زمانے کے یہودی بھی اپنے بڑوں اور اسلاف کے اُن اعمال سے نفرت نہیں رکھتے تھے، اس لیے حکماً یہ بھی ویسے ہی ہوئے۔

وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ

اوران میں ایک فرقہ تھا کہ سنتا تھا اللہ کا کلام پھر بدل ڈالتے تھے اس کو۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس فریق سے وہ ستر آدمی مراد ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ طور پہاڑ پر گئے تھے اور وہاں پر بلا کسی واسطے کے تصدیق کے لیے اللہ تعالیٰ کا کلام، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے حکموں اور منع کیے ہوئے کاموں کو سُنا تھا؛ پھر جب وہ لوگ طور پہاڑ سے واپس آئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام میں تحریف اس طرح کی کہ انہوں نے قوم سے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں یہ بھی فرمادیا تھا کہ:

إن استطعتم أن تفعلوا هذه الأشياء فافعلوا وإن شئتم فلا تفعلوا فلا بأس

(تفسير النيسابوری، درذيل سورة بقرة آيت ۷۵) [1]

یعنی ان حکموں میں سے جو حکم تم سے ہو سکے، اسے کرنا اور جو حکم تم سے ادا نہ ہو سکے، اُسے نہ کرنا، وہ معاف ہے۔

اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ ''**كَلٰمَ اللّٰهِ**'' سے توریت مراد ہے، اور ''**يَسْمَعُوْنَ**'' سے انبیائے کرام کے واسطے سے سُننا مراد ہے، اور ''**يُحَرِّفُوْنَهٗ**'' سے توریت کے بعض کلمات یا ان کی تفاسیر یا دونوں کو بدل ڈالنا یعنی ان میں لفظی اور معنوی تبدیلی کرنا مراد ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں سے کچھ کم کرنا، یا اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرنا، اسی کا نام تحریف ہے، اور یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام میں اپنی طرف سے حروف اور الفاظ کا اضافہ کیا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے احکامات کو کرنے یا نہ کرنے کے

---

[1] (ثم يحرفونه) كما حرفوا صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وآية الرجم .وقيل :هم قوم من الذين حضروا الميقات ، سمعوا كلام الله حين كلم موسى بالطور وما أمر به ونهى عنه ثم قالوا :سمعنا الله يقول في آخره إن استطعتم أن تفعلوا هذه الأشياء فافعلوا وإن شئتم فلا تفعلوا فلا بأس (تفسير النيسابوری، درذيل سورة بقرة آيت ۷۵)

اختیار سے بدل ڈالا۔

اسی طرح اس تحریف میں یہ بھی شامل ہے کہ مثلاً توریت میں جو آپ کا حلیہ مبارک مذکور تھا، اس میں ابیض (یعنی سفید) کے بجائے آدم (یعنی گندمی) بنادیا، وغیرہ۔ [۱]

مِنْۢ بَعْدِ مَاعَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (۷۵)

جان بوجھ کراور وہ جانتے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ یہودیوں کواس بات کاعلم بھی تھا کہ وہ بُرا کررہے ہیں، صرف نفسانی اغراض کی وجہ سے وہ تحریف کرتے تھے؛ تو جولوگ ایسے بے باک اورنفسانی اغراض کے اسیر ہوں، وہ کسی کے کہنے سُننے سے کب بازآنے والے اورکسی کی کب سُننے والے ہیں (معارف القرآن عثمانی وادریسی، بتغیر)

---

[۱] (ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ) كما حرّفوا صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم ؛ وآية الرجم (الكشاف درذيل سورة بقرة آيت ۷۵، وتفسير ابى السعود)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۸ ’’نماز کی اہمیت وتاکید‘‘﴾

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ انسان کی جتنی بھی مشغولیات ہیں، خواہ وہ معاشی ہوں یا معاشرتی، یا اورکوئی، ان سب کاموں میں سب سے اہم کام نماز ہے۔

لہٰذا نماز کودوسرے کاموں پرفوقیت وترجیح دینی چاہئے، اورجس شخص نے نماز کی حفاظت کی، یعنی اس کی پاکی، ناپاکی اور اوقات کی پابندی وغیرہ سب شرائط اور اس کے رکوع وسجدے وغیرہ سب ارکان کی رعایت کی، اور پھراس کی برابر حفاظت کرتا رہا، یعنی اس پرقائم ودائم وپابندرہا تواس نے اپنے دین کومحفوظ کرلیا، کیونکہ نماز اہم عبادت ہے، اوراس کی حفاظت واہتمام سے انسان کا پورا دین محفوظ وسلامت ہوجاتا ہے، اورانسان صحیح معنیٰ میں انسان بن جاتا ہے۔

غرضیکہ نماز کی حفاظت، دراصل پورے دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے، اورجس نے نماز کوضائع کردیا، اور نماز جیسے اہم فریضے سے غفلت برتی توجودوسرے اعمال ہیں ان کوتو وہ بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔

یا پھر یہ کہ نماز کے اہم فریضہ کوچھوڑنے کی صورت میں اس کے دیگراعمال اس کی نجات کے لئے کافی نہ ہونگے، اور وہ بھی عنداللہ قابلِ قبول نہ ہونگے، اگرچہ فریضہ ذمہ میں سے ساقط ہونے کی حدتک ادا ہوجائے (كذافی المنتقیٰ شرح المؤطا تحت حديث رقم ۵، باب وقوت الصلاة) (جاری ہے.........)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نماز کی اہمیت وتاکید (قسط۱)

نماز کا اسلام میں کیونکہ بہت بڑا مقام اور مرتبہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار نماز کا مختلف طریقوں سے حکم وذکر فرما کر اور حضورﷺ نے اپنے قول وفعل سے اس کی اہمیت کو واضح فرما دیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۳)

ترجمہ: اور وہ نماز کو قائم کرتے ہیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: نماز کو قائم کرنے میں اس کو اچھی طرح پڑھنا، اور وقت پر پڑھنا، اور ہمیشہ پڑھنا، سب داخل ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (سورہ بقرہ آیت ۱۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس آیت نے صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے کا حکم فرمادیا، اور واقعہ بھی یہ ہے کہ نماز مصائب کے دُور کرنے اور حاجات کے برآنے میں بہت تاثیر رکھتی ہے، اور اس کے متعلق کئی احادیث وروایات ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک دفعہ سفر میں تھے کہ بیٹے کی وفات کی خبر دی گئی تو سواری سے اترے اور دو رکعت نماز پڑھی اور ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور یہ فرمایا کہ ہم نے ویسے ہی کیا جیسا اللہ نے ہم کو حکم دیا، اور یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ'' (حاکم)

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے نماز کی حفاظت کا حکم اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى. وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ. فَاِنْ خِفْتُمْ

فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا (سورہ بقرۃ آیات نمبر ۲۳۸، ۲۳۹)

ترجمہ: حفاظت کرو سب نمازوں کی، اور (خاص طور پر) درمیان والی نماز کی (جس سے مراد عصر کی نماز ہے) اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بن کر، پھر اگر تم کو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو، تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے (جس طرح بن سکے) پڑھ لیا کرو (ترجمہ ختم)

فائدہ: دیکھیے نماز کی کتنی تاکید ہے کہ اگر کسی عذر کی وجہ سے قبلے کی طرف منہ نہ ہو سکے یا رکوع وسجدہ صرف اشارہ ہی سے ممکن ہو، تب بھی نماز معاف نہیں، بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو، پڑھنا ضروری ہے۔

ایک مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۳۲)

ترجمہ: اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجیے، اور خود بھی اس کے پابند رہیے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس میں خود سے نماز کا اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو نماز کی تاکید کرنے کا ذکر بھی آ گیا، جو نماز کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کی جماعت کا ذکر فرما کر اُن کے بعد ناخلف اور نااہل لوگوں کا اس طرح ذکر فرمایا کہ:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (سورہ مریم آیت نمبر ۵۹)

ترجمہ: ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے، جنہوں نے نماز کو برباد کیا، اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی، یہ لوگ عنقریب (یعنی برزخ وآخرت میں) خرابی (یعنی عذاب) سے ملاقات کریں گے (ترجمہ ختم)

فائدہ: نماز کو ضائع کرنا اتنا سخت گناہ ہے، کہ یہ گناہ انبیائے کرام علیہم السلام کے مقابلے میں نااہل لوگوں نے ہی کیا، اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے سخت وعید سُنائی۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ہر طرح سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی تھی، یہ ارشاد ہے:

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کرلیں (یعنی مسلمان ہوجائیں) اور نماز قائم کریں، اور زکاۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہوجائیں گے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس آیت میں نماز کو اسلام کی علامت بتلایا گیا ہے۔

ایک موقع پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَاتَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (سورہ روم آیت ۳۱)

ترجمہ: اور نماز کو قائم کرو، اور مشرکین میں سے مت ہوجاؤ (ترجمہ ختم)

فائدہ: نماز کو قائم کرنے کا حکم دینے کے بعد مشرکین میں سے نہ ہوجانے کا ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ نماز کو قائم نہ کرنا مشرکوں والا عمل ہے، مسلمانوں والا عمل نہیں۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۶۰۹۸)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو جان بوجھ کر ہرگز نہیں چھوڑا جاسکتا، کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دیا، تو اس سے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ختم ہوگئی (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول نے نجات وبخشش کا وعدہ نہیں فرمایا، اور ایسے شخص کی مغفرت کی ضمانت نہیں دی، جیسا کہ نماز قائم کرنے والے کے بارے میں جنت کا عہد اور وعدہ ہے، چنانچہ اس سے پہلے بعض احادیث میں یہ مضمون گزر چکا ہے کہ:

نماز کی پابندی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ اس کو جنت میں ضرور داخل فرمائیں گے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من ترك الصلاة ، فقد برئت منه

Idara Ghufran

الذمة (الابانة الکبریٰ لابنِ بطة، حدیث نمبر ۱۰۸۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز چھوڑ دی، تو اس سے ذمہ ختم ہوگیا (ترجمہ ختم)

فائدہ: ذمہ ختم ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اب اس کی نجات کا کوئی وعدہ اور ضمانت نہیں رہی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا::

إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۱۶ وحدیث نمبر ۱۱۷ واللفظ لهٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۴۴۵۱)

ترجمہ: بے شک آدمی کے اور شرک وکفر کے درمیان نماز کو چھوڑنا ہی حائل ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ (ترمذی حدیث نمبر ۲۵۴۳)

ترجمہ: بے شک نبی ﷺ نے فرمایا کہ کفر اور ایمان کے درمیان (فرق کرنے والی چیز) نماز کا چھوڑنا ہے (ترجمہ ختم)

نیز ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ (سنن دارمی حدیث نمبر ۱۲۸۰)

ترجمہ: نہیں ہے بندہ اور شرک وکفر کے درمیان (کوئی چیز بھی حائل) مگر نماز کا چھوڑنا (ترجمہ ختم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ (ابنِ ماجه، حدیث نمبر ۱۰۷۰ واللفظ لهٗ، مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر ۳۹۹۰)

ترجمہ: بندے اور شرک کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہی حائل ہے؛ پس جب بندہ نماز چھوڑ دیتا ہے، تو وہ شرک کرتا ہے (ترجمہ ختم)

Idara Ghufran

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَهْدُ الَّذِى بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ (ترمذی حدیث نمبر ۲۵۴۵، ابواب الایمان عن رسول اللہ، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ، واللفظ لہٗ، نسائی حدیث نمبر ۴۵۹، ابنِ ماجہ حدیث نمبر ۱۰۶۹، مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۸۵۹، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۳۰۵) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے (یعنی مسلمانوں) اور اُن (یعنی مشرکوں) کے درمیان جو ایک عہد کی چیز ہے، وہ نماز ہے، پس جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا، تو اس نے کفر کیا (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں سے نماز قائم کرنے کا عہد ہے، اور نبی ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کے اس عہد کے مطابق مؤمنوں سے نماز قائم کرنے کے متعلق عہد فرمایا ہے، اور مشرکوں میں اور مسلمانوں میں سب سے اہم امتیاز کی علامت نماز ہے۔ [۲]

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ تَرْكُ الصَّلَاةِ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۱۹۲۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور ان (مشرکوں) کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہی حائل ہے، پس جس نے نماز کو چھوڑ دیا، تو اس نے کفر کیا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس قسم کی احادیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کو کفر وشرک سے روکنے والی چیز نماز ہے، اور

---

[۱] وقال الترمذی بعد نقل هذا الحديث:

وَفِى الْبَاب عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

[۲] قَوْله (إِنَّ الْعَهْد)أَىْ الْعَمَل الَّذِى أَخَذَ اللَّه تَعَالَى عَلَيْهِ الْعَهْد وَالْمِيثَاق مِنْ الْمُسْلِمِين كَيْف وَقَدْ سَبَقَ أَنَّ النَّبِىّ صَلَّى اللَّه تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّلَوَات وَذَلِكَ مِنْ عَهْد اللَّه تَعَالَى.(الَّذِى بَيْننَا وَبَيْنهمْ)أَىْ الَّذِى يُفَرِّق بَيْن الْمُسْلِمِينَ وَالْكَافِرِينَ وَيَتَمَيَّز بِهِ هَؤُلَاءِ عَنْ هَؤُلَاءِ صُورَة عَلَى الدَّوَام (الصَّلَاة)وَلَيْسَ هُنَاكَ عَمَل عَلَى صِفَتهَا فِى إِفَادَة التَّمَيُّز بَيْن الطَّائِفَتَيْنِ عَلَى الدَّوَام(فَقَدْ كَفَرَ)أَىْ صُورَة وَتَشَبُّهًا بِهِمْ إِذْ لَا يَتَمَيَّز إِلَّا الْمُصَلِّى وَقِيلَ يُخَاف عَلَيْهِ أَنْ يُؤَدِّيه إِلَى الْكُفْر وَقِيلَ كَفَرَ أَىْ أُبِيح دَمه وَقِيلَ الْمُرَاد مَنْ تَرَكَهَا جَحْدًا وَقَالَ أَحْمَد تَارِك الصَّلَاة كَافِر لِظَاهِرِ الْحَدِيث وَاَللَّه تَعَالَى أَعْلَم (حاشية السندى على النسائى تحت حديث رقم ۴۵۹)

جب وہ نماز نہیں پڑھتا تو اس کے اور کفر کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں رہتی، اور اس کے کفر و شرک میں مبتلا ہونے کے خطرات بہت بڑھ جاتے ہیں، کیونکہ نماز چھوڑ دینے سے انسان کا ایمان بہت ناقص اور کمزور ہوجاتا ہے۔

کفر اور شرک میں فرق یہ ہے کہ کفر تو عام ہے، جس چیز سے بھی انسان کافر ہوجائے وہ کفر ہے، اور کفر کی ایک خاص صورت اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں غیر اللہ کو شریک کرنا ہے، اس اعتبار سے شرک درحقیقت کفر کی ایک خاص قسم ہوئی، لیکن بعض اوقات کفر و شرک دونوں ایک ہی معنیٰ میں بھی بولے جاتے ہیں۔

اور جہاں تک نماز چھوڑنے والے کے کافر ہونے کا معاملہ ہے، تو اگر ایک شخص نماز کو حلال سمجھ کر چھوڑے یا وہ نماز کی فرضیت ولزومیت ہی کا منکر ہو تو اس کے کافر ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں، کیونکہ نماز کا عقیدے سے انکار کرنا کفر ہے۔

اور اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت اور لزومیت کا تو قائل ہو مگر سستی اور لاپرواہی سے نماز نہ پڑھتا ہو تو وہ بعض فقہاء کے نزدیک اگرچہ حقیقت میں کافر تو نہیں ہوتا، لیکن سخت گناہِ کبیر کا مرتکب اور دردناک عذاب کا مستحق ہوتا ہے، اور ایسا شخص فاسق وفاجر شمار ہوتا ہے۔

اور اگر اسلامی حکومت ہو تو حکومت کی طرف سے اس کو نماز چھوڑنے کے گناہ سے تائب ہونے اور باز آنے پر زور دیا جائے گا، اور اس کو باز آنے اور نماز پڑھنے تک قید و بند میں رکھا جائے گا، اور مناسب تعزیر کی جائے گی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے، اور بعض فقہاء کے نزدیک اگر یہ شخص نماز چھوڑنے سے توبہ نہیں کرے گا تو اسے اس کی سزا میں قتل کردیا جائے گا، اور یہ قتل کیا جانا سزا کے طور پر ہوگا، کفر کی وجہ سے نہ ہوگا۔

جبکہ بعض فقہائے کرام جان بوجھ کر نماز چھوڑنے کو حقیقت میں کفر قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک نماز چھوڑنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، اور دوبارہ تائب ہو کر اور تجدیدِ ایمان کر کے ہی اسلام میں داخل ہوتا ہے۔

بہرحال جو کچھ بھی ہو کسی کے نزدیک بھی نماز کا چھوڑنا کوئی ہلکا کام نہیں، بلکہ اسلام کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔

بعض کے نزدیک نماز چھوڑنے سے ایمان میں خلل آجاتا ہے، اور بعض کے نزدیک ایمان سرے سے

معطل ہوجاتا ہے۔ [۱]

اس لئے نماز چھوڑنے کے وبال سے ہر شخص کو ڈرنا چاہئے، اور اس گناہ سے ہمیشہ کے لئے سچی توبہ کرنی چاہئے

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد ماجد حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو حضرت مسور بن مخرمہ نے خبر دی کہ:

أَنَّـهُ دَخَـلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِى طُعِنَ فِيهَا فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الـصُّبْـحِ فَـقَـالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى عُمَرُ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا (موطأمالک، حدیث نمبر ۷۴)

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ خلیفۂ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اس رات کو حاضر ہوئے جبکہ آپ کو زخمی کیا گیا تھا، تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز کے لئے بیدار کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک میں بیدار ہوں، اور جس نے نماز کو ترک کردیا (اور چھوڑ دیا) اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی، اس حال میں کہ آپ کا خون (زخم سے) بہہ رہا تھا (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قول و فعل سے نماز کی اہمیت کو واضح فرمادیا۔

---

[۱] وَمَعْنَى بَيْنه وَبَيْن الشِّرْك تَرْك الصَّلَاةِ أَنَّ الَّذِى يَمْنَع مِنْ كُفْره كَوْنه لَمْ يَتْرُك الصَّلَاة ، فَإِذَا تَرَكَهَا لَمْ يَبْقَ بَيْنه وَبَيْن الشِّرْك حَائِل ، بَلْ دَخَلَ فِيهِ .ثُمَّ إِنَّ الشِّرْك وَالْكُفْر قَدْ يُطْلَقَان بِمَعْنَى وَاحِدٍ وَهُوَ الْكُفْر بِاللَّهِ تَعَالَى ، وَقَدْ يُفَرَّق بَيْنهمَا فَيُخَصُّ الشِّرْك بِعَبَدَةِ الْأَوْثَان وَغَيْرهَا مِنْ الْمَخْلُوقَات مَعَ اِعْتِرَافهمْ بِاللَّهِ تَعَالَى كَكُفَّارِ قُرَيْش ، فَيَكُون الْكُفْر أَعَمُّ مِنْ الشِّرْك .وَاللَّه أَعْلَم .

وَأَمَّا تَارِك الصَّلَاة فَإِنْ كَانَ مُنْكِرًا لِوُجُوبِهَا فَهُوَ كَافِرٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ ، خَارِجٌ مِنْ مِلَّة الْإِسْلَام إِلَّا أَنْ يَكُون قَرِيبَ عَهْدٍ بِالْإِسْلَامِ ، وَلَمْ يُخَالِط الْمُسْلِمِينَ مُدَّة يَبْلُغهُ فِيهَا وُجُوب الصَّلَاة عَلَيْهِ ، وَإِنْ كَانَ تَرْكه تَكَاسُلًا مَعَ اِعْتِقَاده وُجُوبهَا كَمَا هُوَ حَال كَثِيرٍ مِنْ النَّاس فَقَدْ اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاء فِيهِ ، فَذَهَبَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ رَحِمَهُمَا اللَّه وَالْجَمَاهِير مِنْ السَّلَف وَالْخَلَف إِلَى أَنَّهُ لَا يَكْفُر بَلْ يَفْسُق وَيُسْتَتَاب فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قَتَلْنَاهُ حَدًّا كَالزَّانِى الْمُحْصَن ، وَلَكِنَّهُ يُقْتَل بِالسَّيْفِ .

وَذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنْ السَّلَف إِلَى أَنَّهُ يَكْفُر وَهُوَ مَرْوِيٌّ عَنْ عَلِيِّ بْن أَبِى طَالِب كَرَّمَ اللَّه وَجْهه وَهُوَ إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ عَنْ أَحْمَد بْن حَنْبَل رَحِمَهُ اللَّه .وَبِهِ قَالَ عَبْد اللَّه بْن الْمُبَارَك وَإِسْحَاق بْن رَاهْوَيْهِ .

وَهُوَ وَجْه لِبَعْضِ أَصْحَاب الشَّافِعِيِّ رِضْوَان اللَّه عَلَيْهِ .وَذَهَبَ أَبُو حَنِيفَة وَجَمَاعَة مِنْ أَهْل الْكُوفَة وَالْمُزَنِيُّ صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُمَا اللَّه أَنَّهُ لَا يَكْفُر ، وَلَا يُقْتَل بَلْ يُعَزَّر وَيُحْبَسُ حَتّٰى يُصَلِّيَ(شرح النووى على مسلم تحت حديث رقم ۱۱۶)

کہ زبان سے تو یہ فرمایا کہ جس نے نماز کو چھوڑ دیا، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، اور سخت زخمی ہونے اور تکلیف کے عالَم میں خون بہتے ہوئے بھی نماز ادا فرما کر، نماز کے اہتمام کی عملی طور پر تبلیغ فرمادی۔

انسانی جسم سے نکلنے والا خون ناپاک ہے، اور اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، لیکن اگر کسی کے زخم سے مسلسل اور لگاتار خون بہہ رہا ہو اور کسی ایک نماز کا مکمل وقت اسی حالت میں گزر جائے تو شریعت کی طرف سے ایسے شخص کو معذور قرار دیا جاتا ہے، وہ اگر وضو کر کے اسی حالت میں نماز پڑھ لے تو اس کی نماز درست ہو جاتی ہے، اور نماز کے دوران خون نکلنے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ [۱]

حضرت اسود بن یزید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا:

أَيُّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ كَانَ يَكُونَ فِي مَهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتْ الصَّلَاةُ قَامَ فَصَلَّى (ترمذی، حدیث نمبر ۲۴۱۳ ،قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ واللفظ لهٗ؛ ومسند احمد، حدیث نمبر ۲۴۵۲۸)

ترجمہ: نبی ﷺ گھر میں تشریف لانے کے بعد کیا عمل فرمایا کرتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے ساتھ کام کاج میں مشغول رہتے تھے، لیکن جب نماز کا وقت آ جاتا تو فوراً اُٹھ کھڑے ہوتے، اور نماز ادا فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نماز کا وقت آنے پر ہر قسم کے کام کاج کو چھوڑ کر نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے، اور گھر والوں کے ساتھ مشغول ہو کر نماز میں ہرگز بھی غفلت اختیار نہیں فرمایا کرتے تھے۔

اور حضور ﷺ نے وصال کے وقت آخری وصیت جو فرمائی ہے اس میں بھی نماز کے اہتمام کا حکم فرمایا ہے،

---

[۱] (فَصْلٌ) وَقَوْلُهُ فَصَلَّى عُمَرُ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا يُرِيدُ يَسِيلُ دَمًا وَخُرُوجُ الدَّمِ مِنْ الْجُرْحِ عَلَى وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ مُتَّصِلًا غَيْرَ مُنْقَطِعٍ وَالثَّانِي أَنْ يَجْرِيَ فِي وَقْتٍ دُونَ وَقْتٍ فَإِنْ اتَّصَلَ خُرُوجُهُ فَعَلَى الْمَجْرُوحِ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى حَالِهِ وَلَا تَبْطُلُ بِذَلِكَ صَلَاتُهُ لِأَنَّهُ نَجَاسَةٌ لَا يُمْكِنُهُ التَّوَقِّي مِنْهَا وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَسْلُهَا إِلَّا إِذَا كَثُرَتْ وَتَفَاحَشَتْ فَإِنَّهُ يُسْتَحَبُّ لَهُ غَسْلُهَا (المنتقیٰ شرح المؤطا تحت حدیث رقم ۷۴)

قال الإمام :من به جرح سائل ، أو رعاف دائم ، عليه غسله،وشده عند كل صلاة فريضة ، ثم لا قضاء عليه وإن كان الدم يسيل،منه فى الصلاة ، لأنه معذور كالمستحاضة ، فأما من لا عذر له ، إذا صلى فيه وعلى بدنه ، أو ثوبه نجاسة ، فعليه الإعادة ، إلا القليل الذى يتعذر الاحتراز عنه مثل دم البرغوث وما يخرج من بدن الإنسان من بثرة أو قرحة(شرح السنة للامام البغوى، ج۲ص۱۵۷ ، ۱۵۸ ، باب التوقيت فى المسح)

Idara Ghufran

کئی حدیثوں میں اس وصیت کا مختلف الفاظ میں ذکر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَهُوَ يُغَرْغِرُ بِنَفْسِهِ الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (سنن ابن ماجه حديث نمبر ۲۶۸۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت جبکہ آپ کے آخری سانس تھے، عام وصیت نماز (کے اہتمام) اور غلاموں کے (حقوق کے) بارے میں تھی (ترجمہ ختم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

فَجَعَلَ يُرَدِّدُهَا وَهُوَ يَقُولُ " :الصَّلَاةَ "وَهُوَ يُغَرْغِرُ حَتَّى فَاضَتْ نَفْسُهُ (شعب الايمان للبيهقى حديث نمبر ۱۰۵۴۲، باب فى رحم الصغير وتوقير الكبير) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ وصال کے آخری لمحات میں بھی بار بار نماز کی تاکید فرمارہے تھے، یہاں تک کہ اسی حال میں آپ کا وصال ہوگیا (ترجمہ ختم)

اور مسند احمد کی روایت کے بالکل آخر میں یہ الفاظ ہیں:

حَتَّى جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَرْغِرُ بِهَا صَدْرُهُ وَمَا يَكَادُ يُفِيضُ بِهَا لِسَانُهُ (مسند احمد حديث نمبر ۱۱۷۲۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا سانس اور زبان مشکل سے حرکت کررہی تھی (مگر اس وقت بھی نماز کی وصیت فرمارہے تھے) (ترجمہ ختم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

كان آخر كلام رسول الله ﷺ الصلاة الصلاة اتقوا الله فيما ملك ايمانكم (ابوداؤد حديث نمبر ۴۴۸۹، فى حق المملوك، مسند احمد حديث نمبر ۵۵۲ واللفظ لهما، ابن ماجه حديث نمبر ۲۶۸۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا کہ نماز، نماز، اللہ سے ڈرو اپنے غلاموں کے بارے میں (ترجمہ ختم)

---

[1] وقد رمز المصنف لحسنه لكن فيه بشر بن منصور الخياط أورده الذهبى فى المتروكين وقال هو مجهول قبل المائتين (فيض القدير تحت حديث رقم ۱۲۷)

فائدہ: ملاحظہ فرمائیے کہ آخری وقت میں جب زبان مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے اس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور غلاموں کے حقوق کی تاکید فرمائی تھی۔

اس وصیت سے نماز کی اہمیت اچھی طرح معلوم ہوگئی، کہ آپ ﷺ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی امت کو نماز کی اہمیت کے بارے میں وصیت فرمائی۔

جو لوگ نماز نہیں پڑھتے، وہ کس منہ سے حضور ﷺ کے سامنے آخرت میں حاضر ہوں گے، اور اس وصیت پر عمل نہ کرنے کے بارے میں کیا عذر پیش کریں گے؟ آج ہی سوچ لیں!

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا (مسلم حديث نمبر ۳۲۸، واللفظ لهٗ، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۳۹، باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید، سنن ابن ماجه حدیث نمبر ۲۷۶، کتاب الطهارة، باب الوضوء شطر الایمان، مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پاکی نصف (یعنی آدھا) ایمان ہے، اور ''الحمد للہ'' میزانِ عمل کو پُر کر دیتا ہے، اور ''سبحان اللہ'' اور ''الحمد للہ'' دونوں میزانِ عمل کو بھر دیتے ہیں، یا یہ فرمایا کہ زمین اور آسمان کے درمیان حصہ کو بھر دیتے ہیں، اور نماز (دل، قبر وحشر میں) نور ہے، اور صدقہ برہان (یعنی واضح حجت ودلیل) ہے، اور صبر روشنی ہے، اور قرآن آپ کے حق میں یا آپ کے خلاف حجت ہے، تمام لوگ اس حال میں صبح کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کی بیع کرتے ہیں، پھر کوئی اپنے آپ کو (نیک اعمال کر کے عذاب سے) آزاد کرا لیتا ہے، یا اپنے آپ کو (گناہ کر کے عذاب میں گرفتار) وہلاک کرا لیتا ہے (ترجمہ ختم)

تشریح: یہ حدیث بہت اہمیت کی حامل ہے، اس لئے اس کی بقدرِ ضرورت تشریح کی جاتی ہے۔

اس حدیث میں پہلے تو طہارت وپاکی کو آدھا ایمان بتلایا گیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ طہارت وپاکی کا اجر وثواب آدھے ایمان کے برابر بڑھا کر بندہ کو عطا کیا جاتا ہے، کیونکہ ایمان لانے سے گزشتہ گناہ معاف

ہو جاتے ہیں، اسی طرح وضو وغیرہ کی شکل میں پاکی سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں، اگرچہ صغیرہ گناہ ہی کیوں نہ معاف ہوتے ہوں۔

اور بعض محدثین فرمایا کہ اس حدیث میں ایمان سے مراد نماز ہے، کیونکہ نماز ایمان کا اہم رکن ہے، اس صورت میں معنیٰ یہ ہونگے کہ پاکی آدھی نماز ہے، اور پاک ہونا کیونکہ نماز کی اہم شرط ہے، اس لئے پاکی کو نماز کا آدھا حصہ فرمایا گیا، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہاں طہارت سے وسیع اور کامل مفہوم مراد ہے، یعنی اپنے دل کو کفریہ اور فسقیہ عقائد ونظریات سے اور اپنے نفس کو برے اخلاق مثلاً تکبر، حسد، بغض، غصہ وغیرہ سے پاک کرنا۔

اور ظاہر ہے کہ دل ودماغ اور نفس کو فاسد عقائد ونظریات اور برے اخلاق سے پاک کر کے اچھے عقائد ونظریات اور اخلاق سے مزین کرنا ایمانِ کامل کے لئے شرط ہے۔

تو مطلب یہ ہوا کہ دل ونفس کو غلط عقائد ونظریات اور بُرے اخلاق سے پاک کرنا آدھا ایمان ہے۔

پھر فرمایا کہ ''الحمد للہ'' عمل کی ترازو کو بھر دیتا ہے، یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی حمد پر مشتمل ہے، اور حمد اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اس کو تحمید کہتے ہیں۔

قیامت کے دن اعمال کا وزن کیا جائے گا، اگرچہ اس دنیا میں انسان کے اعمال دکھائی نہیں دیتے اور ان کا جسم نہیں نظر نہیں آتا، لیکن قیامت وآخرت میں اعمال کو وزن اور جسم دار بنا کر ظاہر کیا جائے گا، اور ان کو تولا جائے گا، لہٰذا قیامت کے دن ''الحمد للہ'' کا اتنا بڑا اور عظیم ثواب ہوگا کہ یہ کلمہ اپنے اجر وثواب سے ترازو کو بھر دے گا۔

اسی طرح ''سبحان اللہ'' اور ''الحمد للہ'' دونوں کلمے مجموعی طور پر میزانِ عمل یا آسمان وزمین کے مابین طویل وعریض حصہ کو اجر وثواب سے بھر دیتے ہیں۔

''سبحان اللہ'' دراصل اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کو عیوب ونقائص سے پاک قرار دیا جاتا ہے، تو تحمید وتسبیح دونوں کا مجموعی اجر وثواب بہت ہی زیادہ ہے۔

پھر فرمایا کہ نماز نور ہے، کئی حدیثوں میں نماز کو نور فرمایا گیا ہے، نماز دراصل مؤمن بندہ کے لئے ہر طرح سے نور ہے، نماز کے ذریعہ سے بندہ کے دل میں ایسا نور اور روشنی پیدا ہوتی ہے کہ جس کے ذریعہ سے معارفِ الٰہیہ دل پر نازل ہوتے ہیں، اور اشیاء کی حقیقت منکشف وظاہر ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ وآخرت

کی طرف توجہ واستحضار پیدا ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے نماز برائیوں سے روکتی ہے۔
اور قبر وحشر اور پل صراط تک پر نماز روشنی کا کام دے گی، اور نمازی کا چہرہ قیامت کے دن چمکتا دمکتا ہوا ہوگا، اور نماز کی برکت سے مؤمن بندہ جنت میں داخل ہوگا، پس نماز نور ہی نور ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

لیکن یہ شرط یہ ہے کہ نماز کو ٹھیک ٹھیک طریقہ پر پابندی کے ساتھ ادا کیا جائے۔

پھر فرمایا کہ صدقہ برہان ہے، برہان ایسی دلیل اور حجت کو کہا جاتا ہے، جو کہ بالکل ظاہر اور مستحکم ہو، صدقہ دراصل ایمان اور محبتِ الٰہی کی واضح دلیل ہے، کیونکہ صدقہ سے دل کا تعلق مال اور دنیا سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہوجاتا ہے، گویا کہ صدقہ حبِ مال (یعنی مال کی محبت) کا علاج ہے، نیز صدقہ کا عمل وہی شخص کرتا ہے، جس کے دل میں دنیا کی محبت نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ ''صبر روشنی ہے'' صبر دراصل نفس کو ناپسندیدہ وناگوار چیزوں پر روک کر رکھنے کا نام ہے، خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی شکل میں ہو (کیونکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نفس کو ناپسند ہے) اور خواہ گناہ کو چھوڑنے کی شکل میں ہو (کیونکہ گناہ سے بچنا اور رکنا بھی نفس کو ناپسند ہے) اور خواہ مصیبت وتکلیف پر صبر کرنے کی شکل میں ہو (کیونکہ مصیبت وتکلیف کو برداشت کرنا بھی نفس کو ناپسند ہے) اور جب بندہ صبر کرتا ہے تو کفر وشرک اور گناہوں کی ظلمت واندھیرے سے دور رہتا ہے، اور صبر کی برکت سے دل میں ایسی مضبوطی اور قوت پیدا ہوتی ہے، جس کی روشنی سے دل روشن ہوجاتا ہے، اور ہمت قوی اور بلند ہوجاتی ہے، اور شجاعت وبہادری پیدا ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ قرآن آپ کے لئے یا آپ کے خلاف حجت ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن مجید کے حقوق کو ادا کیا، تو قرآن مجید اس کے حق میں سفارش کرے گا، اور اس کی گواہی دے گا، اور جنت میں پہنچانے کا ذریعہ ہوگا، اور جس نے اس کے حقوق کو ضائع کیا، تو اس کے خلاف گواہی دے گا، اور اس کو دوزخ میں پہنچوانے کا سبب ہوگا، قرآن مجید کے حقوق میں اس کی صحیح صحیح تلاوت کرنا، اس پر عمل کرنا، اور اس کا ادب واحترام کرنا یہ سب چیزیں درجہ بدرجہ داخل ہیں۔

پھر فرمایا کہ ہر شخص صبح کرتا ہے تو کوئی اپنے آپ کو فروخت کر کے آزاد کردیتا ہے، اور کوئی اپنے آپ کو ہلاک کرلیتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا عمل کا میدان ہے، اس میدان میں اپنی جان و مال کی طاقت خرچ کر کے انسان کوئی نہ کوئی اچھا و برا عمل کیا کرتا ہے۔

پھر بعض لوگ تو اپنی جان و مال کی طاقت کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں، وہ تو اپنے آپ کو عذابِ الٰہی سے بچالیتے ہیں، اور کچھ لوگ اپنی جان و مال کی طاقت کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں میں خرچ کر کے اپنے آپ کو ہلاک کر لیتے ہیں۔

(کذافی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر من أحادیث البشیر النذیر تحت حدیث رقم ۵۳۴۳)

مسندِ احمد وابنِ حبان وغیرہ میں روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ (مسند احمد حديث نمبر ۲۲۸۸، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۳۲۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک دن نماز کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کہ جس نے نماز کی حفاظت کی (یعنی اس کو صحیح صحیح ادا و قائم کیا اور پابندی کی) تو وہ اس کے لئے نور ہوگی، اور واضح دلیل ہوگی (جو اس کی طرف سے دفاع کرے گی) اور قیامت کے دن (عذاب سے) نجات کا ذریعہ ہوگی، اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی (یعنی نماز کو شرائط و ارکان کے ساتھ ادا نہیں کیا) تو اس کے لئے (قبر و حشر میں) نہ تو نور و روشنی ہوگی (بلکہ اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا) اور نہ (اس کی طرف سے دفاع کی) واضح دلیل ہوگی اور نہ قیامت کے دن (عذاب سے) نجات کا ذریعہ ہوگی، اور ایسا شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان، اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نماز کی حفاظت کرنے والوں کو قبر و حشر اور آخرت میں بہت عالیشان اعزاز و اکرام دیا جائے گا، ان کی قبر میں روشنی اور نور ہوگا، حشر میں اور پل صراط پر چلنے کے وقت ان کو ایسا نور دیا جائے گا، جس سے انہیں اپنی منزل تک پہنچنے میں سہولت اور مدد حاصل ہوگی، اور نماز ان کی طرف سے نیک صالح ہونے کی دلیل ہوگی، اور ان کو آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا۔

نماز کی حفاظت میں اس کی پابندی اور نماز کو ٹھیک ٹھیک اور صحیح صحیح ادا کرنا سب داخل ہے۔

اور جس نے نماز کی حفاظت نہیں کی، اس کے لئے سراسر ذلت ورسوائی اور عذاب ہے، نہ اس کی قبر میں کوئی نور وروشنی ہوگی، اور نہ قیامت کے دن روشنی ہوگی، جس سے اس کو سخت پریشانی ہوگی، اور قیامت کے دن اس کے پاس نیک اور جنتی ہونے کی کوئی دلیل وحجت نہ ہوگی، جس کی وجہ سے وہ عذاب میں مبتلا ہوگا، اور ساتھ ہی ایسا شخص قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

یہ تمام لوگ پکے کافر اور اللہ تعالیٰ کے سخت نافرمان تھے۔

اور ان لوگوں کا ذکر خاص وجہ سے کیا گیا ہے، اور وہ وجہ یہ ہے کہ جو باتیں ان کافروں میں پائی جاتی تھیں عام طور پر انہیں وجوہات کی بناء پر انسان نماز سے غفلت اختیار کرتا ہے۔

چنانچہ قارون کا خزانہ اور مال دار ہونا اور مال ودولت پر اترانا اور فخر کرنا سب کو معلوم ہے، پس اگر کوئی شخص مال ودولت کی حرص وطمع اور اس میں مشغولی کی وجہ سے نماز چھوڑے گا تو اس کا حشر قارون کے ساتھ ہوگا۔

اور فرعون کی سلطنت وحکومت مشہور ہے، یہ شخص اپنے بارے میں ''ربِّ اعلیٰ'' ہونے کا دعویٰ کیا کرتا تھا، تو جو شخص سلطنت وحکومت کی مشغولی یا اس کی طلب وحرص میں مشغول ہو کر نماز کو چھوڑ دے گا، اس کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا۔

اور ہامان دراصل فرعون کا وزیر اور ملازمِ خاص تھا، تو جو شخص وزارت وملازمت اور حکمرانوں اور سیاسی لوگوں کی مصاحبت ومجالست (یعنی ان کے ساتھ رہنے سہنے اور بیٹھنے اٹھنے) کی وجہ سے نماز چھوڑ دے گا، اس کا حشر ہامان کے ساتھ ہوگا۔

اور ابی بن خلف حضور ﷺ کے زمانے میں مشرکین میں سے بڑا تاجر اور دشمنِ اسلام تھا، ہجرت سے پہلے حضور ﷺ سے کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے، اس کو بہت کچھ کھلاتا پلاتا ہوں، میں اس پر سوار ہو کر (نعوذ باللہ) تم کو قتل کروں گا، حضور ﷺ نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔

غزوۂ احد کی لڑائی میں وہ بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک تھا، اور حضور ﷺ کو (نعوذ باللہ تعالیٰ) قتل کرنے کے لئے تلاش کرتا پھرتا تھا، اور کہتا تھا کہ اگر وہ آج بچ گئے تو میری خیر نہیں، چنانچہ حملہ کے ارادہ سے وہ حضور ﷺ کے قریب پہنچ گیا، صحابہ نے ارادہ فرمایا کہ اس کو دور ہی سے نمٹا دیں، لیکن

Idara Ghufran

حضور ﷺ نے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ اسے آنے دو، جب وہ کچھ قریب آ گیا تو حضور ﷺ نے ایک صحابی سے برچھا لے کر اس کے مارا، جو اس کی گردن پر لگا، جس سے اس کی گردن پر ہلکی سے خراش آ گئی، مگر اللہ تعالیٰ کا کرنا کہ وہ اس کی وجہ سے گھوڑے سے لڑھکتا ہوا زمین پر گرا، اور کئی مرتبہ گرا، اور بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں پہنچ گیا، اور چیخ چیخ کر کہتا تھا کہ خدا کی قسم مجھے محمد (ﷺ) نے قتل کر دیا، اس کے لشکر میں موجود کافروں نے اسے اطمینان دلانے کی کوشش کی کہ معمولی سے خراش ہے، کوئی گھبرانے والی بات نہیں، مگر وہ کہتا جاتا تھا کہ محمد نے میرے بارے میں مکہ میں کہا تھا کہ وہ مجھے قتل کریں گے، خدا کی قسم وہ اگر اس کہنے کے بعد مجھ پر تھوک بھی دیتے، تب بھی میں زندہ رہنے والا نہیں تھا، اس کے چیخنے اور چلانے کی آواز ایسی ہوگئی جیسا کہ بیل کی ہوتی ہے۔

ابوسفیان نے جو اس لڑائی میں بڑے زور وشور سے شریک تھا، اس کو شرم دلائی کہ ذرا سی خراش سے اتنا چلاّتا ہے، اس نے کہا تجھے خبر بھی ہے کہ یہ کس نے ماری ہے، یہ محمد (ﷺ) کی مار ہے، مجھے اس سے جس قدر تکلیف ہورہی ہے، لات اور عزّیٰ (دو مشہور بتوں کے نام ہیں) کی قسم اگر یہ تکلیف سارے حجاز کے علاقے والوں کو تقسیم کر دی جائے تو سب ہلاک ہوجائیں، محمد (ﷺ) نے مجھ سے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کرونگا، میں نے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ میں ان کے ہاتھ سے ضرور مارا جاؤں گا، میں ان سے چھوٹ نہیں سکتا، چنانچہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے ایک دن پہلے وہ راستہ ہی میں مرگیا۔

تو جو شخص تجارت کی وجہ سے نماز چھوڑے گا اس کا حشر ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کو ایذاء پہنچائے یا نبی کے ہاتھ سے قتل ہوجائے تو یہ اس کے سخت بدبخت ہونے کی نشانی ہے، اسی طرح بے نمازی بھی نبی علیہ السلام کی نظر میں سخت بدبخت اور آپ کو ایذاء پہنچانے والا ہے۔

(کذافی فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۳۹۴۸)

ہم مسلمانوں کے لئے نہایت غیرت اور عبرت کا مقام ہے کہ ایک کافر پکے کافر اور سخت دشمن کو تو حضور ﷺ کے ارشادات کے سچا ہونے کا اس قدر یقین ہو کہ اس کو اپنے مارے جانے میں ذرا بھی تردد یا شک نہ تھا، لیکن ہم لوگ حضور ﷺ کو نبی ماننے کے باوجود، حضور ﷺ کو سچا ماننے کے باوجود، حضور ﷺ کے ارشادات کو یقینی کہنے کے باوجود، حضور ﷺ کے ساتھ محبت کے دعوے کے باوجود، حضور ﷺ کی امت میں ہونے پر فخر کے باوجود کتنے ارشادات پر عمل کرتے ہیں، اور جن چیزوں میں حضور ﷺ نے عذاب بتائیں ہیں،

ان سے کتنا ڈرتے ہیں، کتنا کانپتے ہیں، یہ ہر شخص کے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے کی بات ہے، کوئی دوسرا کسی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قال رسول اللہ ﷺ : الصلاۃ نور المؤمن (مسند ابی یعلی حدیث نمبر ۳۵۵۶، ومسند ابوشہاب القضاعی حدیث نمبر ۱۳۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز مؤمن کا (دل، قبر وحشر میں) نور ہے (ترجمہ ختم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہی ایک روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ وَالصَّلَاةُ نُورُ الْمُؤْمِنِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ(ابن ماجة حديث نمبر ۴۲۰۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھالیتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھالیتی ہے، اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور نماز مؤمن کا نور ہے، اور روزہ (جہنّم کی) آگ سے بچانے کے لیے ڈھال (کی طرح) ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: نماز کے مؤمن کے لئے نور ہونے کا مطلب پہلے گزر چکا ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لا إِيمَانَ لِمَنْ لا أَمَانَةَ لَهُ ، وَلا صَلاةَ لِمَنْ لا طُهُورَ لَهُ ، وَلا دِينَ لِمَنْ لا صَلاةَ لَهُ ، إِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلاةِ مِنَ الدِّينِ كَمَوْضِعِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۹ واللفظ لهٗ، المعجم الاوسط للطبراني حديث نمبر ۲۲۹۲، المعجم الصغير للطبراني حديث نمبر ۱۶۲، مسند الشهاب القضاعي حديث نمبر ۲۵۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو امانت دار نہیں وہ ایماندار نہیں، اور جو پاکیزہ نہیں وہ نمازی نہیں، اور جو نمازی نہیں وہ دیندار نہیں، اور دین میں نماز کا درجہ ایسا ہے جیسا کہ جسم میں

سر کا درجہ ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث کی سند میں بعض محدثین کو کلام ہے، مگر اس درجہ کا کلام نہیں کہ اس حدیث کا انکار ہی کر دیا جائے۔ ۱

اور اگر اس حدیث کے مفہوم پر غور کیا جائے تو مفہوم کے درست ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں ہونا چاہیے، چنانچہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا، اس کے دین کا سلامت و محفوظ رہنا بہت مشکل ہے، اور نماز کے لیے پاکی شرط ہے، جیسا کہ اس سے پہلے کئی حدیثوں میں نماز چھوڑنے کو کفر و شرک فرما دیا گیا ہے۔

نماز کا دین میں جو مقام اور مرتبہ ہے، اس کی حیثیت بھی اس سے کم نہیں جو حیثیت کہ جسم کے لئے سر کی ہوتی ہے کہ اگر کسی انسان کا سر جسم اور دھڑ سے الگ کر دیا جائے تو ایسا انسان زندہ اور قائم نہیں رہتا، یہی درجہ نماز کا بھی ہے کہ اس کے بغیر بھی دین کا قائم رہنا از بس مشکل ہے، کیونکہ نماز دین کا اہم ستون ہے۔

بہر حال اس حدیث سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بعض روایات میں نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔

اور اگرچہ نماز کو دین کا ستون قرار دیئے جانے والی روایات کی سند میں محدثین کو کلام ہے۔ ۲

---

۱ وقال أَبو إِسْحَاق الحُوَيْنِي الأَثَرِى: قال الطبرانيُّ ":لم يرو هذا الحديث عن عبيد الله بن عمر ، إلَّا مندل ، ولا عن مندل ، إلَّا حسنٌ ، تفرَّد به الحسين بن الحكم . " قُلْتُ :رضى الله عنك !فلم يتفرَّدُ به الحسين ، بل تابعه ابراهيم بن بشير الكناني ، ثنا حسن بن حسين بسنده سواء .أخرجه الوزير ابن الجراح فى "الثانى من الأمالى "(كتاب تنبيه الهاجد)

۲ الصلاة عماد الدين .حديث .قال فى المقاصد رواه البيهقى فى الشعب بسند ضعيف من حديث عكرمة عن عمر مرفوعا .ونقل عن شيخه الحاكم أنه قال لم يسمع عكرمة من عمر .ومثله فى تخريج العراقى لأحاديث الإحياء ، وأقول عزاه فى الجامع الصغير للبيهقى عن ابن عمر ، ولفظ البيهقى فى شعب الإيمان كما فى أوائل شرح الموطأ للسيوطى عن عمر رضى الله عنه قال جاء رجل فقال يا رسول الله أى شىء أحب عند الله فى الإسلام ؟ قال الصلاة لوقتها ومن ترك الصلاة فلا دين له ، والصلاة عماد الدين، انتهى .وأورده الغزالى فى الإحياء بلفظ الصلاة عماد الدين ، فمن تركها فقد هدم الدين .وقال فى المقاصد أيضا وأورده صاحب الوسيط فقال قال صلى الله عليه وسلم الصلاة عماد الدين ، ولم يقف عليه ابن الصلاح فقال فى مشكل الوسيط أنه غير معروف وقال النووى فى التلقيح منكر باطل قال المناوى رده ابن حجر ، أى لأن فيه ضعفا وانقطاعا فقط وليس بباطل .نبه على ذلك العراقى فى حاشية الكشاف .ورواه الطبرانى والديلمى عن على رفعه بلفظ الصلاة عماد الدين والجهاد سنام العمل والزكاة بين ذلك .ورواه التيمى فى ترغيبه بلفظ الصلاة عماد الإسلام وللقضاعى عن أنس رفعه الصلاة نور المؤمن وله أيضا وللديلمى عن أبى سعيد رفعه علم الإيمان والصلاة. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن اس میں شبہ نہیں کہ یہ سب کلام صرف روایت کی سندی حیثیت کی حد تک ہے، اور نماز کا دین میں جو مقام اور مرتبہ ہے، وہ ستون بلکہ اہم ستون سے کم نہیں، یعنی جس طرح عمارت کا ایک اہم ستون ہوتا ہے، اور عمارت اس پر قائم ہوتی ہے، یہی حال نماز کا بھی ہے، کہ اس پر دین کی عمارت قائم ہے، جیسا کہ گزشتہ ان حدیثوں سے بھی یہی مفہوم ثابت ہوتا ہے، جن میں کفر وایمان کے درمیان نماز کو حائل بتلایا گیا ہے، اور بعض احادیث میں صاف طور پر نماز کو دین کا اہم رکن فرمایا گیا ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

فإنی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من ترك الصلاة حبط عمله (الابانة الكبرىٰ لابن بطة، حديث نمبر ٨٧٦)

ترجمہ: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز کو چھوڑ دیا، تو اس کا عمل ضائع ہوگیا (ترجمہ ختم)

فائدہ: کیونکہ نماز کا دین میں جو مقام ہے، وہ دوسرے اعمال سے کہیں زیادہ ہے، اس لئے جو شخص نماز نہیں پڑھتا تو وہ اگرچہ دوسرے نیک اعمال کیوں نہ کرے، ان کا فائدہ نماز کے نقصان کے مقابلہ میں تھوڑا ہے، اور نماز چھوڑنے کا نقصان اور وبال ان سے زیادہ ہے، اس حیثیت سے نماز چھوڑنے والے کے عمل کا ضائع ہونا بیان کیا گیا ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز چھوڑ کر جو بھی دنیا کا کام کرے گا، وہ درحقیقت اس کے لئے ضائع شمار ہوگا، کیونکہ وہ کام اس کو حقیقی نفع نہیں پہنچا سکے گا، اور اگر کوئی شخص نماز کے چھوڑنے کو حلال سمجھے، یا اس کی فرضیت ولزومیت کا ہی انکار کرے، تو وہ یقیناً کافر ہے، اور اس کے تمام اعمال ضائع ہیں (كذافي دليل الفالحين شرح رياض الصالحين)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی نماز نہیں پڑھتا تو وہ دوسرے نیک اعمال بھی نہ کرے، اور دوسرے گناہوں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأورده الزمخشرى فى تفسير سورة البقرة. وعزاه الطيبى لتخريج الترمذى عن معاذ.
وفيه وعموده الصلاة ورواه أبو نعيم عن بلال بن يحيى قال جاء رجل إلى النبى صلى الله عليه وسلم يسأله عن الصلاة فقال الصلاة عمود الدين وهو مرسل ورجاله ثقات. ورواه بعض الفقهاء بلفظ الصلاة عماد الدين فمن أقامها فقد أقام الدين ومن هدمها فقد هدم الدين -يعني دين نفسه. رواه الطبرانى عن معاذ بلفظ رأس هذا الأمر الإسلام ومن أسلم سلم وعموده الصلاة وذروة سنامه الجهاد ولا يناله إلا أفضلهم. (كشف الخفاء ومزيل الألباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس، لإسماعيل بن محمد العجلونى الجراحى)

سے بھی نہ بچے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اسے دوسرے نیک اعمال کے ساتھ ساتھ نماز کا بھی بطورِ خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِى تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ (بخاری، حدیث نمبر ۵۱۹، مسلم، حدیث نمبر ۹۹۱)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے عصر کی نماز فوت ہوگئی، وہ ایسا ہے گویا کہ اس کے اہل اور مال سب چھین لیے گئے (ترجمہ ختم)

عصر کی نماز کا ذکر کسی خاص اہمیت کی وجہ سے ہے، ورنہ ہر نماز کا نقصان ایسا ہی ہے۔

اور اسی وجہ سے بعض روایات میں عصر کی نماز کا ذکر بھی نہیں ہے۔ [۱]

حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من ترك الصلاة فكأنما وتر أهلهٔ ومالهٔ (مسند الطيالسى، حديث نمبر ۱۳۲۱)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز چھوڑ دی، تو گویا کہ اس کے اہل اور مال سب چھین لیے گئے (ترجمہ ختم)

اور مسند احمد وابنِ حبان میں حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ

(مسند احمد، حديث نمبر ۲۲۵۳۴ ؛ وصحيح ابنِ حبان، حديث نمبر ۳۳۰)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے نماز فوت ہوگئی، وہ ایسا ہے گویا کہ اس کے اہل اور مال سب چھین لیے گئے (ترجمہ ختم)

اور مصنف عبدالرزاق میں ان الفاظ میں روایت ہے:

قال رسول الله ﷺ :لان يوتر أحدكم أهله وماله خير له من أن يفوته وقت

---

[۱] أقول :إن حكم وتر الأهل والمال حكم الخمسة ، وأما وجه التخصيص بالذكر فمذكور فى مسلم (325) > أنها عرضت على الأمم السابقة فضيعوها ، ولو أقمتموها فلكم الأجران <ولذا اهتم القرآن بشأن صلاة الوسطى(العرف الشذى)

صلاته (مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۲۲۲۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے اہل وعیال اور مال ودولت چھین لیا جائے، یہ بہتر ہے،اس بات سے کہ کسی نماز کا وقت فوت ہوجائے (ترجمہ ختم)

فائدہ: نماز کو ضائع اورفوت کرنا عام طور پر یا تو بیوی بچوں (یعنی گھر والوں) کی وجہ سے ہوتا ہے، کہ انسان ان کے ساتھ مشغول ہوکراور الجھ کرنماز کو چھوڑ دیتا ہے، یا مال ودولت کمانے اور حاصل کرنے کے لالچ میں مشغول ہوکرنماز کو چھوڑ دیتا ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے ارشادات کے ذریعہ سے واضح فرمادیا کہ نماز کو ضائع کرنا اپنے انجام اور نتیجہ کے اعتبار سے ایسا ہی ہے جیسا کہ اہل وعیال اور مال ودولت سب ہی چھین لیا گیا ہو،اوروہ شخص گھربار اور مال ودولت سے کنگال ہوکر ویسے ہی کھڑا رہ گیا ہو، یعنی جتنا نقصان اور خسارہ مال ودولت اور بال بچے سب کچھ چھن جانے میں ہے، ایسا نقصان وخسارہ ہی نماز کے چھوڑنے میں بھی ہے، یا جس قدر تکلیف اوررنج مال ودولت اور گھربار کے چھوٹ جانے میں ہوتا ہے، اتنا ہی کم ازکم عقلی طور پر نماز کے چھوڑ دینے کی صورت میں بھی ہونا چاہئے۔

اب حضور ﷺ کےان ارشادات کی روشنی میں ہرشخص اپنا جائزہ لے کرغور کرسکتااورسوچ سکتا ہے کہ اسے نماز کے چھوڑ دینے کی صورت میں کس قدر رنج وغم اوراحساس وفکر ہوتا ہے، اگراللہ نہ کرے کہ کسی کوذرا بھی احساس نہ ہوتو پھراسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔

خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِخلافت میں حکومت کے عہدہ پر مامور نمائندوں کوایک تفصیلی پیغام نامہ لکھ کر بھیجا تھا، جس میں آپ نے سب سے شروع میں نماز کی اہمیت کوان الفاظ میں واضح فرمایا تھا کہ:

إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِى الصَّلَاةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ (مؤطا امام مالک حدیث نمبر ۵)

ترجمہ: میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے اہم کام نماز ہے، پس جس نے نماز کی حفاظت کی اور (ہمیشہ) اس کی حفاظت کرتا رہاتواس نے اپنے دین کی حفاظت کرلی، اور جس نے نماز کو ضائع کردیا تو وہ اس کے علاوہ (دوسری عبادات واعمال) کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرنے والا ہوگا (ترجمہ ختم) ﴿بقیہ صفحہ ۸ پرملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

خوداحتسابی کی ضرورت وافادیت

خوداحتسابی کا عمل ایسی چیز ہے، جو ہمیشہ انسان کواس کی کمزوری اور غلطی پرآ گاہی دیتی اور کامیابی وترقی کا باعث ہوتی ہے جوقوم یا جو جماعت اور فردخوداحتسابی کے عمل کواپناتا ہے، وہ رفتہ رفتہ اپنی اچھائیوں کو برائیوں اوراصلاحات ودرستگیوں کواپنی کوتاہیوں وغلطیوں پرغالب کرنے میں کامیابی حاصل کرلیتا ہے، خوداحتسابی کا مطلب ہے، اپنا حساب لینا۔

حضرت عمررضی اللہ عنہ کاارشاد ہے:

حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ وَإِنَّمَا يَخِفُّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا (ترمذی، حدیث نمبر ۲۳۸۳، واللفظ لہٗ، مصنف ابن ابی شیبۃ)

ترجمہ: اس سے پہلے کہ تمہارا حساب لیا جائے تم اپنا احتساب کرلو، اور قیامت کے بڑے دن (حساب کے لئے) پیش ہونے کی غرض سے اپنے اعمال کا وزن کرلو، قیامت کے دن اس شخص کے حساب میں آسانی ہوگی، جس نے دنیا میں اپنا احتساب کرلیا ہو (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے حساب لیں گے، تم اس وقت کے آنے سے پہلے ہی اپنا احتساب کرلو، جس سے تمہیں اندازہ ہوجائے گا کہ تم کتنے پانی میں ہو، اور قیامت کے دن حساب میں دشواری تو نہیں ہوگی؟

بات دراصل یہ ہے کہ ہرایک کو عادتاً دوسروں کے عیب تو نظرآتے ہیں مگراپنے عیب نظرنہیں آتے، نفس اپنے عیبوں پر تو پردہ ڈلواتا رہتا ہے، اور دوسروں کے عیوب کی ٹوہ اور جستجو میں مشغول ومصروف رکھتا ہے، جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو بے عیب اور پاکیزہ خیال کرتا رہتا ہے، اوردوسروں کو عیبوں سے بھرا ہوا سمجھتا ہے، آج جب بھی کبھی دنیا کے کسی شعبہ میں خواہ سیاست کا ہو یا عدالت کا یا کوئی اور شعبہ ہو، جب احتساب کی بات آتی ہے، تو اس سے دوسروں کا احتساب مراد لیا جاتا ہے، اوراپنے آپ کو احتساب سے بری سمجھا جاتا ہے، یہ ہماری بہت بڑی کمزوری ہے، جس کی وجہ سے ہماری اجتماعی وانفرادی

زندگی کے عیوب ختم یا کم نہیں ہوتے ، بلکہ بڑھتے ہی رہتے ہیں، بہر حال خود احتسابی کے عمل کا تعلق دوسروں کے بجائے اپنی ذات سے ہے،اور خود احتسابی کا عمل جتنا مفید اور کار آمد ہے، اتنا ہی انسان کے لئے کڑوا اور نا گوار بھی ہے۔

پھر خود احتسابی کا عمل بہت اہمیت کا حامل ہے چنانچہ دنیا کی اقوام پر نظر ڈال کر دیکھا جائے ،تو ہمیں وہ قومیں ترقی یافتہ نظر آتی ہیں، جنہوں نے خود احتسابی کے عمل کو اپنایا، اور جن قوموں نے خود احتسابی کے بجائے ہمیشہ دوسروں پر تنقید کو اپنا وطیرہ بنایا وہ دنیاوی اعتبار سے بھی انتہائی ذلت اور پستی میں چلی گئیں، حالانکہ عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر خود سے کوئی اپنا احتساب نہ کرے اور دوسرے کی طرف سے اسے تنقید کا نشانہ بنایا جائے تو بھی اپنے فائدہ کی بات کو لے لے، اور جو فائدہ کی بات نہیں اسے چھوڑ دے بدقسمتی سے آج ہمارے معاشرہ میں سیاست وحکومت سے لے کر لوگوں کی عام نجی زندگی تک کے تقریباً تمام شعبوں میں خود احتسابی کے عمل کا فقدان ہے اور ہر ایک دوسرے کو تنقید وتغلیط کا نشانہ بنانے میں مصروف ہے، جس کی وجہ سے ہر شعبۂ زندگی میں مفاسد ومنکرات روز بروز ترقی پکڑ رہے ہیں ، اور اصلاح کا عمل عنقاء ہوتا جا رہا ہے، ایک مسلمان اور غیور قوم کی حیثیت سے ضرورت ہے کہ ہم میں سے ہر شخص جس شعبۂ زندگی سے بھی تعلق رکھتا ہو، وہ اپنا نیک نیتی کے ساتھ احتساب کرے، اور احتساب کے نتیجہ میں جو خامیاں اور خرابیاں محسوس ہوں، ان کے ازالہ کی فکر کرے اور مفید وکار آمد پہلوؤں کو اپنانے کا اہتمام کرے۔

امید ہے کہ اس طرزِ عمل کے نتیجہ میں بہت جلد ہر شعبۂ زندگی میں اصلاحات شروع ہو جائیں گی اور بہت جلد ہم اپنی کمزوریوں پر قابو پا کر ذلت ورسوائی اور ناکامی سے اپنے آپ کو بچا لیں گے۔

اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں ہمیں اپنی اصلاح کی فکر پیدا فرما کر خود احتسابی کے عمل کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

نشان یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا — کہ صبح وشام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمالِ صدق ومروت ہے زندگی ان کی — معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال — یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں
ہے دستِ قضا میں صورت شمشیر وہ قوم — ہر آن جو کرتی ہے اپنے عمل کا احتساب

مقالات و مضامین مفتی محمد رضوان

عدالتیں انصاف فراہم کرنے سے کیوں قاصر رہتی ہیں؟

کسی بھی ملک کی عدالتیں دراصل اس ملک کے باشندوں کو عدل وانصاف فراہم کرنے اور صاحبِ حقوق کو ان کے حقوق دلوانے اور مظلوموں کی دادرسی اور ظالموں وخائنوں کی سرکوبی کے لئے قائم کی جاتی ہیں، جس کا حاصل اور خلاصہ ملک کو جرائم سے پاک کر کے امن وامان قائم کرنا ہوتا ہے، اور اگر اسلامی نقطۂ نظر سے جائزہ لیا جائے تو عدالتوں کا قیام دنیا وآخرت دونوں کی بھلائی اور خیر کو قائم وحاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

گویا کہ اسلامی اعتبار سے عدالتوں کے قیام کا مقصد دوسرے مذاہب سے زیادہ جامعیت رکھتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ عدالتوں کے ان اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے جہاں ایک طرف ججوں کے کردار کو دخل ہے، وہاں دوسری طرف ججوں اور عدالتوں کے اختیارات کو بھی دخل ہے۔

اگر خدانخواستہ فیصلہ کرنے والے جج نااہل یا خائن ہوں یا ان کو فیصلے کا اختیار ہی نہ ہو تو پھر عدالتوں سے انصاف حاصل کرنا ازبس مشکل ہوجاتا ہے، بلکہ بعض اوقات عدالتوں کے غلط فیصلے ہی ملک میں جرائم کے شیوع اور امن وامان کے فقدان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، آج ہم دیکھتے ہیں کہ چپے چپے پر عدالتیں قائم ہیں، عدالتوں میں ایک ہلچل مچی ہوئی ہے، لوگوں کی آمدورفت کا تانتا بندھا ہوا ہے، دعووں گواہوں، اور مختلف تحریری وزبانی بیانات کی بھرمار ہے، ملزم عدالتوں میں پیش ہورہے ہیں، لیکن ان سب کے باوجود ملک میں جرائم میں کمی کی بجائے روزافزوں اضافہ ہی ہورہا ہے، اور امن وامان کا فقدان ہے۔

ان حالات کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ عدالتوں کے جو مقاصدِ اعلیٰ ہیں وہ حاصل نہیں ہورہے، ان میں کچھ رکاوٹیں اور موانعات موجود ہیں۔

جن میں ایک مانع تو ججوں کا کردار ہے، کہ وہ بعض اوقات ذاتی تعلقات، سفارشات اور رشوت خوری یا صلاحیتوں کی کمی وغیرہ کی وجہ سے صحیح فیصلہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

اس لئے اس مانع کو دور کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ ججوں کی تقرری وترقی ان کی اہلیت وصلاحیت، اعلیٰ ظرفی، امانت ودیانت وغیرہ کے کردار کو دیکھ کر کی جائے اور تقرری وترقی میں کوئی ذاتی مفاد ہرگز ہرگز

شامل نہ ہو۔

اوراگر کسی جج میں اس طرح کی کوئی بات ثابت ہوتو اس کے مؤاخذہ کا بھی مؤثر انتظام ہونا چاہئے۔

اور دوسرا مانع ججوں کے اختیارات کا فقدان یا نقصان ہے۔

کہ بعض اوقات تو ججوں کو اوپر سے آزادی کے ساتھ فیصلے کا اختیار ہی نہیں ہوتا، اور بعض اوقات ان کو وسائل وذرائع میسر نہیں ہوتے۔

اس مانع کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سیاسی اور بیوروکریٹ طبقہ کے عدالتوں پر اثر ورسوخ کو کم بلکہ ختم کیا جائے، اور آزادی کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ججوں کی مختلف طریقوں سے حوصلہ افزائی کی جائے۔

عدالتوں سے انصاف کی فراہمی میں تاخیر اور رُکاوٹ کا ایک اہم سبب معاشرے کا عمومی بگاڑ اور جس کی لاٹھی اس کی بھینس والی عمومی ذہنیت اور فضا بھی ہے، چنانچہ ہوتا یہ ہے کہ جب متاثرہ ومظلوم فریق جو بالعموم تہی دست ومفلوک الحال یا سفید پوش طبقے کا فرد ہوتا ہے، وہ انصاف کی فراہمی کے لیے عدالت کا رُخ کرتا ہے،تو فریقِ مخالف اپنے معاشرتی اثر ورسوخ یا پیسے وغیرہ کے زور پر وکیلوں کے مطالباتِ زر پورے کر کے ان کے ذریعے قانونی موشگافیوں کے ایسے ایسے نکات سامنے لے آتے ہیں کہ دعویٰ وجرم کا ثابت ہونا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہوتا، جس کے نتیجے میں مظلوم یا تو انصاف کے حصول سے مایوس ہوکر تھک ہار کر بیٹھ رہے یا پھر عمرِ نوح اُسے میسر آئے، تاکہ مقدمہ کا فیصلہ اس کے پوتوں کے نہیں بلکہ خود اس کی زندگی میں ہوسکے، چنانچہ مشہور ہے کہ دیوانی عدالتیں آدمی کو دیوانہ بنادیتی ہیں۔

بقول اکبرالٰہ آبادی مرحوم (جوخود بھی دیوانی عدالت کے جج رہے) ؎

ع جس عدالت کا میں جج تھا وہ دیوانی تھی۔

ہمارے ملک بلکہ اکثر ترقی پذیر ممالک میں ایک مشکل یہ بھی اس سلسلہ میں پیش آئی ہے کہ گزشتہ چند دھائیوں میں آبادی جس تیزی سے بڑھی ہے، عدلیہ کا نیٹ ورک اس لحاظ سے نہیں بڑھا، اور نہ مقدمات کو تیزی سے نمٹانے کے لیے کوئی پائیدار منصوبہ بندی کی جاسکی ہے، جس کا اعتراف پچھلے سالوں میں اعلیٰ عدالتوں کے معزز جج صاحبان بھی موقعہ بموقعہ کر چکے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عدالتیں تو تقریباً جوں کی توں ہیں۔

﴿بقیہ صفحہ ۵ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بسلسلہ :تاریخی معلومات ⌛ مولوی طارق محمود

ماہِ ذی الحجہ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۰۳ھ**: میں حضرت امام فاضل ابواحمد ہارون بن یوسف الشطوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ شطوی کی نسبت سے پہلے ابنِ مقراض کے لقب سے معروف تھے۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص ۲۶۲)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۱۲ھ**: میں حضرت ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان بن حارث الباغندی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ مشہور محدث ابوبکر الازدی الواسطی الباغندی رحمہ اللہ کے بیٹے تھے۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص۳۲۷، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۷۳۷، طبقات الحفاظ ج۱ ص ۶۱)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۱۶ھ**: میں حضرت امام النحو ابوبکر، محمد بن السری البغدادی النحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابن السراج کے نام سے مشہور تھے، اور مشہور نحوی عالم مبرّد کے ساتھی شمار ہوتے تھے، آپ کی چند مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں:

اصول العربیۃ، شرح سیبویہ، احتجاج القراء، الھواء والنار، الجمل، الموجز، الاشتقاق، الشعر والشعراء(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص ۴۸۴)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۲۳ھ**: میں حضرت ابونعیم عبدالملک بن محمد بن دی الجرجانی الاستراباذی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ فقہ شافعی کے بڑے علماء میں شمار ہوتے ہیں، اور ابونعیم بن عدی کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ۲۴۲ھ میں ہوئی، علمِ حدیث اور علمِ فقہ میں آپ کو بڑا مقام حاصل تھا
(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص ۵۴۵)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۲۵ھ**: میں حضرت امام محدث ابومزاحم موسیٰ بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان الخاقانی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۹۵)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۳۴ھ**: میں مصر کے امیر ابوبکر محمد بن طغج بن جف بن خاقان الفرغانی الترکی کی وفات ہوئی، آپ کا لقب ''الاخشیذ'' تھا، ۳۲۱ھ میں آپ کو مصر کی امارت ملی، وفات کے بعد بیت المقدس میں دفن کیا گیا(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۳۶۶)

Idara Ghufran

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۳۸ھ**: میں حضرت علامہ امام العربیہ ابوجعفر احمد بن محمد بن اسماعیل مصری نحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ''ابن النحاس'' کے نام سے مشہور تھے، اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں، طلبِ علم کے لئے بغداد کا سفر کیا، اور مشہور عالم زجاج رحمہ اللہ سے علم حاصل کیا، آپ کی چند مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں:

اعراب القرآن، اشتقاق الاسماء الحسنی، تفسیر أبیات سیبویہ، کتاب المعانی، الکافی فی النحو، الناسخ والمنسوخ (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص۴۰۲، الاکمال لابن ماکولا ج۲ ص۱۱۷)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۳۹ھ**: میں حضرت قاضی ابوالحسین عمر بن الحسن بن علی بن مالک الشیبانی البغدادی الاشنانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص۴۰۷)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۴۱ھ**: میں حضرت شیخ امام محدث ابوالطاہر احمد بن محمد ابن عمرو مدینی مصری الخامی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ۹۳ سال کی عمر پائی (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص۴۳۱)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۴۶ھ**: میں حضرت ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بن حمزۃ بن جمیل بغدادی رحمہم اللہ کی وفات ہوئی، آپ الجمال کے نام سے مشہور تھے، اور سمرقند کے محدث کہلاتے تھے، سمرقند ہی آپ کا وطن تھا، سمرقند میں آپ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص۵۴۸)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۴۷ھ**: میں حضرت شیخ ابوعبداللہ زبیر بن عبدالواحد بن محمد بن زکریا الاسداباذی الہمذانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص۵۷۱، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۹۰۱، طبقات الحفاظ ج۱ ص۷۳)

□......**ماہِ ذی الحجہ ۳۴۸ھ**: میں حضرت امام محدث مفتی ابوبکر احمد بن سلمان بن حسن بن اسرائیل بغدادی حنبلی النجاد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ عراق کے شیخ شمار ہوتے تھے، اور آپ کی ولادت ۲۵۳ھ میں ہوئی، حضرت ابواسحاق طبری فرماتے ہیں کہ: نجاد اکثر روزہ رکھتے تھے، اور روزانہ ایک روٹی سے افطار کرتے تھے، اور اس سے ایک لقمہ چھوڑ دیتے تھے، اور جمعہ کی رات ساری روٹی صدقہ کر دیتے، اور انہی چھوڑے ہوئے لقموں سے گزارا کرتے۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص۵۰۴، تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص۸۶۹، طبقات الحفاظ ج۱ ص۷۰)

بسلسلہ: فقہی مسائل (نماز کی شرائط کا بیان: قسط۳) مفتی محمد امجد حسین

استقبالِ قبلہ

استقبالِ قبلہ یعنی قبلہ کی طرف رخ کرنا بھی نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے جبکہ نمازی قبلہ رُخ ہونے پر قدرت رکھتا ہو (مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہے جو مکہ شریف میں واقع ہے، اسے کعبۃ اللہ، مسجد حرام اور بیت اللہ بھی کہتے ہیں) ہر نماز (فرض، واجب، سنت، نفل، نماز جنازہ، اور سجدہ تلاوت) کے لئے قبلہ رُخ ہونا ضروری ہے خواہ قبلہ کی طرف رُخ کرنا حقیقتاً ہو یا حکماً ہو، حقیقتاً تو واضح ہے اور حکماً رُخ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی بیماری یا دشمن کے خوف کی وجہ سے قبلہ کی طرف رخ نہیں کرسکتا، یا قبلہ کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قبلہ کی طرف منہ نہیں کرسکتا تو وہ بیمار یا خوف والا جس طرف بھی رُخ کرسکتا ہو اور جس کو قبلہ کی سمت کا علم نہیں تو وہ اٹکل اور غور وفکر کر کے جس سمت کے متعلق قبلہ والی سمت ہونے کا غالب گمان قائم کرلے تو یہی ان کا قبلہ حکمی ہے اور قبلہ رُخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مکہ شریف میں ہو اور عین کعبۃ اللہ (یعنی وہ کمرہ نما عمارت جس پر کالا غلاف چڑھا ہے) کی طرف رُخ کرنا اس کے لئے ممکن ہو مثلاً کعبہ سامنے نظر آ رہا ہے یا تعمیرات وغیرہ کی وجہ سے نظر تو نہ آ رہا ہو لیکن عین اس کی سیدھ کا اندازہ ہو لگا سکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے تو عین کعبۃ اللہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے، اس طور پر کہ کعبۃ اللہ کی عمارت کا کوئی حصہ اس کے چہرے کی سیدھ میں ہو اور باقی زمین والوں کے لئے یعنی جو کعبہ شریف سے دور ہیں اور کعبۃ اللہ کی سیدھ کی تحقیق یا مشاہدہ نہیں کرسکتے (خواہ مکہ میں ہی دور رہنے والے ہوں) تو ان کے لئے کعبۃ اللہ کی جہت اور سمت سے جب تک اتنا انحراف نہ ہو جائے کہ بالکل سمت ہی بدل جائے (یعنی مثلاً بجائے مغرب کے چہرے کا رخ شمال یا جنوب کی طرف ہو جائے) اس وقت تک اس جہت میں نماز صحیح ہوگی۔ [۱]

اور قبلہ رُخ ہونے میں کعبۃ اللہ کی صرف عمارت کا نہیں بلکہ اصل اس جگہ کا اعتبار ہے جس پر یہ عمارت تعمیر ہوئی ہے اور وہ جگہ تحت الثریٰ سے لیکر اوپر عرشِ معلّٰی تک ہے لہٰذا کوئی زمین کے اندر گہرے کنویں میں یا

---

[۱] ریاضی کی اصطلاح میں یوں سمجھنا چاہئے کہ عین کعبۃ اللہ سے جب تک ۴۵ درجہ زاویہ تک انحراف نہ ہو جائے تو نماز کی سمت معتبر رہے گی۔ باقی آجکل تو ایسے حسابی طریقے اور آلات فراہم ہو چکے ہیں کہ ہر مقام سے عین کعبۃ اللہ کی سیدھ معلوم کی جاسکتی ہے۔ آلات، قبلہ نما وغیرہ سے تو ظاہر ہے اس کے علاوہ اور بھی طریقے ہیں، نیز سال کے دو دنوں یعنی سب سے بڑے دن ۲۲ جون اور سب سے چھوٹے دن ۲۲ دسمبر کو سورج کا مقامِ غروب دیکھ کر بھی قبلے کی سیدھ معلوم کی جاتی ہے کہ ان دونوں تاریخوں کو سورج جس مقام پر جہاں غروب ہو ان دونوں غروب کی جگہوں کے درمیان قبلہ کی سیدھی سمت ہے۔

پہاڑ کی چوٹی پر یا ہوائی جہاز میں بھی سمتِ کعبہ کا رخ کر کے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز درست ہوگی، اگر کعبۃ اللہ (یعنی اس غلاف والی عمارت) کے اندر، کوئی نماز پڑھے یا اس کے اوپر پڑھے تو چاروں طرف جدھر بھی منہ کرے نماز جائز ہوگی، قبلہ کی طرف رُخ کرنے سے مراد قبلہ کی طرف سینہ کرنا ہے، اگر نمازی نے بلا عذر جان بوجھ کر قبلہ کی طرف سے سینہ پھیر دیا تو اسی وقت نماز فاسد ہو جائے گی (اگر سینہ نہیں پھیرا صرف چہرہ قبلہ سے پھر گیا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ چہرہ قبلہ کی طرف ہونا سنت ہے، شرط نہیں) اور اگر سینہ بغیر قصد کے قبلہ سے پھر گیا تو اگر تین تسبیحات (سبحان ربی العظیم یا سبحان ربی الاعلیٰ) پڑھنے کے بقدر وقت تک پھرا رہا تو نماز فاسد ہوگی اس سے پہلے پہلے سینہ قبلہ کی طرف کر لیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

اگر کوئی مریض مرض کی وجہ سے قبلہ رُخ نہیں ہوسکتا اور اس کے پاس کوئی ہے بھی نہیں جو اسے قبلہ رخ کرے تو وہ جس سمت میں بھی نماز پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔ اسی طرح جس شخص کو قبلہ رخ ہونے میں کچھ خوف ہو تو جس جہت کی طرف قادر ہے اس جہت میں نماز پڑھ لے، خوف خواہ درندہ کا ہو یا دشمن وغیرہ کا ہو۔

تحرّی یعنی اٹکل و اندازہ سے قبلہ معلوم کرنے کا حکم

اگر کوئی ایسی جگہ ہو کہ وہاں مسجد وغیرہ کسی علامت سے قبلہ کا علم نہیں ہوسکتا (مثلاً ویرانہ ہے) سورج اور ستاروں وغیرہ سے بھی علم نہیں ہوسکتا (جیسے ابر آلود رات یا دن ہو) اور کوئی بتانے والا بھی نہیں تو نمازی اٹکل دوڑائے، قیاس لڑائے، غور وفکر کرے، اس اٹکل اور غور وفکر کرنے کو تحری کہتے ہیں، تحری سے جس سمت کے متعلق قبلہ کی سمت ہونے کا غالب گمان ہو جائے اس کو قبلہ ٹھہرا کر اس سمت میں نماز پڑھے، اگر اس طرح تحرّی کر کے نماز پڑھ لی پھر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا گمان غلط تھا اور قبلہ دوسری سمت ہے تو نماز صحیح ہوگئی اس کا اعادہ نہ کرے (کیونکہ جس وقت نماز پڑھی اس وقت تحری اور اٹکل ہی کا وہ مکلّف تھا اور اس کی یہ تحری ہی حقیقی سمتِ قبلہ کے قائم مقام تھی لہٰذا نماز صحیح ہوگئی) البتہ اگر تحری کر کے نماز شروع کرنے کے بعد نماز کے دوران اس کی رائے بدل گئی اور گمانِ غالب ہوا کہ قبلہ کی یہ تحری والی سمت نہیں بلکہ دوسری سمت ہے یا کسی نے بتلا دیا تو اس صورت میں نماز کے اندر ہی اس دوسری سمت کی طرف رُخ پھیرے نماز نہ توڑے اور باقی نماز مکمل کرے۔ واضح رہے کہ تحری اس وقت جائز ہے جب قبلہ معلوم کرنے کا کوئی بھی طریقہ، علامت موجود نہ ہو جو پیچھے ذکر ہوئیں۔

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت　　مفتی محمد رضوان

گیس اور آگ پیدا کرنے والی اشیاء استعمال کرنے کے آداب

آج کل مختلف قسم کی گیس اور آگ پیدا کرنے والی چیزوں کا استعمال بھی عام ہے، شرعی اصولوں کی روشنی میں ان کے استعمال کے آداب ذکر کئے جاتے ہیں:

(۱)...... بہت سے علاقوں میں سوئی گیس استعمال کی جاتی ہے، جس میں زہریلے اثرات ہوتے ہیں، اور یہ بہت جلدی آگ کو پکڑ لیتی ہے، اس لئے اس کو استعمال کرنے کے لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

(۲)...... جب سوئی گیس یا سلینڈر کا کوئی چولہا یا ہیٹر اور لیمپ وغیرہ استعمال کریں تو شروع کرتے وقت اس کی گیس کی رفتار کو آہستہ رکھیں، کیونکہ شروع میں رفتار زیادہ کرنے کی صورت میں ماچس کی تیلی یا لائٹر وغیرہ لگاتے وقت تیز آگ بھڑک جاتی ہے، جس سے جان و مال کے نقصان کا خطرہ ہوتا ہے۔

(۳)...... گیس سے چلنے والی اشیاء کے قریب ایسی چیزیں رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے جو جلدی آگ کو پکڑتی ہوں۔

(۴)...... ضرورت پوری کرنے کے بعد گیس والی اشیاء سے بٹن وغیرہ بند کر کے گیس کی آمد کو ختم کر دینا چاہئے۔

(۵)...... کمرے میں گیس کا ہیٹر، چولہا اور لیمپ وغیرہ چلا کر سونے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ بعض اوقات ایک لمحہ کے لئے پیچھے سے گیس کی آمد بند ہونے سے ہیٹر بند ہو جاتا ہے، اور پھر دوبارہ گیس کی آمد کے بعد کچی گیس نکلنا شروع ہو جاتی ہے، جو کمرے میں جمع ہو کر بے ہوشی یا انسان کی موت کا سبب بن جاتی ہے، ایسے موقع پر بہتر ہے کہ کمرے کا کوئی روشندان یا کھڑکی وغیرہ کھول کر رکھی جائے، تا کہ اچانک کچی گیس جاری ہونے کی صورت میں اندر جمع نہ ہو۔

(۶)...... سردیوں میں کسی کمرے وغیرہ کے اندر گیس کی کوئی چیز استعمال کریں تو کسی برتن میں سادہ پانی رکھ کر چھوڑ دیا کریں، اس سے نقصان دہ گیس کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔

(۷)...... رات کو سونے کے وقت بہتر ہے کہ سونے والے کمروں میں گیس کی آمد کو پیچھے سے بند کر کے

منقطع کردیا جائے، کیونکہ کسی وقت بھی پائپ لائن میں کسی خرابی کے باعث گیس نکلنا شروع ہوجاتی ہے، جس سے نقصان کا خدشہ ہے۔

(۸)......آج کل کھانا پکانے کے لئے پریشر ککر استعمال کیا جاتا ہے، جس میں کھانا پکنے کے دوران بہت شدید گیس جمع ہوجاتی ہے، اور اس کے اچانک پھٹنے کا خطرہ ہوتا ہے، اس لئے پریشر ککر سے کھانا وغیرہ تیار کرتے وقت بہت احتیاط کی ضرورت ہے، مطلوبہ وقت پورا ہونے کے وقت اس کی گیس کو خارج کرنا یا چولہے کو بند کرنا یا چولہے سے علیٰحدہ کرنا ضروری ہے۔

(۹)...... پریشر ککر کا کھانا بنانے کے بعد ڈھکن کھولنے سے پہلے مخصوص راستہ سے اس کی گیس کو خارج کردیا جائے، اور ڈھکن کو ایسے طریقہ سے کھولا جائے، جس سے خارج ہونے والی گیس اور گرمی سے جسم محفوظ رہے۔

(۱۰)......مٹی کا تیل اور پٹرول وغیرہ جیسی چیزیں بھی بہت جلدی آگ کو پکڑتی ہیں، ان کو آگ سے دور رکھنا چاہئے۔

(۱۱)......اگر مٹی کے تیل کا چولہا (اسٹوپ) استعمال کریں اور اس میں گیس بھریں تو اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس میں گیس اتنی زیادہ مقدار میں جمع نہ ہوجائے، جس سے اس کی ٹینکی پھٹنے کا خطرہ پیدا ہوجائے۔

صدقۂ جاریہ وایصالِ ثواب کے فضائل واحکام

صدقۂ جاریہ کی حقیقت اور نیکی کا ذریعہ بننے کی صورتیں، ایصالِ ثواب کا قرآن وسنت، اجماع اور شرعی قیاس سے ثبوت، مطلق اور عام ایصالِ ثواب کے منکِر کا حکم، فقہ کے چاروں ائمہ کے سلسلہ کی کتابوں سے، مالی اور بدنی عبادات کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب کا ثبوت، دعا واستغفار، ذکر وتلاوت، نماز، روزہ، صدقات وخیرات، حج وعمرہ، اور قربانی وغیرہ کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب پر احادیث وروایات، ایصالِ ثواب کی شرائط، ایصالِ ثواب سے متعلق بدعات ورسوم، ایصالِ ثواب کے طریقے اور اس سے متعلق مختلف مسائل واحکام، اور ایصالِ ثواب کے منکرین کے شبہات واعتراضات کا جائزہ

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

ہدیہ وتحفہ (Gift) لینے دینے کے آداب

(۱)...... ہدیہ اس چیز کو کہا جاتا ہے جو دوسرے کے اعزاز واکرام اور محبت کی خاطر اس کی خدمت میں بغیر کسی معاوضہ کے پیش کی جائے۔

اور ہدیہ کو عطیہ اور تحفہ بھی کہا جاتا ہے۔ [۱]

(۲)...... ہدیہ اور صدقہ میں فرق یہ ہے کہ ہدیہ کا اصل مقصد تو دوسرے کو خوش کرنا اور اس کی خوشی ومحبت کو حاصل کرنا ہے، اور صدقہ کا اصل مقصد دوسرے کی ضرورت پوری کرنا اور ثواب کا حاصل کرنا ہے۔ [۲]

اور اگر اخلاص کے ساتھ دوسرے کو ہدیہ وتحفہ پیش کیا جائے تو اس میں بھی ثواب حاصل ہو جاتا ہے، مگر اس کی اصل غرض خوشی اور محبت ہے، اسی لیے ہدیہ مال داروں اور امیروں وغیرہ کو بھی دیا جا سکتا ہے، جبکہ ان کو صدقہ نہیں دیا جا سکتا (شمائلِ کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ بتغیر واضافہ) [۳]

---

[۱] والعطية تطلق على الهدية وعلى الهبة (عمدة القارى، باب قبول الهدية من المشركين، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها)

[۲] بعض حضرات نے ہدیہ اور ہبہ میں یہ فرق کیا ہے کہ ہدیہ دینے میں ہدیہ دہندہ کے پیشِ نظر مہدیٰ الیہ (جس کو ہدیہ دیا جائے) کا قرب حاصل کرنا پیشِ نظر ہوتا ہے، اور ہبہ میں اس کا پیشِ نظر ہونا ضروری نہیں، اس اعتبار سے ہدیہ خاص اور ہبہ عام ہے، یا یہ کہ ہدیہ ہبہ کی ایک خاص قسم ہے۔

الفرق بين الهدية والهبة :أن الهدية ما يتقرب به المهدى إلى المهدى إليه، وليس كذلك الهبة ولهذا لا يجوز أن يقال إن الله يهدى إلى العبد كما يقال إنه يهب له وقال تعالى "فهب لى من لدنك وليا" وتقول أهدى المرؤوس إلى الرئيس ووهب الرئيس للمرؤوس، وأصل الهدية من قولك هدى الشيئ إذا تقدم وسميت الهدية هدية لانها تقدم أمام الحاجة.

الفرق بين الهدية والهبة :الهدية :وإن كانت ضربا من الهبة، إلا أنها مقرونة بما يشعر إعظام المهدى إليه وتوقيره، بخلاف الهبة. وأيضا الهبة :يشترط فيها الايجاب، والقبول، والقبض إجماعا.

واختلف الاصحاب فى الهدية :فذهب العلامة الجرجانى فى القواعد على الاشتراط، لانها نوع من الهبة، فيشترط فيها ما يشترط فى الهبة .وذهب بعض المتأخرين :إلى عدم اشتراط ذلك فيها(فروق اللغوية لابى هلال العسكرى ج ۱ ص ۵۵۵، ۵۵۶، فروق نمبر ۲۲۴۵، ۲۲۴۶)

[۳] ولا بد الفرق بين الهدية والصدقة للفرق بين أحكامهما، حِلًّا وحُرُمةً، فقالوا :إن المقصودَ أولا فى الهَدِية المُهْدى إليه، وإن حَصَل الثَّوابُ آخِرًا؛ والمقصودَ من الصدقةِ هو التقرُّبُ إلى اللهِ أَوَّلا، وإن رضى المُهْدَى إليه آخِرًا أيضًا(فيض البارى للكشميرى ج۵ ص ۶۳، بابُ ما لا يُرَدُّ مِنَ الهَدِيَّة)

(۳)...... ہدیہ کا اخلاص کے ساتھ دینا اور قبول کرنا دونوں سنت سے ثابت ہیں، اور مختلف فضائل وفوائد کے حامل ہیں۔

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ (ترمذی حدیث نمبر ۲۰۵۶ واللفظ لہٗ، مسند ابوداؤد طیالسی حدیث نمبر ۲۴۴۳) [1]

ترجمہ: ہدیہ لیا دیا کرو، یہ محبت کو بڑھاتا ہے، اور سینے کے کینہ کو دور کرتا ہے، اور ہرگز کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے حقیر نہ سمجھے، اگرچہ بکری کے کھُر کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ہدیہ وتحفہ کا لین دین اخلاص ومحبت کے ساتھ کیا جائے تو فریقین میں باہمی الفت ومحبت اور مودّت پیدا ہوتی اور بڑھتی ہے، اور عداوت وکشیدگی دور ہوتی ہے۔

اور اس حدیث میں بطورِ مبالغہ کے کھُر کے ٹکڑے کا ذکر کیا گیا ہے، کہ جب اس کو بھی حقیر سمجھنا درست نہیں، تو جو چیز اس سے بہتر ہو اس کو حقیر سمجھنا تو بدرجۂ اولیٰ درست نہیں ہے۔ [2]

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

تَهَادَوْا تَحَابُّوا (الادب المفرد للبخاری، شعب الایمان للبیہقی، مسندابویعلیٰ الموصلی)

---

[1] ورواه احمد باختصارفقال: عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَغَرَ الصَّدْرِ (مسند احمد حديث نمبر ۸۸۸۲)

تهادوا ؛ فإن الهدية تذهب وحر الصدر ، لا تحقرن جارة لجارتها ولو فرسن شاة . 'وسكت عنه ، وهو عند الترمذى من رواية أبى معشر ، نجيح ، عن سعيد ، عن أبى هريرة .وأبو معشر ضعيف ، ومنهم من يوثقه .فالحديث من أجله حسن (بيان الوهم والإيهام فى كتاب الأحكام،للحافظ ابن القطان الفاسى أبو الحسن على بن محمد بن عبد الملك،المتوفىٰ 628هـ)

[2] (تهادوا إن) فى رواية الترمذى فإن (الهدية تذهب وحر الصدر) بواو وحاء مهملة مفتوحتين وراء غله وغشه وحقده وذلك لأن القلب مشحون بمحبة المال والمنافع فإذا وصله شء منها فرح به وذهب من غمه بقدر ما دخل عليه من فرحه (ولا تحقرن جارة لجارتها) أى إهداء شء لجارتها (ولو) أن تبعث إليها وتتفقدها (بشق فرسن شاة) وهو قطعة لحم بين ظلفى الشاة وحرف الجر زائد .قال الطيبى :وهو تتميم للكلام السابق ، أرشد إلى أن التهادى يزيل الضغائن ثم بالغ حتى ذكر أحقر الأشياء من أبغض البغيضين إذا حملت الجارة على الضرة وهو الظاهر كما يدل له خبر أم زرع للمجاورة بينهما اه(فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۳۳۷۷)

ترجمہ: ''آپس میں ہدیہ لینے دینے کا تعلق رکھا کرو، اس سے محبت پیدا ہوگی'' (ترجمہ ختم) [1]

(۴)...... ہدیہ کے لئے قیمتی اور مہنگی چیز کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ مختصر اور چھوٹی چیز بھی اخلاص کے ساتھ ہدیہ میں پیش کی جاسکتی ہے۔

البتہ ایسی چیز کا ہدیہ جس کا استعمال ثواب کے کام میں ہو، جیسے خوشبو، مسواک، عمامہ، ٹوپی وغیرہ اس کا ثواب زیادہ ہے، نیز جس چیز کا نفع متعدی اور دیرپا ہو، اس کا ثواب اور بھی زیادہ ہے، مثلاً دینی کتاب کا ہدیہ، کہ اس کے ذریعہ سے دنیا وآخرت کی خیر حاصل ہوتی ہے، اور دوسرے افراد بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں، ایسی چیزوں کا اگر صدقہ کیا جائے تو وہ حدیث کی رو سے صدقہ جاریہ ہے۔ [2]

(۵)...... ہدیہ ایسی چیز کا دینا چاہئے جو کارآمد ہو، فضول اور بے کار چیز ہدیہ میں دینا دراصل اپنے مال کو بے جا ضائع کرنا اور دوسرے کے لئے اس چیز کو وبال بنانا ہے، آج کل بہت سے مواقع پر رسمی تحفے ایسی چیزوں کے دیئے جانے لگے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، مثلاً مصنوعی گلدستے پیش کئے جاتے ہیں جو اکثر وبیشتر کوڑے کے ڈھیر ہی کی نظر ہوجاتے ہیں۔

(۶)...... ہدیہ اور تحفہ ہر قسم کے رسم ورواج اور ریاء کاری اور دکھلاوے سے پاک وصاف ہونا چاہئے۔

آج کل ہمارے معاشرے میں ہدیہ اور تحفہ کے نام پر بہت سی ایسی شکلیں رائج ہوگئی ہیں جو حقیقی ہدیہ کے مقاصد ومنافع سے بالکل خالی ہیں اور اسی وجہ سے اُن کو اختیار کرنے کے باوجود آپس میں محبت پیدا نہیں ہوتی بلکہ عداوت اور دشمنی پیدا ہوتی ہے، دلوں سے کینہ کپٹ دور نہیں ہوتا بلکہ مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہدیہ اور تحفہ جیسی سنت رسم ورواج، فخر وتفاخر، ریاکاری وغیرہ جیسے گناہوں کی نظر ہوگئی ہے۔

(۷)...... ہدیہ میں اصل یہ ہے کہ وہ دوسروں کی نظروں سے چھپا کر پیش کیا جائے، سب کے سامنے

---

[1] (تهادوا تحابوا) قال ابن حجر تبعا للحاكم إن كان بالتشديد فمن المحبة وإن كان بالتخفيف فمن المحاباة ويشهد للأول خبر البيهقي تهادوا يزيد في القلب حبا وذلك لأن الهدية خلق من أخلاق الإسلام دلت عليه الأنبياء وحث عليه خلق وهم الأولياء تؤلف القلوب وتنفي سخائم الصدور قال الغزالي :وقبول الهدية سنة لكن الأولى ترك ما فيه منة فإن كان البعض تعظم منته دون البعض رد ما تعظم (ع عن أبي هريرة) ظاهر صنيع المصنف أنه لم يره مخرجا لأحد من الستة وإلا لما عدل عنه وليس كذلك فقد رواه النسائي في الكنى وسلطان المحدثين في الأدب المفرد قال الزين العراقي :والسند جيد وقال ابن حجر : سنده حسن(فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۳۳۷۳)

[2] افسوس کہ آج دینی کتابوں کے ہدیہ کے لین دین کا رواج نہیں، اور اس کے بجائے فضول چیزیں رائج ہیں۔

یا مجمع میں ہدیہ پیش کرنا مناسب نہیں، آج کل ہدیہ اسی کو سمجھا جاتا ہے جو محفل اور مجمع میں سب کو دکھا کر پیش کیا جائے، اگر ہدیہ لینے والا خود ہی دوسروں پر اس کا اظہار کردے تو اس کی مرضی ہے اور یہ اس کا حق ہے، لیکن دوسروں پر ظاہر کرنا ہدیہ دینے والے کا حق نہیں۔

(۸)......بہتر یہ ہے کہ ہدیہ دوسرے کے ہاتھ میں سپرد کرے، دوسرے کی لاعلمی میں ہدیہ خاموشی سے چھوڑ کر چلے جانا مناسب نہیں، اس سے بعض اوقات دوسرے کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جانے والا یہ چیز ہدیہ کے طور پر چھوڑ کر گیا ہے، یا اپنی ملکیت والی چیز بھول گیا ہے، اگر مجمع وغیرہ کی وجہ سے دوسرے کے ہاتھ میں ہدیہ دینا مشکل ہو تو اس کی تنہائی کا انتظار کرنا مناسب ہے، اگر یہ بھی مشکل ہو تو ایسا کوئی مناسب حل تلاش کرنا چاہئے جس سے مجمع کے سامنے ہدیہ کا اظہار بھی نہ ہو اور جس کو ہدیہ دیا جارہا ہے اس کو علم بھی ہوجائے، مثلاً وہاں کے کسی متعلقہ شخص کو اس کی اطلاع دے دے، یا کسی پرچہ وغیرہ پر لکھ کر ہدیہ سے دوسرے کو آگاہ کردے۔

(۹)......اگر دوسرا کسی وجہ سے ہدیہ قبول نہ کرے اور واپس کرنا چاہے تو اس کو ہدیہ قبول کرنے کا اصرار نہیں کرنا چاہئے، البتہ واپسی کی وجہ معلوم کرلینی چاہئے کہ آئندہ کے لئے اس سے بچا جاسکے

(۱۰)......جس کو ہدیہ دیا گیا ہے اُس کو چاہئے کہ وہ ہدیہ میں لی ہوئی چیز کو ہدیہ دینے والے کے سامنے ایسے طریقے پر استعمال اور خرچ نہ کرے جس سے ہدیہ دینے والے کی دل شکنی ہو (ایضاً)

(۱۱)...... ہدیہ میں آئی ہوئی چیز کسی دوسرے کو بھی ہدیہ دی جاسکتی ہے، البتہ اگر کسی نے ہدیہ کی کوئی چیز دیتے وقت خود استعمال کرنے کی قید لگادی ہو تو پھر وہ کسی چیز کسی دوسرے کو ہدیہ کرنا بہتر نہیں، اگرچہ گناہ بھی نہیں (شمائلِ کبریٰ حصہ دوم ص۱۱۳)

(۲۲)...... جو چیز زکوٰۃ وصدقات یا کسی بھی دوسرے حلال ذریعہ سے اپنی ملکیت میں آئی ہو وہ بھی دوسرے مالدار کو ہدیہ میں دینا درست ہے۔

(۲۳)...... ہدیہ نقدی اور غیر نقدی دونوں چیزوں کی صورت میں دیا جاسکتا ہے، لیکن نقدی کی شکل میں ہدیہ کرنا عام حالات میں دوسری چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ مفید اور بہتر ہے، کیونکہ نقدی سے اپنی کسی بھی ضرورت پوری کرنے کا اختیار رہتا ہے، جبکہ دوسری چیزوں میں یہ اختیار نہیں ہوتا، اور ظاہر ہے کہ جس چیز سے مختلف قسم کی ضروریات پوری کرنے کا اختیار رہو وہ ان چیزوں سے بہتر ہے، جن میں یہ اختیار نہ ہو

(شمائلِ کبریٰ حصہ دوم ص۱۱۳)

(۲۴)...... دینداراور معزز بزرگوں کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا بنسبت دوسروں کے زیادہ بہتر اور افضل ہے، اس لئے کہ ہدیہ میں پیش کی ہوئی چیز ایک دیندار استعمال کرے گا تو اس کا درجہ ایک عام غیر دیندار شخص کے استعمال سے اعلیٰ و افضل ہے (ایضاً ص۱۱۶)

(۲۵)...... کسی مصلحت وضرورت سے کافر کو تحفہ پیش کرنا جائز ہے، لیکن اس طرح کے تحفہ میں شرط یہ ہے کہ کافر کی محبت وخلوص دل میں نہ ہو، کیونکہ کسی کافر کی محبت اور اس سے دلی دوستی جائز نہیں (شمائلِ کبریٰ ج۲ص۱۲۶)

(۲۶)...... اگر دوسرے سے اپنا کوئی مقصد اور غرض وابستہ ہو تو ایسے موقع پر دوسرے کو ہدیہ پیش نہ کرے، کیونکہ اس کی وجہ سے دوسرا شرمندہ یا متأثر ہو جاتا ہے، اور اُس کو اپنے کام کی آزادی میں رکاوٹ پیش آتی ہے (اسلامی اخلاق وآداب صفحہ ۲۴۹ بتغیر)

(۲۷)...... دوسرے کو ہدیہ اور اپنی کوئی ضرورت وحاجت دونوں ایک ساتھ پیش نہ کرے، یہاں تک کہ ہدیہ کے ساتھ دُعا کی درخواست بھی نہ کرے، بلکہ ہدیہ ایسے انداز میں پیش کرے، جس سے یہ شبہ بھی نہ ہو کہ یہ اپنی کسی ضرورت اور مقصد کی غرض سے دیا جارہا ہے، اگر دوسرے سے کوئی غرض ہو یا دُعا کی درخواست کرنی ہو تو یہ ضرورت پہلے پوری کرلے اور ہدیہ بعد میں پیش کرے، تاکہ اس ہدیہ کو اُس غرض یا دُعا کے بدلہ ومعاوضہ کی حیثیت حاصل نہ ہو (اسلامی اخلاق وآداب صفحہ ۲۴۹ بتغیر)

(۲۸)...... اگر کوئی سفر میں ہو اور اُس کو ہدیہ پیش کرنا مقصود ہو تو بلاوجہ ہدیہ ایسی چیز کا پیش نہ کرے جو دوسرے کو اپنے مقام تک ساتھ لے جانا مشکل ہو جائے (ایضاً)

(۲۹)...... کسی دوسرے کو ہدیہ دینے کی ترغیب نہ دے، اگر خود سے کوئی ہدیہ دے تو الگ بات ہے (ایضاً)

(۳۰)...... اگر کوئی تمہاری خاطر داری کے لئے خوشبو، تیل، تکیہ، دودھ، وغیرہ پیش کرے کہ خوشبو یا تیل لگالو یا تکیہ کا سہارا لے لو یا دودھ پی لو تو اگر کوئی عذر نہ ہو تو اس کے قبول کرنے میں انکار نہ کرے، کیونکہ اس کے قبول کرنے میں کوئی مشقت بھی نہیں اور دوسرے کا دل بھی بآسانی خوش ہو جاتا ہے (ایضاً)

(۳۱)...... جو شخص آپ کا مقروض ہو، اُس سے ہدیہ لینا مناسب نہیں، البتہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ قرض لینے کی وجہ سے ہدیہ نہیں دے رہا، مثلاً اُس سے قرض دینے سے پہلے بھی ایسا تعلق ہے کہ ہدیہ کا لین دین اُس سے چلتا ہے، تو پھر اُس کا ہدیہ قبول کرلینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۲)...... جوشخص اخلاص کے ساتھ ہدیہ دے ،تو اُس کا بدلہ بھلائی اور نیکی کے ساتھ دینا چاہئے اور کچھ نہ ہوتو اُس کے حق میں دعا کر دینی چاہیئے یا کم از کم ''جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا '' وغیرہ کہہ دینا چاہئے۔

(۳۳)...... آج کل رشوت کی بہت سی صورتیں رائج ہیں، جن کو ہدیہ اور تحفہ کا نام دیا جاتا ہے، حالانکہ رشوت کا لین دین حرام ہے، اورصرف نام بدلنے سے کسی معاملہ کی حقیقت تبدیل نہیں ہوجاتی ،لہٰذا رشوت کی جو جو صورتیں بھی ہدیہ اور تحفہ کے نام سے جاری ہیں وہ شرعاً حرام اور کبیرہ گناہ ہیں اور ہر مسلمان کوان سے بچنا ضروری ہے، رشوت لینے اور دینے والے کے بارے میں حدیث میں یہ وعید سنائی گئی ہے کہ وہ دونوں جہنم میں جائیں گے۔

سرکاری یا غیر سرکاری عہدوں پر جولوگ مقرر ہوتے ہیں اوران کوجن خدمات کے انجام دینے پر باقاعدہ تنخواہ ومعاوضہ ملتا ہے، ان خدمات کے صلہ میں کچھ تحفہ وہدیہ بلکہ فیس وغیرہ کے نام سے لینا رشوت میں داخل ہے، اوراگراس کی وجہ سے قانون شکنی بھی کی جائے تو دوہرا گناہ ہے۔اسی طرح ڈاکٹر صاحبان کا کسی خاص کمپنی کی ادویات تجویز کرنے پراس کمپنی سے ہدیہ وتحفہ کے عنوان سے کچھ لینا جائز نہیں، کیونکہ ڈاکٹر حضرات اس تحفہ وہدیہ کے نام سے ملنے والی مراعات کی خاطر مریضوں پر ظلم وزیادتی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

(۳۴)......شادی بیاہ کے موقع پر تحفہ وہدیہ اور ہبہ کے نام سے دولہا کو جونوٹوں کا ہار پہنایا جاتا ہے، یہ بھی شرعاً جائز نہیں ، کیونکہ اگراس کا مقصود دولہا کو مخصوص رقم کا ہدیہ وتحفہ دینا ہے تواس کو ہار کی شکل میں دینے کی کیا ضرورت ہے؟ ظاہر ہے کہ ریاکاری، دکھلاوے اورنام ونمود کے علاوہ اورکوئی غرض نہیں ہوسکتی، اورتحفہ وہدیہ میں ایسی نیت کرنا جائز نہیں، لہٰذا جو رسم ناجائز غرض پر مبنی ہو وہ بھی ناجائز ہوگی۔

(۳۵)......اسی طرح شادی بیاہ یا کسی دوسری تقریب کے موقع پر نیوتہ کے عنوان سے جورقم اس غرض سے دی جاتی ہے تاکہ لینے والا اتنی یااس سے زیادہ رقم دینے والے کو کسی اس جیسی تقریب میں واپس کرے، اس طرح کی رقم کا لین دین بھی جائز نہیں، کیونکہ ہدیہ وتحفہ میں اس طرح واپسی کی رسم بن جانے سے وہ قرض میں داخل ہوجاتا ہے اوراس میں سود وغیرہ جیسی کئی خرابیاں لازم آتی ہیں۔

(۳۶)......نکاح کے موقعہ پر دلہن کے والدین کے ذمہ اپنی بیٹی کو جہیز وغیرہ کے عنوان سے کچھ دینا شرعاً لازم نہیں اور آج کل اس کو اتنا ضروری اور لازم سمجھا جاتا ہے کہ اس رسم کو پورا کرنے کے لئے سودی قرض لینے

اور بھیک مانگنے کو بھی روا رکھا جاتا ہے، یہ شرعاً سراسر ناجائز رسم ہے،لڑکی والوں سے جہیز کا مطالبہ کرنا گناہ ہے

(۳۷)...... غیر اسلامی رسم ورواج میں ہدیہ تحفہ پیش کرنا دوہرا گناہ ہے،مثلاً سالگرہ کے موقع پر،مہندی وغیرہ کی رسم میں، کیونکہ اولاً تو ان رسموں کا منعقد کرنا اوران میں شریک ہونا ہی گناہ ہے، دوسرے ان غیر اسلامی رسموں میں تحفہ وہدیہ دے کر تعاون اوران پر خوشی کا اظہار کرنا، یہ الگ گناہ ہے۔

(۳۸)...... کسی خاص تقریب کے موقع پر مثلاً بچے کی ختنہ وغیرہ ہونے پر چھوٹے بچوں کو جو کچھ تحفہ، ہدیہ وغیرہ دیا جاتا ہے، اُس سے خاص اُس بچہ کو دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ بچے کے ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے،اس لیے وہ بچہ کی ملکیت نہیں بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہیں، وہ جو چاہیں کریں،البتہ اگر کوئی شخص خاص بچہ ہی کو کوئی چیز دے تو پھر وہ خاص اس بچے ہی کی ملکیت ہے، ماں باپ کو اپنی مرضی سے اس کو استعمال کرنا جائز نہیں (بہشتی زیور، پانچواں حصہ صفحہ ۴۵،مسئلہ نمبر۱، بتغیر)

(۳۹)......صدقہ میں ابتداءً ہی اجر وثواب کی نیت ہوتی ہے، اور ہدیہ میں اصلاً دوسرے کی تطییبِ قلب اوراس کی رضامندی مقصود ہوتی ہے، اگرچہ مآلاً اس میں بھی ثواب ملتا ہے (عمدۃ القاری، ج۹ص۹۰، باب الصدقۃ علی موالی ازواج النبی ﷺ ،درسِ ترمذی ج۲ص۴۸۰)

(۴۰)......شرعاً ہبہ صحیح ہونے کے لئے صرف زبانی کلامی کہہ دینا کافی نہیں، بلکہ شرعاً ہبہ مکمل ہونے کے لئے اس چیز کو مالکانہ قبضے کے ساتھ موہوب لہٗ(یعنی جس کو ہبہ کیا گیا ہے اس) کے حوالے کرنا بھی ضروری ہے۔

(۴۱)...... انسان جب تک زندہ ہے اپنے مال، جائیداد، روپے، پیسے،سونے، چاندی اور دیگر سامان وغیرہ کا شرعاً وقانوناً وعرفاً مالک ہے اور مالک کو اپنی ملکیتی چیز میں دیگر جائز تصرفات کی طرح کسی کو اپنی مملوکہ چیز ہدیہ کر دینے کا بھی شرعی وقانونی حق حاصل ہوتا ہے۔

اس لئے انسان اپنی زندگی میں اپنی اولاد کو ہدیہ دینے کا حق رکھتا ہے، البتہ اولاد کو ہدیہ دیتے وقت بہتر یہ ہے کہ عام حالات میں اولاد میں برابری کا لحاظ کیا جائے۔

اولاد کو ہبہ کرتے وقت برابری کرنے کا حکم فرض یا واجب درجے کا نہیں ہے بلکہ صرف مستحب ہے لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی اولاد میں سے کسی کو کوئی چیز ہبہ کرتا ہے اور دوسرے کو نہیں کرتا تو اُسے کوئی گناہ نہیں ہوگا کیونکہ ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ دوسری اولاد کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے یا کسی اور غرضِ فاسد

سے ایسا نہ کیا گیا ہو،مگر بہتر نہیں اور اگر دوسری اولاد کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے ایسا کیا گیا ہو جیسا کہ بعض لوگ کسی بیٹے یا بیٹی سے ذاتی نفرت کی وجہ سے کسی دوسرے کو زیادہ مال، جائیداد ہبہ کردیتے ہیں تا کہ وہ دوسرا بیٹا بیٹی محروم ہو جائیں تو ایسا کرنا ناجائز اور گناہ ہے البتہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد میں سے کسی کو کسی خاص وجہ سے زیادہ دیدے مثلاً وہ علمِ دین حاصل کررہا ہے یا خدمتِ دین میں لگا ہوا ہے یا والدین کی خدمت زیادہ کرتا ہے یا وہ مالی اعتبار سے دوسری اولاد کے مقابلے میں کم حیثیت ہے تو ان وجوہ کی بناء پر اُسے زیادہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح اگر اولاد میں کوئی فاسق فاجر اور نافرمان ہے اور یہ خیال ہے کہ اگر اس کو کچھ ہبہ کیا گیا تو وہ اس کو گناہ کے کاموں میں صرف کردے گا تو اس وجہ سے اس کو محروم کرنا بھی جائز ہے کیونکہ اس کو مال دینا گویا گناہ کے کاموں پر اس کا تعاون کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ گناہ پر تعاون جائز نہیں البتہ اتنا مال دینے میں کوئی حرج نہیں جسے وہ اپنے کھانے پینے میں خرچ کرسکے،اسی طرح اولاد میں سے کوئی بیٹا، بیٹی اگر والدین کا نافرمان ہے اور ان کو ستانے والا ہے تو اس کو ہدیہ وغیرہ سے محروم کرنا بھی جائز ہے۔ [1]

---

[1] لیکن محروم کرنے کا یہ طریقہ درست نہیں کہ اس کے نام عاق نامہ جاری کردیا جائے اور اخبار میں اس کا اشتہار دے دیا جائے (جیسا کہ آج کل اس کا رواج ہے) کیونکہ اس طرح کرنے سے شرعاً کوئی میراث سے محروم نہیں ہوتا بلکہ محروم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی جائیداد وغیرہ زندگی ہی میں دوسری اولاد میں تقسیم کرکے ہر ایک کا حصہ اس کے قبضے میں دیدے اس طرح کرنے سے وہ جائیداد وغیرہ اولاد کی ملکیت ہوجائے گی اور جس کو محروم کرنا مقصود ہے وہ خود بخود محروم ہوجائے گا لیکن اس صورت میں بھی ماں یا باپ کے انتقال کے بعد ان کے مملوکہ متروکہ مال جائیداد میں اپنے شرعی حصے کا بطور وارث حقدار ہوگا۔

یہ بھی یاد رہے کہ نافرمان اولاد کو صرف جائیداد سے محروم کردینا ہی کافی نہیں بلکہ والدین کو چاہئے کہ حکمت وبصیرت کے ساتھ ان کی اصلاح کی کوشش کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب

حکیم الامت کی چند نصائح (قسط۱)

مؤرخہ۲۱/ ذیقعدۃ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۰/ نومبر ۲۰۰۸ء بروز جمعرات صبح دس بجے حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم ادارہ غفران، راولپنڈی میں تشریف لائے اور مسجدِ غفران کے منبر پر تشریف فرما ہو کر اپنے ملفوظات وارشادات سے حاضرین کو مستفید فرمایا، جس کو مولانا محمد ناصر صاحب نے کیسٹ سے نقل کیا، اب حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی نظرِ ثانی کے بعد انہیں شائع کیا جارہا ہے (ادارہ......)

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. امابعد

ماشاءاللہ ایک وقت تھا کہ مفتی (رضوان) صاحب نے یہ ادارہ قائم کیا تھا، اور یہ کہنا چاہیے کہ دین کا پودا لگایا تھا، اب تو ماشاءاللہ تعالیٰ یہ سایہ دار درخت بن گیا ہے۔

اور الحمدللہ بہت ترقی کر گیا ہے۔ میرے پاس ادارے کی مطبوعات کی فہرست آئی تھی، یہاں ادارے میں ماشاءاللہ بہت کام ہو رہا ہے، اور دین کے بہت ضروری ضروری کام ہو گئے ہیں۔

الحمد للّٰہ. اللھم زد فزد. اللہ اس کو خوب ترقی عطا فرمائے۔

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر ملفوظات میں سے کمالاتِ اشرفیہ دیکھتے تھے، اور پھر اس میں سے ایک آدھ ملفوظ سنا کر تشریح بیان کیا کرتے تھے۔

حضرت حکیم الامت کی علماء وطلباء کو استغناء کی نصیحت

بہرحال اس موقعے پر حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نصیحت یاد آئی، جو انہوں نے علماء اور طلباء کو کی ہے، حضرت فرمایا کرتے تھے کہ علماء میں استغناء ہونا چاہیے۔

استغناء کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کسی شخص سے کوئی نفع کی توقع نہ رکھے، اللہ سے مانگے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اپنا مطمحِ نظر صحیح کر لو، اور اللہ نے دین کی خدمت کی جو بھی توفیق دی ہے، تو یہ سوچا کرو کہ اس سے مقصد کیا ہے؟ دین کے مختلف شعبے ہیں، درس وتدریس ہے، تبلیغ ہے، اور تصنیف وتالیف ہے، یہ سب چیزیں دین کے مختلف شعبے ہیں، تو اس سے مقصود

کیا ہے؟

حضرت نے خود ہی فرمایا کہ یہ نیت ہونی چاہیے، کہ رب راضی ہوجائے، اللہ کی رضا مقصود ہے، یہ دل میں نیت ہونی چاہیے۔

یہ نصیحت تو حضراتِ اہلِ علم کو تھی۔

عامۃُ المسلمین کو قرض لینے اور گناہ سے بچنے کی نصیحت

اور عامۃ المسلمین کے لیے حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ زندگی میں کسی سے قرض نہ لو تو بڑی سکون کی زندگی گزرے گی، اور گناہ نہ کرو تو موت آسان ہوگی۔

اہل اللہ کے چار طبقے

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ تھے، وہ پرانے زمانے کی اردو میں فرمایا کرتے تھے، اور یہ ان کا مشہور مقولہ ہے کہ اولیاء اللہ کے چار گروہ ہیں، یعنی اللہ والوں کے چار طبقے ہیں۔

نمبر۱۔ مفسرین، **نمبر۲**۔ محدثین۔ **نمبر۳**۔ فقہاء۔ **اور پھر نمبر۴**۔ صوفیاء۔

اور فقہاء کے بارے میں یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ان کے سپرد دین کا منصب فقہ کا ہے، یعنی ان کی حیثیت بالکل ایسی ہے کہ جیسے کہ کسی ادارے کا مینیجنگ ڈائریکٹر ہو۔

جیسے تجارتی، کاروباری ادارے میں مینیجنگ ڈائریکٹر ہوتے ہیں، اور سب کچھ ان کے سپرد ہوتا ہے، تو شریعت کا انتظام ان فقہاء کے سپرد ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں علماء کی اسی لیے قدر کرتا ہوں کہ یہ حاملانِ شریعت ہیں، البتہ محبت مجھے ان چاروں طبقوں میں سے صوفیاء سے زیادہ ہے۔

حضرت حکیم الامت کا معالجین کی اتباع کرنا

ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے کسی جگہ جارہے تھے، راستے میں بریلی کا اسٹیشن آیا، وہاں پر ریل تین گھنٹے ٹھہری، عشاء کی نماز بھی اسٹیشن پر اتر کر پڑھی، اور اس میں سورۂ والتین اور والعصر پڑھی، اور نفلیں نہیں پڑھیں، کیونکہ حضرت والا عموماً سفر میں نفلیں نہیں پڑھتے تھے۔

اس واقعے کے بارے میں حضرت نے فرمایا کہ ایک سب انسپکٹر صاحب ریل میں آ کر بیٹھے، جو حضرت سے پہلے سے واقف نہیں تھے، اور حضرت والا کی وضع قطع اور گفتگو سے عالم سمجھ کر یہ اصرار کیا کہ آپ عالم ہیں، اور ہمارے یہاں ایک جلسہ ہونے والا ہے، جس میں دُور دُور کے میلا دخواں آئیں گے، آپ بھی ایک دن کے لیے ہمارے یہاں چلیں، اور وعظ فرمائیں۔

کیونکہ اس زمانے میں حضرت کی طبیعت بھی ناساز رہنے لگی تھی، اور بیماری شروع ہوگئی تھی، تو حضرت نے معذرت کرلی اور فرمایا کہ میرا یہ سفر بمشورۂ اطباء ہے، اور اطباء نے یہ مشورہ دیا ہے کہ اگر آپ تھانہ بھون سے نکل کر کچھ سفر کرلیں تو اس سے آپ کی طبیعت میں نشاط پیدا ہو جائے گا، اس لیے میں سفر کر رہا ہوں، میں کہیں پر کوئی بیان یا وعظ کہنے نہیں جا رہا۔

مختلف طبع کے لوگوں کو جمع کرنا

اس واقعے کے تحت حضرت نے یہ تعلیم کی ہے کہ مجلس میں مختلف طبع کے لوگوں کو جمع نہیں کرنا چاہیے، اس سے کام نہیں ہوسکتا۔ (جاری ہے......)

باسمہٖ تعالیٰ

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ محرم کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن حدیث، فقہ اور سلفِ صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے پہلے مہینے ''محرم الحرام'' کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل اور سہل انداز میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت اور اس کے مقابلہ میں دوسرے نظاموں کے حقائق کو واضح کیا گیا ہے اور عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کی فضیلت واہمیت اور اس سے متعلقہ احکامات ومنکرات کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز اس مہینہ کی نسبت سے معاشرے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا معتدل ومثبت انداز میں ازالہ کیا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

مرتب: مفتی محمد رضوان

ناشر: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس

مفتی محمد رضوان

کیا ٹیلی ویژن کا استعمال جائز ہو گیا؟

آج کل بعض دیندار عوام اور بعض اہلِ علم میں ٹیلی ویژن کے بارے میں بحث چلی ہوئی ہے، اہلِ علم حضرات کے ٹیلی ویژن پر آنے والی جاندار کی تصویر کے شرعاً تصویر ہونے نہ ہونے کے اختلاف کے منظرِ عام پر آنے کے بعد بعض لوگوں میں یہ تأثر قائم ہو رہا ہے کہ بعض علماء نے ٹیلی ویژن پر دکھائی دینے والی تصویر کو شرعاً تصویر ہونے کے مفہوم سے خارج قرار دے دیا، لہٰذا اب ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھنا اور سننا جائز ہو گیا۔

حالانکہ یہ تأثر درست نہیں، کیونکہ اہلِ علم حضرات کا جو اختلاف پیدا ہوا وہ کسی کاغذ وغیرہ کے بجائے ریل، سی ڈی وغیر میں ڈیجیٹل طریقہ پر غیر منقش وغیر پائیدار انداز میں جاندار چیز کی تصویر کے بارے میں ہے، کہ آیا اس طرح کا منظر شرعی وفقہی اعتبار سے تصویر کی حقیقت وتعریف میں داخل ہے یا نہیں؟

اگر داخل ہے تو اس کو دیکھنا اور اس منظر کا نظر آنا تصویر دیکھنے اور تصویر موجود ہونے کا حکم رکھتا ہے، اور اس پر تصویر کے احکام جاری ہوتے ہیں، اور اگر یہ منظر تصویر کی حقیقت وتعریف میں داخل نہیں تو پھر اس پر تصویر کے احکام جاری نہیں ہونگے۔

جس سے ظاہر ہے کہ یہ اختلاف ٹیلی ویژن کے پروگرام میں جاندار چیز کے منظر کے شرعاً تصویر ہونے نہ ہونے کے پہلو تک محدود ہے۔

اور دلائل دونوں طرف موجود ہیں، کیونکہ یہ مجتہد فیہ مسئلہ ہے، جس میں اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے، اور اجتہاد کا ثمرہ اختلاف کی شکل میں بھی ظاہر ہو جایا کرتا ہے، اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ جس چیز کے جائز وناجائز ہونے میں اختلاف پیدا ہو جائے، احتیاطی پہلو اس سے گریز واجتناب کرنے میں ہی ہوا کرتا ہے۔

اور جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ اختلاف تصویری پہلو کے اعتبار سے ہے نہ کہ کسی اور اعتبار سے، تو یہ بات سمجھنا کوئی مشکل نہ رہا کہ ٹیلی ویژن کے مروّجہ پروگرام جن میں موسیقی، بے پردگی، فحاشی، بے حیائی، غیبت، بہتان، طعن وتشنیع، استہزاء اور تضییعِ اوقات وغیرہ جیسے عناصر بھی شامل ہوتے ہیں۔

Idara Ghufran

اور نہ صرف شامل ہوتے ہیں بلکہ مروّجہ ٹی وی نشریات کا جزو لاینفک اور لازمی حصہ بنے ہوئے ہیں، ان کے ناجائز ہونے میں یہ اجتہادی اختلاف مؤثر نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ تصویری پہلو سے ہٹ کر باقی تمام مذکورہ مفاسد ومنکرات کے ناجائز ہونے پر اہلِ علم حضرات کے ہر دو فریقوں کا اتفاقِ رائے پایا جاتا ہے۔ یعنی باقی مفاسد ومنکرات بالاتفاق ناجائز ہیں۔

لہٰذا اہلِ علم حضرات کے ڈیجیٹل تصویر کے جائز وناجائز ہونے کے اختلاف کو ٹیلی ویژن کے مروّجہ پروگراموں میں اثر انداز سمجھ لینا یا بعض علمائے کرام کے اس منظر کو شرعاً تصویر قرار نہ دیئے جانے کی رائے کو بنیاد بنا کر ٹیلی ویژن کے مروّجہ پروگراموں کو جائز سمجھ لینا اور ان کو بلا کھٹک دیکھنا سننا کسی طرح بھی درست نہیں۔

کیونکہ اہلِ علم حضرات کے مذکورہ اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ اگر غیر منقش طریقہ پر ٹیلی ویژن اور ڈیجیٹل ذریعہ سے کسی جاندار کا منظر دکھائی دے اور دوسری کوئی خرابی وگناہ اس میں شامل نہ ہو تو آیا یہ منظر شرعاً تصویر ہوگا یا نہیں؟

بعض اہلِ علم حضرات اس صورت میں بھی اس منظر کو شرعاً تصویر قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو تصویر قرار نہیں دیتے۔

امید ہے کہ یہ مختصر گزارشات اہلِ علم حضرات کے اس طبقہ کے متعدد شکوک وشبہات کی دوری کا باعث ہوگی جو اکابر اہلِ علم حضرات کے اختلاف کے دائرہ سے پوری طرح واقف نہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فہمِ سلیم عطا فرمائیں۔

علم کے مینار — مولانا محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

سرگذشت عہدِ گُل (قسط ۱۵)

(سوانح حضرتِ اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

مضمون کا درجِ ذیل حصہ مفتی صاحب موصوف کا خودنوشتہ ہے

دادا ابّا رحمہ اللہ

میرے دادا ابا رحمہ اللہ کا اصل نام ''محمد سلیمان'' تھا اور وہ موضع ملیہڑہ ضلع میرٹھ کے باشندے تھے، وہاں سے کسی زمانے میں موضع بنت منتقل ہوگئے تھے اور وہاں کسی مسجد میں امامت کیا کرتے تھے، اور یہاں جس گھر میں وہ رہتے تھے، اس میں جنات بھی رہتے تھے اور ان کے ساتھ جناتوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً مختلف واقعات پیش آتے رہتے تھے، پھر کچھ عرصہ کے بعد قصبہ گڑھی پختہ میں ہجرت کر لی اور وہاں سرکاری طور پر ڈاکخانہ کے محکمہ میں پوسٹ مین کے عہدہ پر مقرر ہوگئے، ملازمت سے فارغ اوقات میں سلائی کا کام بھی شروع کر دیا تھا۔

گڑھی پختہ میں رہتے ہوئے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی دعاؤں کی بدولت کچھ بھاگ دوڑ کر کے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے یہاں قصبہ تھانہ بھون میں تبادلہ کرالیا۔ اور اس کے بعد مدتُ العمر یہاں ہی مقیم رہے اور ان کا وصال بھی یہیں ہوا۔

قصبہ میں آکر پہلے تو ایک مکان میں جو کہ بڑا محل تھا رہائش پذیر ہوئے، بعد میں اسی مکان کو جو کہ تقریباً ساڑھے چھ سو گز پر مشتمل تھا مبلغ چھ ہزار روپے میں خرید لیا۔

قصبہ میں ان کو منشی جی کے نام سے یاد کیا جاتا اور پکارا جاتا تھا۔

دادا ابا رحمہ اللہ کو جب سے ہوش سنبھال کر دیکھا نہایت ہی دیندار، پرہیز گار اور متقی پایا، گورا سرخ سفید رنگ، داڑھی سفید، کِھلا ہوا چہرہ، کلیوں کا کرتہ، لنگی اور مغلئی پاجامہ پانچ کلی گول ٹوپی، کبھی کبھی عمامہ اور کھیڑے کا جوتہ (مردانہ سادہ کھسّے) پہنا کرتے تھے۔

دادا ابا رحمہ اللہ کا حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے تو عرصہ سے عقیدت ومحبت کا تعلق قائم ہوگیا

Iqra Ghufran

تھا اور تھانہ بھون آمد و رفت شروع ہوگئی تھی۔

پھر کوشش کر کے قصبہ گڑھی پختہ سے تھانہ بھون کا تبادلہ کرالیا تاکہ کام کے ساتھ شیخ کی صحبت و مجالست بھی میسر رہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے یہاں آنے والی ڈاک کی مقدار غیر معمولی ہوا کرتی تھی، یہاں قصبہ میں سرکاری ملازمت کے دوران دادا ابا رحمہ اللہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تمام ڈاک جمع کر کے تھانہ بھون خانقاہ حضرت کی خدمت میں مخصوص وقت پہنچایا کرتے تھے،

اور اپنے معمولات میں اوقات کے اتنے پابند تھے کہ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ جس مقام پر بھی وہ ڈیوٹی کے دوران ڈاک لے کر پہنچا کرتے تھے لوگ انہیں دیکھ کر وقت معلوم کرلیا کرتے تھے کہ منشی جی آگئے ہیں لہٰذا فلاں وقت ہوگیا ہے۔

ریٹائرمنٹ تک تھانہ بھون میں ہی تعیناتی رہی، اس کے بعد بھی ساری عمر یہیں گزری۔

فارغ اوقات میں سلائی کا کام اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی صحبت میں حاضری اور حضرت کی کتب کے مطالعہ میں مشغول رہتے تھے، اس زمانے میں کرتہ سلائی کی اجرت آٹھ آنہ تھی۔

کبھی ایسا بھی کرتے کہ کوئی نیا کپڑا (مثلاً کُرتہ یاجبّہ) سی کر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کردیا، جس کے نتیجہ میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کبھی اپنا کوئی استعمالی کپڑا ان کو ہدیہ کردیا کرتے تھے، اس طرح ان کے پاس حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے کئی ملبوسات جمع ہوگئے تھے، جو کہ تاحال بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ ہیں۔

انہوں نے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مواعظ وملفوظات جمع کر کے ان کے لئے ایک مخصوص الماری مقرر کر رکھی تھی، اور ان کتابوں کی بڑی دیکھ بھال کیا کرتے تھے، وقتاً فوقتاً سب کتابوں کو باہر نکال کر دھوپ لگواتے رہتے تھے۔

اور انہوں نے ان کتابوں کی حفاظت کے لیے رنگ برنگ کی سادہ جلدیں کرا رکھی تھیں، یہ کتابیں الحمدللہ تعالیٰ آج بھی سلامت ہیں۔

دھوپ لگوانے کے لئے گھر کے صحن میں ترتیب سے چارپائیاں بچھا کر سلیقے سے ایک ایک کتاب پھیلا کر رکھ دی جاتی تھی اور دن بھر کی دھوپ لگنے سے ان کی نمی ختم اور چھوٹے موٹے کیڑے مرجاتے تھے۔

دادا ابا رحمہ اللہ کو مناجات مقبول اردو میں خاص انداز میں پڑھنے کا بڑا سلیقہ اور شوق تھا۔

اور جب وہ اپنے خاص انداز میں مناجات مقبول کے دعائیہ اشعار پڑھا کرتے تھے، تو سننے والے پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ اس کے شوق و ذوق میں اضافہ ہوتا رہتا تھا، اسی وجہ سے مختلف حضرات وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مناجات مقبول سنا کرتے تھے۔

جب ہمارے دادا ابا اور والد صاحب رحمہما اللہ حج کے لئے تشریف لے گئے، یہ غالباً سن ۷۲ء کی بات ہے، اس وقت پانی کے جہاز سے حج کا سفر ہوا کرتا تھا، اور تقریباً چھ ماہ کا عرصہ خرچ ہوا کرتا تھا۔

واپسی پر وہاں سے ٹیپ ریکارڈ خرید کر لے آئے، گھر والوں نے کسی طرح اس ٹیپ میں کیسٹ لگا کر ان کی مناجات مقبول کے خاص طرز سے پڑھے گئے اشعار محفوظ کر لئے لیکن افسوس کہ وہ کیسٹ نامعلوم کس طرح ضائع ہو گئی اور تلاشِ بسیار کے باوجود دستیاب نہیں ہو سکی۔

ہمارے دادا ابا کو اپنے شیخ حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے حد درجہ محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے وصال و وفات کے بعد انہیں اپنے شیخ کے وطن اور ان کے مدرسہ و خانقاہ سے ایسا والہانہ تعلق اور لگاؤ تھا کہ عمر کے آخری حصہ میں انہوں نے اپنا مستقل ٹھکانہ خانقاہ و مدرسہ کو بنا لیا تھا، اور ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ رات دن کے چوبیس گھنٹے مدرسہ و خانقاہ میں ہی گزریں۔

بس دادی اماں اور دیگر اہلِ خانہ کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی دلجوئی کی خاطر رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے آتے تھے اور علی الصبح تہجد کے وقت گھر سے وضو وغیرہ کر کے خانقاہ پہنچ جاتے تھے اور خانقاہ کا مرکزی دروازہ آپ ہی جا کر اس وقت اور اس انداز سے کھلواتے تھے جو وقت اور انداز آپ کے شیخ حکیم الامت رحمہ اللہ کا تھا۔

اور باقی اوقات کی نمازوں کے لئے وضو بھی خانقاہ میں اس جگہ بیٹھ کر پسند فرماتے تھے جہاں آپ کے شیخ اپنی حیات میں وضو فرمایا کرتے تھے، اس مخصوص جگہ میں (جو کہ سہ دری کی مشرقی جانب کی انتہاء میں قاضی محمد اعلیٰ صاحب رحمہ اللہ کی قبر کے قریب سہ دری کے آمد و رفت کے دروازہ کے ساتھ واقع تھی)

ہمہ وقت آپ کے وضو کے لئے مخصوص لوٹا اور خوبصورت، عالیشان مسواک مخصوص انداز میں رکھی ہوتی تھی۔

حضرت دادا ابا رحمہ اللہ نے اپنا بستر خانقاہ کی مسجد کی مغربی حد میں محراب کی بائیں سمت اس جگہ لگایا ہوا تھا،

جہاں ایک طرف مسجد کی چٹائیاں رکھی ہوتی تھیں اور سرہانے کے بالکل قریب مسجد کی محراب سے ایک روشن دان کھلا ہوا تھا۔

اس مخصوص جگہ میں آپ کے بستر کے علاوہ آپ کی روزمرہ کے استعمال کی ضروری اشیاء بھی رکھی ہوتی تھیں۔

اور صبح کے ناشتے سمیت دوپہر کا کھانا اور بعض اوقات شام کا کھانا بھی آپ کو گھر سے یہاں پہنچا دیا جاتا تھا، کھانے سے فارغ ہوکر اپنا بچا ہوا کھانا مدرسہ کے کسی طالب علم کو دے دیا کرتے تھے، اور برتن فارغ کر کے مخصوص مقام پر رکھ دیئے جاتے تھے۔

آپ کے اپنی اس مخصوص خلوت گاہ سے خارج اور داخل ہونے کے اوقات بھی ایسے متعین تھے، کہ مدرسہ کے طلبہ آپ کو باہر آتا جاتا ہوا دیکھ کر وقت کا اندازہ لگالیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا ظہورالحسن کسولوی جو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مجازِ بیعت اور آخری عمر میں مدرسہ امدادالعلوم کے مہتمم تھے، آپ سے محبت وانسیت کا تعلق رکھتے تھے، اور آپ کو مدرسہ کے متعدد امور میں اختیارات دیئے ہوئے تھے۔

حضرت مولانا ظہورالحسن کسولوی رحمہ اللہ کا تو دادا ابا رحمہ اللہ کی حیات میں ہی انتقال ہوگیا تھا، اور بعد میں حضرت مولانا نجم الحسن صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے سپردِ اہتمامِ مدرسہ کی ذمہ داری منتقل ہوگئی تھی، اس وقت بھی حضرت دادا ابا رحمہ اللہ سے بہت سے امور میں مشورہ کیا جاتا تھا، مدرسہ میں اذان واقامت، اور ختمِ خواجگان میں شرکت کی اجازت کا معاملہ حضرت دادا ابا رحمہ اللہ کے متعلق تھا۔

رمضان المبارک کے پورے مہینہ تو آپ رات دن مسجد میں ہی مقیم رہنے لگے تھے، اور پورے ماہِ مبارک کا نفلی اعتکاف بشمول آخری عشرہ کے سنت اعتکاف کے کیا کرتے تھے، اور عید کا چاند نظر آنے کے بعد بھی کہہ سن کر گھر والے آپ کو گھر بلایا کرتے تھے، جبکہ گھر خانقاہ سے چند قدم کے فاصلہ پر واقع تھا۔

آپ کو کسی تقریب میں آنا جانا اور باہر کھانا پسند نہ تھا، بس اپنے گھر پر ہی کھانے پینے کا معمول تھا، اور کوئی پھل وغیرہ بھی اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک تحقیق نہ ہوجاتی کہ اس کی خرید وفروخت پھل آنے کے بعد ہوئی تھی۔

آپ کی خواہش تھی کہ جس طرح زندگی کے کچھ ایام اپنے شیخ کے درِ دولت پر گزارے، اور اپنے شیخ کی وفات کے بعد باقی ماندہ زندگی کے ایام اپنے شیخ کی خانقاہ میں گزارے تو وفات کے بعد بھی اپنے شیخ کا

جوار وقرب نصیب ہو، اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے تکیہ نامی قبرستان میں دفن ہونے کی سعادت حاصل ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ تمنا پوری فرمائی، اور آپ کو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے قریب دفن ہونا نصیب ہوا۔

آخر عمر میں بہت زیادہ بیمار ہو گئے تھے اور تقریباً پونے دو سال تک بستر مرگ پر رہے اور ۱۷ ذوالحجہ بروز اتوار کو آپ کا وصال ہوا (اس وقت ان کا سنِ وفات مستحضر نہیں)

آپ کا جنازہ مدرسہ امداد العلوم کے صحن میں ادا کیا گیا، اور دفن کے فوراً بعد جو لوگ آپ کی قبر کی مٹی درست کر رہے تھے، اور وہ چند مخصوص قریبی حضرات ہی تھے، انہوں نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ قبر کے شق ہونے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی قبر کی مٹی بھی کچھ اوپر کو ہوتی ہوئی محسوس ہوئی، جس سے بعض حضرات نے یہ تعبیر لی کہ آپ کی قبر مبارک کو کشادہ اور وسیع کر دیا گیا۔

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ولا یبعد عن فضلہ و کرمہ.

دادا ابا رحمہ اللہ نے فوت ہونے سے پہلے یہ وصیت فرمادی تھی، کہ ان کے فوت ہونے کے بعد تجہیز و تکفین کے وقت تدفین سے پہلے ان کے سینے پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا استعمال شدہ مخصوص ملبوس کا ٹکڑا رکھ دیا جائے، ان کی اس وصیت پر عمل کیا گیا، اور ان کے سینے پر وہ مخصوص لباس کا ٹکڑا رکھا گیا (جاری ہے)

باسمہٖ تعالیٰ

علمی و تحقیقی سلسلہ

(زیرِ طبع)

صبح صادق و کاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق

صبح صادق اور صبح کاذب کی تعریف و حقیقت، صبح صادق و صبح کاذب کی حدِ تام و رسومِ ناقصہ کی بحث، صبح صادق میں اولِ طلوع کا اعتبار ہونے کی تحقیق، فجر اور مغربِ حنفی کا وقت مساوی اور برابر ہونے اور صبح صادق اور عشائے حنفی کے سورج کے متعین زیرِ افق ہونے پر کلام اور اس سلسلہ میں بعض اکابر کے ایک اختلاف کی وضاحت

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

تذکرۂ اولیاء

مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)

حضرت خواجہ صاحب کے ارشادات وواقعات

آپ کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک عالم صاحب بیعت ہونے آئے جو علم شرع کی کتابیں ھدایہ، بزدوی، کشف وغیرہ پڑھ چکے تھے بیعت کے وقت حضرت خواجہ نے فرمایا جب کوئی طریقت (درویشی کی لائن، تصوف) میں داخل ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی آستین چھوٹی کرے، دامن اونچا رکھے اور سر منڈائے، آستین چھوٹی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے تا کہ اس کو مخلوق کے سامنے نہ پھیلا سکے، دامن اونچا کرنے سے مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنا پاؤں کاٹ ڈالا ہے تا کہ کسی ایسی جگہ نہ جا سکے جو بُری ہو یعنی گناہ کے موقعہ سے بچے۔ سر منڈانے کے یہ معنی ہیں کہ راہِ حق میں اس نے سر کاٹ ڈالا ہے، کوئی عمل خلافِ شرع اس سے صادر نہ ہو (یعنی شریعت کے آگے پوری طرح سرِ تسلیم خم کرلیا ہے)

ایک مرتبہ ایک اور عالم صاحب حاضرِ خدمت ہوئے، حضرت خواجہ نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ جواب دیا کہ موضع سہانے سے، کہ وہاں کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہیں اور وہاں کی عورتیں بھی بیعت و ارادت کا تعلق یہیں سے رکھتی ہیں اور وہ عورتیں مردوں سے زیادہ باعمل اور نیک ہیں، خواجہ نے پوچھا کہ کیا شغل رکھتے ہو؟ جواب دیا کہ بچوں کو تعلیم دیتا ہوں، فرمایا یہ عمدہ کام ہے۔ مطالعہ کتب میں مشغول رہنا اور دوسروں کو قرآن مجید پڑھانا اچھی بات ہے لیکن جو دوسروں کو کلام مجید پڑھائے اسے ہمیشہ باوضو رہنا چاہئے۔

ایک مرتبہ ایک بی بی حاضر ہوئیں اور مرید ہونے کی درخواست کی، خواجہ نے پانی کا ایک کوزہ منگوایا اس کو اپنے سامنے رکھ کر کچھ پڑھا، پھر اس میں اپنی انگشتِ شہادت ڈبوئی اور اس شخص کو کوزہ دے کر کہا کہ اس کو خاتون کے پاس لے جاؤ، ان سے سلام کہنا اور کہنا کہ اپنی شہادت والی انگلی پانی میں ڈال کر کہیں میں فلاں کی مرید ہوئی، ساتھ ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ برابر نماز پڑھتی رہیں اور ایامِ بیض (چاند کی تیرھویں،

چودھویں، پندرھویں تاریخیں کہ ان تاریخوں میں روزے رکھنا سنت عمل ہے) کے روزے رکھیں، گھر کے نوکروں چاکروں کو نہ ستائیں، نہ ماریں پیٹیں اور اپنوں اور بیگانوں سے اچھے اخلاق سے ملتی رہیں۔

ایک مرتبہ ایک کاشت کار خدمت میں حاضر ہوا، حضرت خواجہ نے پوچھا کیا کسب کرتے ہو؟ جواب دیا کہ کھیتی باڑی کرتا ہوں، فرمایا، کھیتی باڑی سے حاصل ہونے والا لقمہ اچھا لقمہ ہے۔ اور بہت سے کاشت کار صاحبِ حال گزرے ہیں پھر ایک کاشت کار کا حال سنایا جس میں یہ نصیحت کی بات تھی کہ زمین بوتے وقت دل شاکر اور زبان ذاکر ہونی چاہئے، پھر فرمایا کہ کوئی کام بغیر نیک نیت کے کرنا صحیح نہیں اگر کوئی اس نیت سے نماز پڑھے کہ لوگ اس کو دیکھ کر نمازی کہیں تو اس کی نماز روا نہیں اور بعض کے نزدیک وہ کافر ہو جاتا ہے کہ اس نے عبادت الٰہی میں اور کو بھی شریک کیا۔

خواجہ نے ایک مجلس میں نماز کے متعلق فرمایا کہ اسے حضورِ قلب کے ساتھ پڑھا جائے، نماز کے وقت اعضاء کا قبلہ کعبہ شریف ہوتا ہے، اگر اعضاء اس طرف نہ ہوں تو نماز درست نہیں ہوتی اسی طرح دل کا کعبہ ذات پاک خدا تعالیٰ ہے اگر دل اپنے قبلہ سے پھر جائے تو پھر یہ کیسی نماز ہوگی۔

سرکاری کارندے، شاہی ملازمین بھی حضرت خواجہ کی مجالس میں آتے تھے ان میں سے جس میں سچی طلب دیکھتے اس کی اصلاح سے دریغ نہیں فرماتے تھے ایک سید مرید ہونے آیا جو دربار کے منشی اور صاحبِ قلم لوگوں میں سے تھا، حضرت خواجہ نے اس کو مرید کیا اور فرمایا نماز باجماعت پڑھا کرو، جمعہ کی نماز فوت نہ ہو۔ ایامِ بیض کے روزوں کو لازم جانو، جو شخص ایامِ بیض کے روزے رکھتا ہے اس کی روزی بڑھتی ہے، میری اور مریدوں کو بھی یہ وصیت ہے کہ جو کام اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے وہ نہ کریں، پھر فرمایا دنیا کی دولت میں بے ثباتی ہے تم یہ خیال کرلو کہ تمہارے گھوڑے، خدمتگار، تمہارے درہم و دینا، یہ سارا کچھ ایک دن چھوٹ جائے گا پھر چھوٹنے والی چیزوں کا فکر اور غم کرنا بے فائدہ ہے، فکر اور غم اس چیز کا کرنا چاہئے جو ہمیشہ باقی رہے گی، غور سے دیکھو ہمارے سامنے کتنے تھے اور کتنے چلے گئے آخر ہم سے پہلے تھے اور ہم سے پہلے چل دیئے پھر اس سید سے پوچھا کہ کیا کرتے ہو، جواب دیا قران مجید پڑھاتا ہوں۔

سید کے ایک ساتھی نے کہا کہ یہ حافظ ہیں اور ان کے والد بھی حافظ اور صالح بزرگ تھے، حضرت خواجہ نے فرمایا اگر کوئی گھر یا راہ میں رات دن قرآن پڑھتا رہے اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہے تو اس کے لئے

نوکری حجاب نہیں وہ صوفی ہے اوراس کے بعد شیخ سعدی کا یہ شعر پڑھا: ؎

مراد اہلِ طریقت لباس ظاہر نیست — کمر بخدمتِ سلطان بہ بند صوفی باش

ایک فوجی اہلکار (لشکری) آیا تو اس سے فرمایا، اگر طلبِ دنیا میں نیت اچھی ہو تو درحقیقت طلبِ آخرت ہے۔

حضرت خواجہ اپنی مجلسوں میں زیادہ تر کلام پاک اوراحادیث نبوی کی تعلیمات پر گفتگوفرمایا کرتے تھے، ایک موقعہ پر فرمایا کہ لوگوں نے قرآن وحدیث کو چھوڑ دیا ہے، اس پر عمل نہیں کرتے اس لئے خراب و پریشان ہیں اور بار بار یہ بات دہرائی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جوقول وفعل صادر ہوا وہ اطاعت کے لائق ہے، فرمایا ایک مسلمان کے ایمان کی بنیاد صرف دو چیزوں پر ہے جو اللہ ورسول نے فرمایا ہے اس کی اطاعت کرے اور جس سے منع فرمایا ہے اس سے رک جائے۔

تارکِ نماز کے متعلق مریدوں کو ہدایت کی کہ اگر وہ محفل میں آ کر بیٹھے تو اس کی تعظیم نہ کریں اور سلام کے جواب میں ''علیکؔ'' نہ کہیں تا کہ اس کی اہانت ہو اور وہ شرمائے۔

ایک مرتبہ شیخ برہان الدین غریب کے مکان میں سماع کی محفل منعقد تھی اور مزامیر بھی تھے حضرت خواجہ مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اوراپنے مکان پر آ گئے، کسی نے کہا کہ آپ اپنے پیر کے طریقہ سے پھر گئے تو فرمایا کہ یہ کوئی دلیل نہیں، یہ خبر مرشد نظام الدین اولیاء کو پہنچی تو مرشد نے فرمایا کہ انہوں نے بہت اچھا کیا اور حق ان کی جانب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو مزامیر سنے گا وہ ہماری بیعت اور مریدی سے خارج ہو جائے گا۔

خیر المجالس جو آپ کے ملفوظات وارشادات کا مجموعہ ہے [۱]

اس میں آپ کا یہ سنہری ملفوظ بھی درج ہے جس پر بڑے بڑے محقق علماء وفقہاء سر دھنتے ہیں (مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمہ نے ایک مجلسِ خاص میں اس ملفوظ کے متعلق فرمایا تھا کہ اُس خاص عہد اور مخصوص ماحول میں یہ بہت اونچی بات تھی جو آپ نے فرمائی)

ملفوظ ملاحظہ ہو۔

---

[۱] حضرت خواجہ کے ملفوظات کے کئی مجموعے ہیں جن میں سے خیر المجالس زیادہ معروف ہے۔ اس کے مرتب آپ کے حاضر باش مرید مولانا حمید شاعر ہیں۔ زیر نظر مضمون میں بھی بیشتر ملفوظات خیر المجالس ہی سے ماخوذ ہیں جو مجالس صوفیہ وشریعت وطریقت اور آب کوثر کے حوالے سے لئے گئے ہیں۔ ابعد

عزیزے درخدمت شیخ نصیر الدین محمود درآمد و آغاز کرد کہ کجا روا باشد کہ مزامیر درجمع باشد و دف ونائے ورباب۔ وصوفیاں رقص کنند؟

خواجہ فرمودند کہ مزامیر باجماع مباح نیست اگر یکے از طریقت بیفتد بارے در شریعت باشد، اگر شریعت ہم بیفتد کجا رود، اول در سماع اختلاف است، نزدیک علماء با چندیں شرائط مباح اہل آں راامامزامیر باجماع حرام است (آب کوثر ص۴۲۰)

ترجمہ: ایک عزیز حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگے کہ یہ بات کہاں جائز ہے کہ مزامیر اور دف اور بانسری اور رباب یہ سب موجود ہوں اور صوفی رقص کریں؟ خواجہ نے فرمایا کہ مزامیر باجماع (امت) جائزنہیں (حرام ہیں) اگرکوئی تصوف وطریقت (کے خاص مشرب) سے گربھی جائے تو شریعت میں تو رہے گا (یعنی مسلمانی سے تو خارج نہ ہوگا) لیکن اگر شریعت سے بھی گر جائے گا (قطعی حرام چیز کو قولاً یا عملاً حلال کر کے دین کے دائرہ سے خارج ہوجائے) تو پھر کہاں جائے گا؟

اولاً تو سماع میں (علمائے امت کا) اختلاف ہے، (بعض) علماء کے نزدیک مخصوص شرائط کے ساتھ خاص اہلیت والوں کے لئے مباح ہے (اس اہلیت اور شرائط کی تفصیل تذکرہ اولیاء کے اس سلسلہ کے بعض مضامین میں بھی گزرچکی ہے) لیکن مزامیر کی حرمت تو بالاتفاق اور بالاجماع ہے۔

خیرالمجالس کے مرتب مولانا حمید شاعر کو ایک روز مخاطب کر کے فرمایا اب مجھ کو خلوت میں عبادت کرنے کی فرصت نہیں ملتی، دن بھر اللہ کی مخلوق کے ساتھ رہتا ہوں، اکثر قیلولہ بھی میسر نہیں آتا، قیلولہ کرنا چاہتا ہوں تو لوگ آکر جگا دیتے ہیں کہ فلاں آیا ہے، تم لوگوں کو فرصت ہے، عبادت میں مشغول رہو، مولانا حمید شاعر نے یہ سن کر عرض کیا کہ اگرچہ آنحضور کا ظاہر خلقِ خدا سے مشغول معلوم ہوتا ہے لیکن باطن شریف ہمیشہ حق سے مشغول رہتا ہے۔

خواجہ نے فرمایا رات کو البتہ کچھ ذکر یا وظیفہ ہوجاتا ہے لیکن دن میں کچھ نہیں ہوتا پھر بھی عنایتِ ربانی سے ناامید نہیں ہوں یہ بات فرما کر نہایت شکستہ دلی سے رونے لگے اور یہ شعر زبان پر جاری ہوا۔ ؎

ایں دلو تہی کہ درچہ انداختہ ام نو امید نیم کہ پُر برآید روزے

حضرت خواجہ کی ذات بابرکات سے فیوض وبرکات کا چشمہ برابر بہتا رہا پھر بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں کس

لائق ہوں کہ شیخ بنوں، اب یہ کام بچوں کا کھیل ہوگیا (یعنی تصوف جو خالص اصلاح، تزکیہ نفوس اور تعمیر انسانیت کا شعبہ ہے اس میں نااہل وجاہل گھس آئے ہیں) پھر سنائی رحمہ اللہ کا یہ شعر پڑھتے ؎

مسلماناں مسلماناں، مسلمانی مسلمانی — ازیں آئینِ بے دیناں پشیمانی، پشیمانی

اشاعتِ اسلام اور ترویجِ علم میں آپ اور آپ کے خلفاء کا حصہ

تاریخ میں برصغیر کی اسلامی سلطنتوں میں سے خاندانِ تغلق اور خاندانِ سادات کے عہد حکومت (آٹھویں اور نویں صدی ہجری نصف تک) میں حضرت چراغ دہلی رحمہ اللہ اور آپ کے خلفاء ومتوسلین سب سے زیادہ ممتاز، مقبول اور دین کی اشاعت اور علمِ شریعت کی ترویج میں سب سے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ فیروزشاہی دور میں تین علماء معروف وممتاز ہوئے ہیں مولانا احمد تھانیسری، مولانا خواجگی اور قاضی عبدالمقتدر دہلوی علیہم الرحمہ اور یہ تینوں بزرگ حضرت خواجہ کے ممتاز خلفاء تھے۔

حیدرآباد دکن میں حضرت خواجہ بندہ گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ (گلبرگہ شریف والے) رشد وہدایت کے افق پر آفتاب بن کر چمکے وہ حضرت چراغ دہلوی رحمہ اللہ کے سب سے ممتاز اور خاص خلیفہ ہیں۔ گجرات میں آپ نے اپنے بھانجے شیخ الاسلام سراج الدین کو رشد وہدایت کی ذمہ داری سونپ کر بھیجا انہوں نے اور ان کے جانشینوں نے گجرات میں اشاعت اسلام اور اصلاحِ خلق کا وسیع پیمانے پر کام کیا۔ گجرات کے سابق دارالحکومت نہروالہ (پٹن) میں ان کے خلیفہ کا مزار ہے۔

مغلیہ عہد سے پہلے قریبی زمانے میں قاضی شہاب الدین دولت آبادی سب سے نامور اور عبقری عالم ہوئے ہیں جن کو ملک العلماء کا خطاب حاصل ہوا اور جونپور کی علمی مجالس نے آپ کے دم قدم سے وہ رونق اور حسن قبولیت پائی کہ شہر جونپور دہلی سمیت ہندوستان کے سب شہروں سے علمی شہرت میں بازی لے گیا یہ قاضی شہاب الدین مولانا خواجگی اور قاضی عبدالمقتدر علیہم الرحمہ سے فیض یافتہ تھے جو حضرت خواجہ کے خلفاء تھے۔

وفات کا وقت جب قریب ہوا تو آپ کے خادمِ خاص زین الدین علی نے عرض کیا کہ آپ کے اتنے عظیم المرتبت خلفاء ومرید ہیں ان میں سے کسی کو جانشین نامزد فرمائیں تاکہ سلسلہ کا فیض اسی طرح جاری رہے اور خلفاء کی فہرست بھی آپ کے سامنے پیش کی لیکن آپ نے فرمایا مولانا زین الدین! ان لوگوں کو اپنے ایمان کا غم کھانا چاہئے اس کی کہاں گنجائش ہے کہ یہ لوگ دوسروں کا بوجھ اٹھائیں۔ شائد آپ نظر بصیرت

سے اس امر کو بھانپ گئے تھے کہ آئندہ الگ الگ صوبجاتی اور علاقائی خانوادوں اور خانقاہوں کا سلسلہ چلے گا۔خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی آمد کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی اور روحانی دونوں اعتبار سے دلی کو مرکز بنا کر دو دھارے بہنا شروع ہوئے تھے، سیاسی اعتبار سے مسلمان سلاطین نے دلی کو مرکز بنا کر اسلامی سلطنت کو اطراف وجوانب میں وسعت دی تو روحانی اعتبار سے اس تمام عرصہ میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ بختیار کاکی، خواجہ نظام الدین اولیاء، خواجہ چراغ دہلی رحمہم اللہ یکے بعد دیگرے دلی کو مرکز بنا کر پورے برصغیر بلکہ برصغیر کے باہر بھی رشد وہدایت کا فیض بانٹتے رہے۔

آٹھویں صدی ہجری ختم ہوتے ہوتے یہ دونوں سلسلے مرکزیت سے علاقائیت کی صورت اختیار کر گئے چنانچہ آٹھویں صدی ہجری کے ختم پر دلی کو تیمور لنگ کی یلغار کا سامنا کرنا پڑا جس نے دلی کی عظمت خاک میں ملادی، اس کے جانے کے بعد خاندانِ سادات وغیرہ کی جو حکومتیں قائم ہوئیں، وہ دلی کے قرب وجوار تک محدود ہو کر رہ گئی تھیں۔ ہندوستان کے وسیع وعریض صوبوں میں خود مختار حکومتیں قائم ہوگئی تھیں گجرات، جونپور، بنگال، مالوہ وغیرہ خود مختار ریاستیں بن گئی تھیں۔(بعد میں عہد مغلیہ میں پھر ہندوستان کو ایک منظّم ومربوط مرکزی حکومت میسر آئی)اور روحانی اعتبار سے خواجہ چراغ دہلی دلّی کی مرکزیت کے آخری روحانی تاجدار تھے۔آگے صوبجاتی خانقاہوں اور اصلاحی سلسلوں کا دور ہے۔اور پھر آہستہ آہستہ ان سلسلوں میں مزید وسعت اور تنوع بھی آتا گیا۔اور ان سے شاخ در شاخ ہو کر دیگر مختلف ذیلی سلسلے بھی قائم ہوتے چلے گئے۔ ؎

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری — کچھ ورق اٹھائے لالہ نے، کچھ نرگس نے، کچھ گُل نے

ختم شد

علماء، مشائخ، ماہرینِ علومِ دینیہ اور اربابِ فقہ وفتاویٰ کے لئے خصوصی پیش کش

دینی مدارس، علمی مراکز، اور دینی وتحقیقی اداروں کے لئے مفید سلسلہ

ادارہ غفران ٹرسٹ راولپنڈی کے ترجمان ماہنامہ ''التبلیغ'' کا

علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر 14

''مالِ تجارت اور کرنسی کی زکوٰۃ کا معیار'' شائع ہوگیا ہے۔

﴿خواہش مند حضرات ناظم ماہنامہ ''التبلیغ'' سے رجوع فرمائیں﴾

پیارے بچو!　　حافظ محمد ناصر

بچو! دعا کر کے کامیابی حاصل کرو

پیارے بچو! دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جس کی کوئی نہ کوئی ضرورت اور خواہش نہ ہو، ہر شخص اپنی ضرورتوں اور خواہشوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اس کے لیے مختلف طرح کی کوششیں اور تدبیریں کرتا ہے۔

لیکن بچو اللہ میاں سے دعا کرنا ایک عجیب وغریب عمل ہے، اللہ میاں سے دعا کرنے سے ایک طرف بندے کی حاجتیں اور ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، تو دوسری طرف دعا کرنا ایک بہت بڑی عبادت بھی ہے۔

اس طرح دعا کرنے سے ایک وقت میں دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

بچو! ذرا سوچو اور غور کرو کہ اپنے مقصد اور خواہش کو حاصل کرنے کے لیے بندہ جو بھی تدبیر کرتا ہے، وہ تدبیر بھی تو اللہ میاں ہی بندے کے ذہن میں ڈالتے ہیں، اور پھر اس تدبیر میں اثر بھی اللہ میاں ہی رکھتے ہیں۔

تو اگر کسی ضرورت اور خواہش کو حاصل کرنے میں بندے کے ساتھ اللہ میاں کی مدد بھی شامل ہو جائے تو پھر تو وہ ضرورت اور خواہش حاصل ہوسکتی ہے، لیکن اگر بندہ تو کسی چیز کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے، لیکن اس کے ساتھ اللہ میاں کی مدد اور مرضی نہ ہو تو پھر بندہ لاکھ کوششیں کر لے، اس کی ضرورت اور خواہش پوری نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ بعض بچے خوب محنت سے پڑھتے ہیں، اور سبق یاد کرتے ہیں، لیکن پڑھائی کرنے کے باوجود کبھی تو سبق یاد نہیں ہوتا، اور کبھی سبق یاد ہونے کے باوجود امتحان میں ناکامی ہو جاتی ہے۔

ایسے موقعے پر زیادہ تر بچے دوسری تدبیریں کرتے ہیں، مثلاً ذہن اور حافظے کو مضبوط کرنے کے لیے دوائی اور معجون وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں، لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اللہ میاں کی مرضی کے بغیر کامیابی نہیں ہوسکتی؛ اس لیے دوسری تدبیریں کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ میاں سے کامیابی کی دعا بھی ضرور کرنی چاہیے۔

اسی طرح اگر کوئی خود یا اس کا کوئی جاننے والا بیمار ہو جائے تو آج کل زیادہ فکر اور توجہ علاج کی طرف رہتی ہے، لیکن یہ خیال کم کو آتا ہے کہ اللہ میاں کی اجازت اور اللہ میاں کی مرضی کے بغیر کسی علاج سے فائدہ نہیں ہوسکتا؛ لہٰذا علاج کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ میاں سے صحت اور شفاء بھی مانگنی چاہیے۔

Idara Ghufran

پیارے بچو! اللہ میاں اپنے بندوں سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ وہ نہ صرف اپنے بندوں کی دعائیں سنتے ہیں، بلکہ اللہ میاں سے جتنی زیادہ دعا کی جائے، وہ دعا کرنے والے سے خوش ہوکر اس کی دعا سے زیادہ دیتے ہیں؛ اور جو لوگ اللہ میاں سے دعا نہیں کرتے، اللہ میاں اُن سے ناراض ہوتے ہیں۔

پھر اللہ میاں نے دعا مانگنے کے لیے کوئی خاص الفاظ بھی مقرر نہیں کیے، اور نہ ہی کسی خاص زبان میں دعا کرنے کا حکم دیا ہے، بلکہ ہر ایک کو یہ سہولت دی ہے کہ وہ اپنی جس ضرورت اور تمنا کو حاصل کرنا چاہے، تو اپنے اللہ میاں سے اپنی زبان میں مانگ سکتا ہے، اس کے لیے نہ کوئی خاص الفاظ مقرر ہیں، نہ کوئی خاص وقت، بلکہ اللہ میاں نے دعا کرنے کو اتنا آسان کر دیا ہے کہ بندہ جب چاہے، براہِ راست اللہ میاں سے اپنی ضرورت کا سوال کر لے۔

بچو! اللہ میاں نے قرآن مجید میں اپنے ایمان والے بندوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ:

''مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا'' (سورہ المؤمن آیت ۶۰)

اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے بھی ہمیں دعا کرنے کا بہت شوق دِلایا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا:

''جو بندہ دعا نہیں کرتا تو اللہ میاں اس سے ناراض ہوتے ہے'' ۱

اور ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

جو شخص مصیبتوں اور تنگیوں کے وقت اپنی دعائیں قبول کرانا چاہے تو اسے چاہئے کہ خوشحالی اور خوشی کے موقعے پر بھی زیادہ سے زیادہ دعائیں کیا کرے ۲

اور ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

دعا کرنے سے عاجز نہ ہو اور تھکو نہیں؛ کیونکہ دعا کے ہوتے ہوئے ہرگز کوئی شخص ہلاک نہیں ہوگا ۳

بچو! دعا کرنے والے کے ساتھ اللہ میاں کی مدد ضرور ہوتی ہے، اور دعا کرنے والا ضرور کامیاب ہوتا ہے، اس لیے یہ ہرگز نہیں کہنا چاہیے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی، بلکہ ہمیشہ شوق سے دعا کرتے رہنا چاہیے،

---

۱ ترمذی
۲ ترمذی
۳ مستدرک حاکم ۱/۲۷۷

Idara Ghufran

اور اگر کام ہونے میں دیر ہوجائے تو تنگ ہوکر اور تھک کر دعا چھوڑنی نہیں چاہیے، بلکہ دعا کے قبول ہونے کا یقین رکھنا چاہیے۔

اسی طرح گناہ کی چیز بھی نہیں مانگنی چاہیے۔اور غصے میں آکر اپنے لیے بددعا نہیں کرنی چاہیے، اور اپنی جان اور مال کو بُرا نہیں کہنا چاہیے، ہوسکتا ہے کہ وہ قبولیت کا وقت ہو، اور اپنے لیے کی ہوئی بُری دعا قبول ہوجائے۔اور جب بھی گناہ ہوجائے، تو اللہ میاں سے معافی مانگنے اور توبہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے، اگر پھر گناہ ہوجائے، تو پھر جلدی توبہ کرلینی چاہیے، یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ گناہ تو بار بار ہوتا ہے، اور توبہ ٹوٹ جاتی ہے، اس لیے ایسی توبہ سے کیا فائدہ؟

کیونکہ جب ایک مرتبہ توبہ کرلی تو پھر پچھلا معاملہ صاف ہوگیا، اس لیے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ پہلی توبہ قبول نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے دوبارہ غلطی ہوئی؛ بلکہ جتنی مرتبہ بھی غلطی ہوجائے، توبہ کرنے سے رکنا نہیں چاہیے۔

باسمہٖ تعالیٰ

(زیرِ طبع)

پیارے بچّو!

چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے دلچسپ کہانیاں، مفید قصّے، سچّے واقعات
بچپن کی زندگی گذارنے کے آداب اور کھیلنے کودنے کے اچھے طریقے پر مشتمل مختلف و متفرق
دلچسپ مضامین کا مجموعہ

مصنّف:

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بزمِ خواتین مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط۴)

پردے کے تیسرے درجے کا ثبوت قرآن سے

معزز خواتین! قرآن مجید کی سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (سورہ نور آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (یعنی جس عضو کی طرف مطلقاً (یعنی بہرصورت، از ناقل) دیکھنا ناجائز ہے اس کو بالکل نہ دیکھیں اور جس کو فی نفسہٖ (یعنی اپنی ذات میں، از ناقل) دیکھنا جائز ہے مگر شہوت سے جائز نہیں اس کو شہوت سے نہ دیکھیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز محل (جگہ، از ناقل) میں شہوت رانی نہ کریں جس میں زنا وسحاق سب داخل ہے) اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں (زینت سے مراد زیور جیسے کنگن، چوڑی، خلخال، بازوبند، طوق، جھومر، پٹی، بالیاں وغیرہ اور ان کے مواقع سے مراد ہاتھ، پنڈلی، بازو، گردن، سر، سینہ، کان، یعنی ان سب مواقع کو سب سے چھپائے رکھیں) (الیٰ ان قالی)......مگر جو اس (موقع زینت) میں سے (غالبًا) کھلا (ہی) رہتا ہے (جس کے چھپانے میں ہروقت حرج ہے مراد اس موقع زینت سے چہرہ اور ہاتھ کی ہتھیلیاں اور اصح (یعنی صحیح تر) قول کے مطابق دونوں قدم بھی، کیونکہ چہرہ تو قدرتی طور پر مجمع زینت ہے اور بعض زینتیں قصداً بھی اس میں کی جاتی ہیں مثل سرمہ وغیرہ اور ہتھیلیاں اور انگلیاں انگوٹھی، چھلے مہندی کا موقع ہے اور قدمین (یعنی پاؤں از ناقل) چھلوں اور مہندی کا موقع ہے پس ان مواقع کو اس ضرورت سے مستثنیٰ فرمایا ہے کہ ان کو کھولے بغیر کام کاج نہیں ہوسکتا اور مــا ظھــر کی تفسیر وجہ (یعنی چہرہ از ناقل) اور

کفین (یعنی ہاتھوں از ناقل) کے ساتھ حدیث میں آئی ہے اور قدمین (یعنی پاؤں از ناقل) کو فقہاء نے اس پر قیاس کر کے اس حکم میں شامل قرار دیا ہے، الخ (ترجمہ حضرت تھانوی)

عورتیں بھی مردوں کو نہ دیکھیں

مذکورہ بالا آیت کے پہلے جملے یعنی ''وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ''الآیۃ کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اس طویل آیت کے ابتدائی حصہ میں تو وہی حکم ہے جو اس سے پہلی آیت میں مردوں کو دیا گیا ہے کہ اپنی نظریں پست رکھیں یعنی نگاہ پھیر لیں، مردوں کے حکم میں عورتیں بھی داخل تھیں مگر اُن کا ذکر علیحدہ تاکید کے لئے کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے محارم (یعنی جن مَردوں سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے اُن) کے سوا کسی مرد کو دیکھنا حرام ہے۔ بہت سے علماء کا قول یہ ہے کہ غیر محرم مرد کو دیکھنا عورت کیلئے مطلقاً حرام ہے خواہ شہوت اور بُری نیت سے دیکھے یا بغیر کسی نیت و شہوت کے، دونوں صورتیں حرام ہیں اور اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا ہے (ملاحظہ ہو معارف القرآن ج۶ ص۴۰۰)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث درج ذیل ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۳۵۸۵ واللفظ لهٗ، ترمذی حدیث نمبر ۲۷۰۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲۵۳۲۶)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی، اور (اس وقت) آپ (ﷺ) کے پاس ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی (موجود) تھیں، اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ (ﷺ) کی طرف آنے لگے، اور یہ واقعہ پردے کے احکام نازل ہونے کے بعد کا ہے، پس حضور اکرم ﷺ

نے (ہم دونوں سے) فرمایا کہ اِن (عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) سے پردہ کرو، ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں کہ ہمیں نہیں دیکھتے، اور نہ ہمیں پہچانتے ہیں؟ تو حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا، کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟

تشریح: انہی الفاظ جیسی ایک حدیث کی تشریح میں حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی جہاں تک ممکن ہو سکے مَردوں پر نظر ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نابینا تھے، پاکباز صحابی تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بیویاں پاکدامن تھیں اس کے باوجود بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دونوں بیویوں کو حکم فرمایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پردہ کریں یعنی ان پر نظر نہ ڈالیں۔

پس جہاں بدنظری کا ذرا بھی احتمال نہ تھا وہاں اس قدر سختی فرمائی گئی تو آج کل کی عورتوں کیلئے اس امر کی کیوں کر اجازت ہوسکتی ہے کہ مردوں کو جھانکا تا کا کریں۔

یوں اگر کوئی عورت ضرورۃً سفر میں نکلی اور راستہ چلتے ہوئے بلا اختیار راہ گیروں پر نظر پڑ گئی تو وہ دوسری بات ہے لیکن قصداً وارادۃً مردوں پر نظر ڈالتے رہنا حدیث بالا میں بیان فرمودہ سختی کے دائرے میں آتا ہے۔ سورۂ نور کے چوتھے رکوع میں جہاں مَردوں کو نظریں پست کرنے کا حکم فرمایا ہے وہاں عورتوں کو بھی اس چیز کا پابند بنایا ہے۔

دولہا کو دیکھنے کی رسم کا حکم

اسی سے بیاہ شادی کی اس قبیح (بُری۔ناقل) رسم کی ممانعت بھی معلوم ہوئی کہ جب دولہا دولہن کو لے کر رخصت ہونے لگتا ہے تو اس کو سلامی کے لئے گھر میں اندر بلایا جاتا ہے اور جو عورتیں کنبے (خاندان۔ ناقل) کی یا پاس پڑوس کی یا مہمانی میں دور دراز سے آنے والی موجود ہوتی ہیں سب دولہا کو دیکھتی جاتی ہیں اور سالیاں اُس سے مذاق کرتی ہیں کوئی اس کا جوتا چھپاتی ہے اور کوئی اس کے منہ پر چونا لگاتی ہے، اس طرح عورتوں کے بھرے مجمع میں ایک غیر محرم مرد کا آجانا جو جوانی سے بھرپور ہے اور بہترین لباس و پوشاک پہنے ہوئے ہے

کس طرح درست ہوسکتا ہے۔

خصوصاً جبکہ عورتوں کا مقصد بھی دولہا کو دیکھنا ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سلامی کی مجلس برخاست ہونے کے بعد عورتیں بڑی بے باکی سے دولہا کی شکل و صورت پر تبصرہ کرتی رہتی ہیں'' (شرعی پردہ ص ۸۲ و ص ۱۸۳ از مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ)

اس حدیث کے پیش نظر بہت سے علماء کا قول یہ ہے کہ غیر محرم مرد کو دیکھنا عورت کے لئے مطلقاً حرام ہے خواہ شہوت اور بُری نیت سے دیکھے یا بغیر کسی نیت وشہوت کے، دونوں صورتیں حرام ہیں البتہ بعض اہلِ علم عورت کے لئے غیر محرم کو صرف شہوت سے دیکھنے کی ممانعت کے قائل ہیں، کہ بغیر شہوت کی نظر میں ان کے نزدیک کچھ گنجائش ہے (جبکہ فتنہ وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو)

خلاصہ یہ ہے کہ شہوت سے غیر محرم مرد کو دیکھنا تو بالاتفاق حرام ہے۔ اور بغیر شہوت کے دیکھنا بھی بہتر نہیں ہے۔

سورۃ نور کی مذکورہ بالا آیت کا دوسرا جملہ یوں ہے: ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھُلا رہتا ہے''

اس کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''یعنی عورت کیلئے اپنی زینت کی کسی چیز کو مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں بجز (سوائے) اُن چیزوں کے جو خود بخود ظاہر ہو ہی جاتی ہیں یعنی کام کاج اور نقل وحرکت کے وقت جو چیزیں عادۃً (عموماً) کھُل ہی جاتی ہیں اور عادۃً (عموماً) ان کا چھپانا مشکل ہے وہ مستثنٰی ہیں اُن کے اظہار (ظاہر کرنے) میں کوئی گناہ نہیں (ابن کثیر) مراد اس سے کیا ہے اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی تفسیریں مختلف ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ماظھر منھا میں جس چیز کو مستثنٰی کیا گیا ہے وہ اوپر کے کپڑے ہیں جیسے برقع یا لمبی چادر جو برقع کے قائم مقام ہوتی ہے۔ یہ کپڑے زینت کے کپڑوں کو چھپانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں تو مراد آیت کی یہ ہوگئی کہ زینت کی کسی چیز کو ظاہر کرنا جائز نہیں بجز (سوائے) اُن اُوپر کے کپڑوں کے جن کا چھپانا بضرورت (یعنی ضرورت کی وجہ سے) باہر نکلنے کے وقت ممکن نہیں جیسے برقع وغیرہ اور حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں کیونکہ جب عورت کسی ضرورت سے باہر نکلنے پر مجبور ہو تو نقل وحرکت اور لین دین کے وقت چہرے اور ہتھیلیوں کو چھپانا مشکل ہے اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود کی تفسیر کے مطابق تو غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کو چہرہ اور ہاتھ کھولنا بھی جائز نہیں صرف اوپر کے کپڑے برقع وغیرہ کا اظہار بضرورت (یعنی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے) مستثنٰی ہے اور حضرت ابن عباس کی تفسیر کے مطابق چہرہ اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھی غیر محرموں کے سامنے کھولنا جائز ہے۔ اس لئے فقہائے امت میں بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں پردے سے مستثنٰی اور اُن کا غیر محرموں کے سامنے کھولنا جائز ہے یا نہیں مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر چہرہ اور ہتھیلیوں پر نظر ڈالنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو اُن کا دیکھنا بھی جائز نہیں اور عورت کو ان کا کھولنا بھی جائز نہیں'' (ماخوذ از معارف القرآن ج ۶ ص ۴۰۱ و ۴۰۲)

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کے ذیل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تفسیر کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مفسر قرآن تھے اور بڑے عالم تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَاب (یعنی اے اللہ ان کو کتاب اللہ کا علم سکھلا۔ناقل) کی دعا بھی دی تھی اگر ان کی (اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا کی) اس تفسیر کو لیا جائے جو انہوں نے الوجہ و الکفان (یعنی چہرہ اور ہتھیلیوں۔ناقل) سے کی ہے تب بھی اس سے عورتوں کو بے پردہ ہوکر باہر نکلنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اول تو آیت شریفہ میں اِلَّا مَا ظَھَرَ فرمایا ہے (جس کا مطلب یہ ہے کہ سوائے اس کے جو خود بخود بلا قصد کھل جائے۔ناقل) اِلَّا مَا اَظْھَرْنَ نہیں فرمایا (یعنی یہ نہیں فرمایا کہ عورتیں ظاہر کیا کریں بلکہ جو ظاہر ہو جائے) اب سمجھ لیں جب عورت چہرہ کھول کر باہر نکلے گی تو اظہار (یعنی قصداً وعمداً چہرہ وغیرہ کو کھولنا) ہوگا یا ظہور (یعنی بلا قصد خود بخود چہرہ وغیرہ کھل جانا) ہوگا؟ کیا اس کو یوں کہیں گے کہ بلا اختیار ظاہر ہو گیا ہے؟ پھر یہ بھی واضح رہے کہ آیت میں نامحرم کے سامنے ظاہر ہونے کا ذکر نہیں ہے، عورتوں کی پردہ دری کے حامی یہاں نامحرموں کو گھسیٹ کر خود سے لے آئے ہیں۔ حضرت ابن عباس کے

کلام میں نامحرموں کے سامنے عورت کے چہرہ اور کفین (یعنی ہتھیلیوں) کے ظاہر ہونے اور ظاہر کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ان کی بات کا سیدھا سادہ مطلب یہ ہے کہ عورت کو عام حالات میں جبکہ وہ گھر میں کام کاج میں لگی ہوئی ہو سارے کپڑے پہنے رہنا چاہئے اگر چہرہ اور ہاتھ کھُلا رہے اور گھر کی عورتیں اور باپ بیٹے اور دوسرے محرموں کی نظر پڑ جائے یہ جائز ہے۔'' (انوارالبیان ج۱ص ۲۵۷و۲۵۸)

اس صفحے پر کچھ آگے چل کر مولانا موصوف نے تحریر فرمایا:

''اب سورۃ احزاب کی ایک اور آیت سنئے ارشاد ربانی ہے ''یَاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ.'' (اے پیغمبر اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے حصوں کو نیچا کر لیا کریں) اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا **امر نساء المومنین ان یغطین رؤسھن ووجوھن بالجلابیب الا عینا واحدة لیعلم انھن حرائر** (معالم التنزیل ج۳ص۵۴۴) یعنی مومنین کی عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سروں اور چہروں کو بڑی بڑی چوڑی چکلی چادروں سے ڈھانکے رہا کریں صرف ایک آنکھ کھلی رہے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ باندیاں نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ یہ وہی ابن عباس ہیں جن کی طرف **اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا** کی تفسیر **الوجه والكفان** (یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں،از ناقل) منسوب ہے معلوم ہوا کہ انہوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ **اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا** سے **وجه و کفین** (یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں،از ناقل) مراد ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کھلا چہرہ لیکر نامحرموں کے سامنے آجایا کریں یا چہرہ کھول کر باہر نکلا کریں جب انہوں نے اس دوسری آیت کی تفسیر میں یہ فرما دیا کہ بڑی چادروں سے اپنے سر اور چہرہ کو ڈھانکے رہیں اور دیکھنے کی ضرورت سے صرف ایک آنکھ کھلی رہے تو معلوم ہوا کہ **الا ما ظھر** کی تفسیر میں جو انہوں نے **وجه** اور **کفین** فرمایا ہے اس سے ان کے نزدیک گھروں میں رہتے ہوئے چہرہ اور ہاتھ کھُلے رہنے کی اجازت مراد ہے (انوارالبیان ج۶ص ۳۵۸تا۳۵۹)

خلاصہ یہ کہ آج کل کے پُرفتن دور میں خاتون کو نامحرم مَردوں سے چہرہ وغیرہ کا چھپانا بھی بالاتفاق ضروری ہے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہونے کی تحقیق

سوال

(۱)......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مغرب کا وقت کب ختم ہوتا ہے، اور عشاء کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ اور کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اخیر میں اپنے کسی قول سے رجوع فرما لیا تھا؟

اس مسئلے کی مدلل باحوالہ تحقیق درکار ہے۔

(۲)......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے دلائل کیا ہیں؟

اس سلسلہ میں اگر حوالہ جات بھی پیش فرمائیں تو بہتر ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

(۱)......مغرب کا وقت کب ختم اور عشاء کا وقت کب شروع ہوتا ہے

مغرب کا وقت بالاتفاق سورج غروب ہونے پر شروع ہو جاتا ہے۔

لیکن مغرب کا وقت ختم ہونے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

سورج غروب ہونے کے بعد آسمان پر پہلے سرخی آتی ہے، جس کو عربی میں ''شفقِ احمر'' کہا جاتا ہے، پھر یہ سرخی غائب ہو جاتی ہے، جسے عربی میں ''شفقِ احمر کا غروب'' کہا جاتا ہے، اس کے بعد سفیدی آتی ہے، جس کو عربی میں ''شفقِ ابیض'' کہا جاتا ہے، اور پھر یہ سفیدی غائب ہو جاتی ہے، جسے عربی میں ''شفقِ ابیض کا غروب'' کہا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شفقِ ابیض کے غروب ہونے پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد صاحبین رحمہما اللہ و دیگر فقہاء کے نزدیک شفقِ احمر کے غروب پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے آخر میں مغرب کا وقت شفقِ احمر کے

غروب پر ختم اور عشاء کا وقت شروع ہونے کے قول کی طرف رجوع کرلیا تھا، اور اس وجہ سے بعض حضرات نے اسی پر فتویٰ بھی دیا ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے رجوع نہیں کیا تھا، اور آپ کا آخر تک یہی قول رہا کہ مغرب کا وقت شفقِ ابیض کے غروب ہونے پر ختم اور عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے۔

اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے قول کے مطابق شفقِ ابیض کے غروب سے پہلے عشاء کی نماز ادا نہ کی جائے، البتہ شفقِ احمر کے غروب سے پہلے پہلے مغرب ادا کر لی جائے، ''للاجتناب عن الاختلاف''

لیکن اگر کوئی عذر ہو تو مغرب شفقِ ابیض کے غروب سے پہلے اور عشاء شفقِ احمر کے غروب کے بعد ادا کرنے کی بھی گنجائش ہے۔

(اس سلسلہ میں حوالہ جات کے لیے آگے آنے والی شق ''الف'' کی عربی عبارات ملاحظہ فرمائیں)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے دلائل کا خلاصہ

رئیس الفقہاء امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دلائل قرآن سنت میں مذکور ہیں، جن کو بطور خلاصہ ہم چند اُصولوں میں ذکر کرتے ہیں:

(۱)......عشاء اور وتر کی نماز کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نمازوں کا وقت کامل رات اور مکمل تاریکی و اندھیرے کے وقت ہوتا ہے۔

اور جب تک آسمان پر شفقِ ابیض کی شکل میں سورج غروب ہونے کا اثر باقی ہو، اُس وقت تک کامل رات اور مکمل اندھیرے کا آغاز نہیں ہوتا، لہٰذا شفقِ ابیض کے غروب ہونے سے پہلے عشاء کا وقت شروع نہ ہوگا، اور اس سے پہلے پہلے مغرب کا وقت ہوگا۔

(۲)...... فجر کا وقت شروع ہونے کے لیے قرآن وحدیث میں فجر یا صبح کے طلوع ہونے کے الفاظ آئے ہیں، جس سے سب کے نزدیک سورج کی سفید روشنی کا ظاہر ہونا ہے، جس کو صبح صادق کہا جاتا ہے، اسی طرح جن احادیث میں شفق کے غائب یا غروب ہونے کے الفاظ آئے ہیں، ان سے بھی سورج کی سفید روشنی کا غائب ہونا مراد ہونا چاہیے۔

اور بعض روایات سے عشاء کی نماز کا وقت شروع ہونے کے لئے صراحتاً شفقِ ابیض کا غروب ہونا بھی

معلوم ہوتا ہے۔

(۳)......عشاء کا وقت دراصل فجر کے وقت کی طرح ہے کہ فجر کا وقت سورج طلوع ہونے سے پہلے آسمان پر مشرق میں اس کی سفید روشنی پیدا ہونے سے شروع ہوتا ہے، اور سورج کے طلوع تک جاری رہتا ہے، اور سورج طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح مغرب کا وقت سورج غروب ہونے پر شروع ہوتا ہے، لہٰذا اس کے جاری رہنے اور ختم ہونے کا وقت بھی فجر کا وقت شروع ہونے کی طرح ہونا چاہیے، اور وہ مغرب میں سورج غروب ہونے کے بعد اس کی سفید روشنی کے ختم ہونے کا وقت ہے۔

(۴)...... نمازوں کے اوقات کے بارے میں اصول وقاعدہ یہ ہے کہ ہر نماز کا وقت سورج کی مخصوص حالت کی تبدیلی سے وجود میں آتا اور ختم ہوتا ہے، اس اصول وقاعدہ کے پیشِ نظر جس طرح سورج طلوع ہونے سے پہلے آسمان پر سورج کی سفید اور سرخ دونوں روشنیاں ایک نماز یعنی فجر کا وقت ہیں، اور سفیدی وسرخی کی تبدیلی سے فجر کی نماز کے وقت میں تبدیلی نہیں آتی، اسی طرح سورج غروب ہونے کے بعد بھی آسمان پر سورج کی سرخ اور سفید دونوں روشنیاں ایک نماز یعنی مغرب کا وقت ہوں گی، اور اس سلسلہ میں دونوں نمازوں کے اوقات کا معاملہ برابر ہوگا۔

(۵)......نمازوں کے اوقات کا تعلق سورج کے ساتھ قائم اور وابستہ ہے، کچھ نمازوں کے اوقات کا تعلق سورج کی موجودگی کے ساتھ قائم اور وابستہ ہے، اور کچھ نمازوں کے اوقات کا تعلق سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے کے بعد آسمان پر سورج کے اثر کی موجودگی کے ساتھ قائم اور وابستہ ہے، اور کچھ نمازوں کے اوقات کا تعلق سورج اور اس کے اثر دونوں کی غیر موجودگی کے ساتھ قائم اور وابستہ ہے، اور اس طرح دن رات کی کل نمازیں دن ورات کے ان مذکورہ تینوں قسم کے وقتوں پر تقسیم ہو کر دن رات کا گویا کہ وظیفہ ہیں، چنانچہ وتروں سمیت چھ نمازوں میں سے دو نمازیں تو سورج کے آسمان پر اثر موجود ہونے کے وقت میں ادا کی جاتی ہیں، یعنی وہ اس وقت کا وظیفہ ہیں، ان میں سے ایک تو فجر کی نماز ہے، جو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے آسمان پر اس کا اثر موجود ہونے کے وقت ادا کی جاتی ہے۔ اور دوسری مغرب کی نماز ہے، جو سورج کے غروب ہونے کے بعد آسمان پر اس کا اثر موجود ہونے کے وقت ادا کی جاتی ہے۔

اور دونمازیں سورج کی موجودگی میں ادا کی جاتی ہیں، یعنی وہ اس وقت کا وظیفہ ہیں، ان میں سے ایک تو ظہر کی نماز ہے، اور دوسری عصر کی نماز ہے۔

تو اب ضروری ہوا کہ دونمازیں اس باقی ماندہ تیسرے وقت پر ادا کی جائیں، جبکہ نہ تو سورج موجود ہو، اور نہ اس کا آسمان پر کوئی اثر موجود ہو، یعنی وہ دونمازیں اس وقت کا وظیفہ ہوں۔

اور وہ دونمازیں، عشاء اور وتر ہیں، اور سورج طلوع ہونے سے پہلے جب تک آسمان پر سورج کی سفید روشنی شروع نہ ہوجائے، اس وقت تک سورج کا اثر شروع نہیں ہوتا، اسی طرح سورج غروب ہونے کے بعد جب تک سفید روشنی باقی ہو، اس وقت تک سورج کا اثر باقی سمجھا جائے گا، اور اس کے اختتام کا حکم اس سفید روشنی کے غائب ہونے کے بعد ہی لگے گا۔

اور اگر سفید روشنی ''شفقِ ابیض'' کے غروب ہونے سے پہلے اگر عشاء اور وتر کی نماز ادا کرلی جائے گی، تو وہ اپنے صحیح وقت پر ادا نہ ہوں گی۔

(اس سلسلہ میں حوالہ جات کے لیے آگے آنے والی شق ''ب'' کی عربی عبارات ملاحظہ فرمائیں)

عربی عبارات شق ''الف''

(۱)...... بدائع میں ہے:

(وَأَمَّا) أَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَاءِ فَحِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِنَا ، لِمَا رُوِيَ فِي خَبَرِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ وَاخْتَلَفُوا فِي تَفْسِيرِ الشَّفَقِ ، فَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ هُوَ الْبَيَاضُ ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَمُعَاذٍ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ، وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَالشَّافِعِيِّ هُوَ الْحُمْرَةُ ، وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَهُوَ رِوَايَةُ أَسَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ (بدائع الصنائع، فصل شرائط ارکان الصلاۃ)

(۲)...... فتح القدیر میں ہے:

وَمِنَ الْمَشَايِخِ مَنِ اخْتَارَ الْفَتْوَى عَلَى رِوَايَةِ أَسَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَقَوْلِهِمَا وَلَا تُسَاعِدُهُ رِوَايَةٌ وَلَا دِرَايَةٌ ، أَمَّا الْأَوَّلُ فَلِأَنَّهُ خِلَافُ الرِّوَايَةِ الظَّاهِرَةِ عَنْهُ ، وَأَمَّا الثَّانِي فَلِمَا قَدَّمْنَا فِي حَدِيثِ ابْنِ فُضَيْلٍ وَأَنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الْأُفُقُ ، وَغَيْبُوبَتُهُ بِسُقُوطِ الْبَيَاضِ الَّذِي يَعْقُبُ الْحُمْرَةَ وَإِلَّا

كَانَ بَادِيًا (فتح القدير، باب المواقيت)

(۳)......البحر الرائق میں ہے:

(قَوْلُهُ :وَهُوَ الْبَيَاضُ) أَيْ الشَّفَقُ هُوَ الْبَيَاضُ عِنْدَ الْإِمَامِ وَهُوَ مَذْهَبُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَعُمَرَ وَمُعَاذٍ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَعِنْدَهُمَا وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْهُ هُوَ الْحُمْرَةُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَصَرَّحَ فِي الْمَجْمَعِ بِأَنَّ عَلَيْهَا الْفَتْوَى وَرَدَّهُ الْمُحَقِّقُ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ بِأَنَّهُ لَا يُسَاعِدُهُ رِوَايَةٌ وَلَا دِرَايَةٌ ، أَمَّا الْأَوَّلُ فَلِأَنَّهُ خِلَافُ الرِّوَايَةِ الظَّاهِرَةِ عَنْهُ ، وَأَمَّا الثَّانِي فَلِمَا فِي حَدِيثِ ابْنِ فُضَيْلٍ (وَإِنْ أَخَّرَ وَقْتَهَا حِينَ يَغِيبُ الْأُفُقُ) وَغَيْبُوبَتُهُ بِسُقُوطِ الْبَيَاضِ الَّذِي يَعْقُبُ الْحُمْرَةَ وَإِلَّا كَانَ بَادِيًا وَيَجِيءُ مَا تَقَدَّمَ يَعْنِي إذَا تَعَارَضَتْ الْأَخْبَارُ لَمْ يُنْقَضْ الْوَقْتُ بِالشَّكِّ وَرَجَّحَهُ أَيْضًا تِلْمِيذُهُ قَاسِمٌ فِي تَصْحِيحِ الْقُدُورِيِّ وَقَالَ فِي آخِرِهِ فَثَبَتَ أَنَّ قَوْلَ الْإِمَامِ هُوَ الْأَصَحُّ .ا هـ .وَبِهَذَا ظَهَرَ أَنَّهُ لَا يُفْتَى وَيُعْمَلُ إلَّا بِقَوْلِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَلَا يُعْدَلُ عَنْهُ إلَى قَوْلِهِمَا أَوْ قَوْلِ أَحَدِهِمَا أَوْ غَيْرِهِمَا إلَّا لِضَرُورَةٍ مِنْ ضَعْفِ دَلِيلٍ أَوْ تَعَامُلٍ بِخِلَافِهِ كَالْمُزَارَعَةِ وَإِنْ صَرَّحَ الْمَشَايِخُ بِأَنَّ الْفَتْوَى عَلَى قَوْلِهِمَا كَمَا فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ وَفِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ فَقَوْلُهُمَا أَوْسَعُ لِلنَّاسِ وَقَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ أَحْوَطُ (البحر الرائق ج۲ ص۴۶۸ ،كتاب الصلاة،وقت صلاة المغرب)

(۴)......ردالمحتار میں ہے:

(قَوْلُهُ :و إلَيْهِ رَجَعَ الْإِمَامُ) أَيْ إلَى قَوْلِهِمَا الَّذِي هُوَ رِوَايَةٌ عَنْهُ أَيْضًا ، وَصَرَّحَ فِي الْمَجْمَعِ بِأَنَّ عَلَيْهَا الْفَتْوَى ، وَرَدَّهُ الْمُحَقِّقُ فِي الْفَتْحِ بِأَنَّهُ لَا يُسَاعِدُهُ رِوَايَةٌ وَلَا دِرَايَةٌ إلَخْ .وَقَالَ تِلْمِيذُهُ الْعَلَّامَةُ قَاسِمٌ فِي تَصْحِيحِ الْقُدُورِيِّ :إنَّ رُجُوعَهُ لَمْ يَثْبُتْ ، لِمَا نَقَلَهُ الْكَافَّةُ مِنْ لَدُنْ الْأَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ إلَى الْيَوْمِ مِنْ حِكَايَةِ الْقَوْلَيْنِ ، وَدَعْوَى عَمَلِ عَامَّةِ الصَّحَابَةِ بِخِلَافِهِ خِلَافُ الْمَنْقُولِ .قَالَ فِي الِاخْتِيَارِ :الشَّفَقُ الْبَيَاضُ ، وَهُوَ مَذْهَبُ الصِّدِّيقِ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ .قُلْت :وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، وَلَمْ يَرْوِ الْبَيْهَقِيُّ الشَّفَقَ الْأَحْمَرَ إلَّا عَنْ ابْنِ عُمَرَ ، وَتَمَامُهُ فِيهِ .وَإِذَا تَعَارَضَتْ الْأَخْبَارُ وَالْآثَارُ فَلَا يَخْرُجُ وَقْتُ الْمَغْرِبِ بِالشَّكِّ كَمَا فِي الْهِدَايَةِ وَغَيْرِهَا .قَالَ الْعَلَّامَةُ قَاسِمٌ :فَثَبَتَ أَنَّ قَوْلَ الْإِمَامِ هُوَ الْأَصَحُّ ، وَمَشَى عَلَيْهِ فِي الْبَحْرِ مُؤَيِّدًا لَهُ بِمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْهُ ، مِنْ أَنَّهُ لَا يُعْدَلُ

عَنْ قَوْلِ الْإِمَامِ إلَّا لِضَرُورَةٍ مِنْ ضُعْفِ دَلِيلٍ أَوْ تَعَامُلٍ بِخِلَافِهِ كَالْمُزَارَعَةِ، لَكِنَّ تَعَامُلَ النَّاسِ الْيَوْمَ فِي عَامَّةِ الْبِلَادِ عَلَى قَوْلِهِمَا ، وَقَدْ أَيَّدَهُ فِي النَّهْرِ تَبَعًا لِلنُّقَايَةِ وَالْوِقَايَةِ وَالدُّرَرِ وَالْإِصْلَاحِ وَدُرَرِ الْبِحَارِ وَالْإِمْدَادِ وَالْمَوَاهِبِ وَشَرْحِهِ الْبُرْهَانَ وَغَيْرِهِمْ مُصَرِّحِينَ بِأَنَّ عَلَيْهِ الْفَتْوَى .وَفِي السِّرَاجِ :قَوْلُهُمَا أَوْسَعُ وَقَوْلُهُ أَحْوَطُ ، وَاَللَّهُ أَعْلَمُ (رد المحتار ج۳ص ۱۱۳ ،کتاب الصلاة)

(۵)......روح المعانی میں ہے:

ورواه أسد بن عمرو عن الإمام أيضا لكنه خلاف ظاهر الرواية عنه والصحيح المفتى به ما جاء فى ظاهر الرواية وقد نص على ذلك المحقق ابن الهمام والعلامة قاسم وابن نجيم وغيرهما وما قاله الإمام أبو المفاخر من أن الإمام رجع إلى قولهما وقال إن الحمرة لما ثبت عنده من حمل عامة الصحابة إياه على ذلك وعليه الفتوى وتبعه المحبوبى وصدر الشريعة ليس بشىء لأن الرجوع لم يثبت ودون اثباته مع نقل الكافة عن الكافة خلافه خرط القتاد وكذا دعوى حمل عامة الصحابة خلاف المنقول (روح المعانی، سورۃ اسراء درذیل آیت نمبر ۷۹)

(۶)......منیۃ المصلی میں ہے:

ومن المشايخ من أفتى برواية أسد بن عمرو الموافقة لقولهما قال ابن الهمام ولا تساعده رواية ولا دراية وتمام هذا فى الشرح أيضا(منية المصلى ج ۱ ص۱۳۷)

(۷)......فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

وقال أبو حنيفة رحمه الله تعالى هو البياض الذى يلى الحمرة حتى لو صلى العشاء بعد ما غابت الحمرة ولم يغب البياض المعترض الذى يكون بعد الحمرة لا تجوز عنده (فتاویٰ قاضی خان،ج ۱ ص ۷۳،کتاب الصلاة)

(۸)......امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكان ابو حنيفة رضى الله عنه الشفق البياض وكان ابو حنيفة يقول لا يفوت المغرب حتى يغيب الشفق (الابيض) ولكنه كان يكره تأخيرها اذا غاب الشفق (الاحمر) ويقول وقتها حتى يغيب الشفق (الابيض) (الحجة على اهل المدينة، اختلاف اهل الكوفة واهل المدينة فى الصلوات والمواقيت)

(۹)......علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أقول :لم يرجع أبو حنيفة إلا أن وقت الاختيار للمغرب إلى الشفق الأحمر

، ووقت الضرورة إلى الشفق الأبيض (العرف الشذى، جزء ۱ صفحه ۱۵۵)

عربی عبارات شق ’’ب‘‘

(۱)......فی تفسیر ابی السعود:

(إِلَى غَسَقِ اليل) إلى اجتماع ظلمتِه وهو وقتُ صلاةِ العِشاء (تفسير ابى السعود، سورة الاسراء، آيت نمبر ۷۸)

(۲)......وفی تفسیر القرطبی:

وغسق الليل اجتماع الليل وظلمته .وقال أبو عبيدة :الغسق سواد الليل .قال ابن قيس الرقيات :إن هذا الليل قد غسقا *واشتكيت الهم والارقا (قرطبى، جزء۱۰ صفحه ۳۰۴)

(۳)......وفی تفسیر النسفی:

(إلى غَسقِ الليل) هو الظلمة وهو وقت صلاة العشاء (تفسير النسفى، جزء۲ صفحه ۲۱۳)

(۴)......وفی تفسیر البحر المحیط:

و (غسق الليل) ظلمته فالإشارة إلى العتمة(تفسير البحرالمحيط ، سوره بنى سرائيل آيت ۷۸)

(۵)......وفی تفسیر البیضاوی:

(إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ) إلى ظلمته وهو وقت صلاة العشاء الأخيرة (تفسير البيضاوى ، سوره بنى سرائيل آيت ۷۸)

(۶)......وفیہ ایضاً:

(وَمِن شَرّ غَاسِقٍ) ليل عظيم ظلامه من قوله :(إلى غسق الليل) وأصله الامتلاء يقال غسقت العين إذا امتلأت دمعاً .وقيل السيلان و (غَسَقِ اليل) انصباب ظلامه وغسق العين سيلان دمعه .(إِذَا وَقَبَ) دخل ظلامه فى كل شىء ، وتخصيصه لأن المضار فيه تكثر ويعسر الدفع ، ولذلك قيل الليل أخفى للويل .وقيل المراد به القمر فإنه يكسف فيغسق ووقوبه دخوله فى الكسوف (تفسير البيضاوى ، سورة الفلق آيت۳)

(۷)......وفی تفسیر النیسابوری:

(إلى غسق الليل) أى ظلمته .قال الكسائى :غسق الليل غسوقاً أى أظلم، والاسم الغسق بفتح السين والتركيب يدور على السيلان ومنه يقال :غسقت العين إذا هملت وكأن الظلام انهمل على الدنيا وتراكم . وهذا عند سيبويه الشفق الأبيض ، فاستدل به بعض الشافعية على أن أول وقت العشاء الآخرة يدخل بغروب الشفق الأحمر لأن المحدود إلى غاية يكون مشروعاً قبل حصول تلك الغاية .وهذا الاستدلال مبنى على أن الغاية لا تدخل فى ذى الغاية ، وعلى أن الآية يجب أن تشمل جميع الصلوات (تفسير النيسابورى، سوره بنى سرائيل آیت ۷۸)

(۸)......وفی تفسیر الکشاف:

والغاسق :الليل إذا اعتكر ظلامه من قوله تعالى :(إلى غسق الليل) (الإسراء 78 :) ومنه :غسقت العين امتلأت دمعاً ، وغسقت الجراحة : امتلأت دماً .ووقوبه :دخول ظلامه فى كل شىء ، ويقال :وقبت الشمس إذا غابت (تفسير الكشاف، سورة الفلق آیت۳)

(۹)......وفی معجم الکبیر للطبرانی:

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بن الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، "إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ "(الإسراء 78 :)، قَالَ ":الْعِشَاءُ الآخِرَةُ ."(المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۹۰۴۰)

(۱۰)......وفیہ ایضاً:

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ ":الْعِشَاءُ الآخِرَةُ ." (المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۹۰۴۱) [1]

(۱۱)......وفی المصنف لعبد الرزاق:

أخبرنا معمر عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عَنِ ابْن لبيبة قال جئت إلى أبى هريرة وهو جالس فى المسجد الحرام قَالَ :قُلْتُ صفه لى قال كان رجلا آدم ذا ضفيرتين بعيد ما بين المنكبين أقنع الثنتين قلت أخبرنى عن أمر الامور نبع عن صلاتنا الذى لا بد لنا منها قال فمن أنت قال من قوم سروا

[1] وفيه جابر بن يزيد الجعفى وهو ضعيف وقد وثقه شعبة وسفيان. (مجمع الزوائد)

Iqra Ghufran

بطاعتهم و اشملوا بها قال ممن أنت قلت من ثقيف قال فأين أنت من عمرو بن أوس قَالَ :قُلْتُ فرأيت كان عمرو ولكني جئتك أسالك قال أتقرا من القرآن شيئا قلت نعم قال فقرأت له فاتحة الكتاب فقال هذه السبع المثاني التي يقول الله تعالى ؟ولقد آتيناك سبعا من المثاني والقرآن ؟ قال ثم قال لي أتقرأ سورة المائدة قلت نعم قال فاقرأ على آية الوضوء فقرأتها فقال ما أراك إلا عرفت وضوء الصلاة أما سمعت الله يقول ؟ أقم الصلاة لدلوك الشمس ؟ أندرى ما دلوك الشمس قلت لا قال إذا زالت الشمس عن كبد السماء أو عن بطن السماء بعد نصف النهار قال نعم فصل الظهر حينئذ وصل العصر والشمس بيضاء نقية تجد لها مسا قال أتدرى ما غسق الليل قَالَ :قُلْتُ نعم غروب الشمس قال نعم فاحدرها فى أثرها ثم احدرها فى أثرها وصل العشاء إذا ذهب الشفق وادلأم الليل من ها هنا وأشار إلى المشرق فيما بينك وبين ثلث الليل وما عجلت بعد ذهاب بياض الأفق فهو أفضل وصل الفجر إذا طلع الفجر أتعرف الفجر قَالَ : قُلْتُ نعم قال ليس كل الناس يعرفه قَالَ :قُلْتُ إذا اصطفق بالبياض قال نعم فصلها حينئذ إلى السدف ثم إلى السدف وقال فى حديثه وإياك والحبوة وتحفظ من السهو حتى تفرغ قَالَ :قُلْتُ أخبرنى عن الصلاة الوسطى قال أما سمعت الله يقول؟أقم الصلاة لدلوك الشمس إلى غسق الليل وقرآن الفجر ؟الآية؟ومن بعد صلاة العشاء ثلاث عورات لكم ؟فذكر الصلوات كلها ثم قال ؟ حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى؟ألا وهى العصر ألا وهى العصر (مصنف عبدالرزاق، جزء ۱ صفحه ۲۹۶)

(۱۲)......وفی صحیح مسلم:

حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّيْتُمُ الْفَجْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلُ ثُمَّ إِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ يَحْضُرَ الْعَصْرُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْمَغْرِبَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ يَسْقُطَ الشَّفَقُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعِشَاءَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ

(مسلم حدیث نمبر ۹۶۴)

Idara Ghufran

(۱۳)......وفیہ ایضاً:

و حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ یُوسُفَ الْأَزْدِیُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَزِینٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ یَعْنِی ابْنَ طَهْمَانَ عَنْ الْحَجَّاجِ وَهُوَ ابْنُ حَجَّاجٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِی أَیُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ وَقْتُ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ یَطْلُعْ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتْ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ مَا لَمْ یَحْضُرْ الْعَصْرُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَیَسْقُطْ قَرْنُهَا الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ إِذَا غَابَتْ الشَّمْسُ مَا لَمْ یَسْقُطْ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَی نِصْفِ اللَّیْلِ (مسلم حدیث نمبر ۹٦۷)

(۱۴)......وفیہ ایضاً:

حَدَّثَنِی زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَیْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِیدٍ کِلَاهُمَا عَنْ الْأَزْرَقِ قَالَ زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ یُوسُفَ الْأَزْرَقُ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ أَبِیهِ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ صَلِّ مَعَنَا هَذَیْنِ یَعْنِی الْیَوْمَیْنِ فَلَمَّا زَالَتْ الشَّمْسُ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَیْضَاءُ نَقِیَّةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِینَ غَابَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِینَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِینَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا أَنْ کَانَ الْیَوْمُ الثَّانِی أَمَرَهُ فَأَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ بِهَا فَأَنْعَمَ أَنْ یُبْرِدَ بِهَا وَصَلَّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِی کَانَ وَصَلَّی الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ یَغِیبَ الشَّفَقُ وَصَلَّی الْعِشَاءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ وَصَلَّی الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ أَیْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا یَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَقْتُ صَلَاتِکُمْ بَیْنَ مَا رَأَیْتُمْ (مسلم حدیث نمبر ۹٦۹)

(۱۵)......وفی سنن ابی داؤد:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیَی عَنْ سُفْیَانَ حَدَّثَنِی عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ فُلَانِ بْنِ أَبِی رَبِیعَةَ عَنْ حَکِیمِ بْنِ حَکِیمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَمَّنِی جِبْرِیلُ عَلَیْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَیْتِ مَرَّتَیْنِ فَصَلَّی بِیَ الظُّهْرَ حِینَ زَالَتْ الشَّمْسُ وَکَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاکِ وَصَلَّی بِیَ الْعَصْرَ حِینَ کَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّی بِیَ یَعْنِی الْمَغْرِبَ حِینَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّی

بِـیَ الْـعِشَاءَ حِینَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّی بِیَ الْفَجْرَ حِینَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَـلَـی الـصَّـائِـمِ فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ صَلَّی بِیَ الظُّهْرَ حِینَ کَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ وَصَلَّی بِی الْعَصْرَ حِـینَ کَـانَ ظِـلُّـهُ مِثْـلَیْهِ وَصَلَّی بِیَ الْمَغْرِبَ حِینَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّی بِیَ الْـعِشَاءَ إِلَی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَصَلَّی بِیَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَیَّ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِکَ وَالْوَقْتُ مَا بَیْنَ هَذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۳۳۲)

(۱۶)......وفیہ ایضاً:

حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِی حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ أَبَا أَیُّوبَ عَنْ عَبْـدِ الـلَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَـحْـضُـرْ الْـعَـصْـرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ یَسْـقُطْ فَوْرُ الشَّفَقِ وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَی نِصْفِ اللَّیْلِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعْ الشَّمْسُ(ابوداؤد حدیث نمبر ۳۳۵)

(۱۷)......وفی سنن النسائی:

أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَـا أَیُّـوبَ الْأَزْدِیَّ یُـحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ شُعْبَةُ کَانَ قَتَادَةُ یَرْفَعُهُ أَحْیَـانًـا وَأَحْیَـانًـا لَا یَـرْفَعُهُ قَالَ وَقْتُ صَلَاةِ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَحْضُرْ الْعَصْرُ وَوَقْتُ صَلَاـةِ الْـعَـصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ یَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ وَوَقْتُ الْعِشَاءِ مَا لَمْ یَنْتَصِفْ اللَّیْلُ وَوَقْتُ الصُّبْحِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ (نسائی حدیث نمبر ۵۱۹) [ل]

(۱۸)......وفی مسند احمد:

حَـدَّثَـنَـا یَـحْیَی بْنُ أَبِی بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَبَا أَیُّوبَ الْأَزْدِیَّ یُـحَـدِّثُ عَـنْ عَبْـدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمْ یَرْفَعْهُ مَرَّتَیْنِ قَالَ وَسَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ قَـالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلَاةِ الظُّهْرِ مَا لَمْ یَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ یَسْقُطْ نُـورُ الشَّـفَقِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَی نِصْفِ اللَّیْلِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ (مسند احمد حدیث نمبر ۶۶۹۸)

(۱۹)......وفی سنن النسائی:

[ل] (ثـور الشفق) یعـنـی أنتشـاره، یقال :ثـار یثـور ثـورا وثـورانـا إذا انتشر فی الافق (قرطبی، جزء ۱ صفحه ۴۴۶)

أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي صَدَقَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتْ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ بَيْنَ صَلَاتَيْكُمْ هَاتَيْنِ وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتْ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ قَالَ عَلَى إِثْرِهِ وَيُصَلِّي الصُّبْحَ إِلَى أَنْ يَنْفَسِحَ الْبَصَرُ (نسائی حدیث نمبر ۵۴۹)

(۲۰)......وفیہ ایضاً:

أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ يُرِيدُ أَرْضًا فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ لِمَا بِهَا فَانْظُرْ أَنْ تُدْرِكَهَا فَخَرَجَ مُسْرِعًا وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُسَايِرُهُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ وَكَانَ عَهْدِي بِهِ وَهُوَ يُحَافِظُ عَلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَبْطَأَ قُلْتُ الصَّلَاةَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَمَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ الْعِشَاءَ وَقَدْ تَوَارَى الشَّفَقُ فَصَلَّى بِنَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ صَنَعَ هَكَذَا (نسائی حدیث نمبر ۵۹۱)

(۲۱)......وفیہ ایضاً:

أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْعَطَّافُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ تِلْكَ اللَّيْلَةُ سَارَ بِنَا حَتَّى أَمْسَيْنَا فَظَنَنَّا أَنَّهُ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَقُلْنَا لَهُ الصَّلَاةَ فَسَكَتَ وَسَارَ حَتَّى كَادَ الشَّفَقُ أَنْ يَغِيبَ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى وَغَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ هَكَذَا كُنَّا نَصْنَعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ (نسائی حدیث نمبر ۵۹۲)

(۲۲)......وفی المصنف لابن ابی شیبۃ:

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنِ ابْنِ نَجِيحٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، قَالَ الشَّفَقُ مِنَ النَّهَارِ (مصنف ابن ابی شیبۃ باب مَنْ قَالَ الشَّفَقُ هُوَ الْبَيَاضُ)

(۲۳)......وفیہ:

حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ ، قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ صَلُّوا الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ، ثُمَّ ذَكَرَ لِي ، أَنَّ أُنَاسًا يُعَجِّلُونَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ قَبْلَ أَنْ يَذْهَبَ بَيَاضُ الْأُفُقِ مِنَ الْمَغْرِبِ فَلَا تُصَلِّيهَا حَتَّى يَذْهَبَ بَيَاضُ الْأُفُقِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَيَغْشَاهُ ظُلْمَةُ اللَّيْلِ وَمَا عَجَّلْتَ بَعْدَ ذَهَابِ

Idara Ghufran

بَيَاضِ الْأُفُقِ مِنْ الْمَغْرِبِ ، فَإِنَّهُ أَحْسَنُ وَأَصْوَبُ وَاعْلَمُ ، أَنَّ مِنْ تَمَامِهَا وَإِصَابَةِ وَقْتِهَا مَا ذَكَرْتُ لَكَ فِي كِتَابِي هَذَا مِنْ ذَهَابِ بَيَاضِ الْأُفُقِ ، فَإِنَّهُ بَقِيَّةٌ مِنْ بَقِيَّةِ النَّهَارِ (مصنف ابن ابی شیبة باب مَنْ قَالَ الشَّفَقُ هُوَ الْبَيَاضُ)

(۲۴)......وفیہ ایضاً:

حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ ، عَنِ ابْنِ اللُّتْبِيَّةِ ، قَالَ :قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ صَلِّ الْعِشَاءَ إِذَا ذَهَبَ الشَّفَقُ وَإِدْلَامَ اللَّيْلِ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ وَمَا عَجَّلْتَ بَعْدَ ذَهَابِ بَيَاضِ الْأُفُقِ فَهُوَ أَفْضَلُ (مصنف ابن ابی شیبة باب مَنْ قَالَ الشَّفَقُ هُوَ الْبَيَاضُ)

(۲۵)......وفی المصنف لابن ابی شیبة:

حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، قَالَ :حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ (يُصَلِّي الْعِشَاءَ حِينَ يَسْوَدُّ الْأُفُقُ وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ . حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ ، عَنِ ابْنِ لَبِيبَةَ ، قَالَ :قَالَ :أَبُو هُرَيْرَةَ صَلُّوا الْعِشَاءَ إِذَا ذَهَبَ الشَّفَقُ وَادْلَامَّ اللَّيْلُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ وَمَا عَجَّلْتَ بَعْدَ ذَهَابِ بَيَاضِ الْأُفُقِ فَهُوَ أَفْضَلُ (مصنف ابن ابی شیبة ج ۲ ص ۱ باب فِي الْعِشَاءِ الآخِرَةِ تُعَجَّلُ أَوْ تُؤَخَّرُ)

(۲۶)......وفی السنن لابی داؤد، والدارقطنی وابن حبان:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ قَاعِدًا عَلَى الْمِنْبَرِ فَأَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَخْبَرَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اعْلَمْ مَا تَقُولُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَزَلَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاةِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حِينَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَيَأْتِي ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ حِينَ يَسْوَدُّ

الْأُفُقُ وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيسَ حَتَّى مَاتَ وَلَمْ يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفِرَ (ابوداؤد حديث نمبر ۳۳۳ واللفظ لهٗ، سنن دارقطني حديث نمبر ۱۰۰۰، صحيح ابن حبان حديث نمبر ۲۹۸)

(۲۷)......علامہ عینی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی توضیح میں فرماتے ہیں:

قوله " :ويُصلي العشاء حين يَسوَدُّ الأفق "والمعنى :حين يغيب الشفق،لأن الشفق إذا غاب اسود الأفق(شرح ابوداؤد للعينى ،باب المواقيت)

(۲۸)......اوراعلاءالسنن میں ہے:

قوله :حين يَسوَدُّ الأفق الخ قلت هذاالحديث ايضا يدل على ماذهب اليه الامام الاعظم من كون الشفق البياض فان اسودادالافق لايكون الا بعد زواله وسياق الكلام مشعر بانه اول وقت العشاء .وهذاالحديث قال فيه الشوكاني:"رجاله في سنن ابى داؤد رجال الصحيح" ثم قال "ولم يذكر رؤيته لصلاة رسول الله ﷺ الا ابوداؤد" وقال المنذرى:"وهذه الزيادة في قصة الاسفار رواتها عن آخرهم ثقات ،والزيادة من الثقة مقبولة "انتهىٰ.وقال الخطابى:"هو صحيح الاسناد "وقال ابن سيد الناس:"اسنادهٗ حسن" "كذافي التعليق الحسن "(اعلاء السنن ج۲ ص۱۶ ،باب المواقيت)

(۲۹)......المبسوط للسرخسی میں ہے:

، وَأَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ :الْحُمْرَةُ أَثَرُ الشَّمْسِ وَالْبَيَاضُ أَثَرُ النَّهَارِ فَمَا لَمْ يَذْهَبْ كُلُّ ذَلِكَ لَا يَصِيرُ إلَى اللَّيْلِ مُطْلَقًا وَصَلَاةُ الْعِشَاءِ صَلَاةُ اللَّيْلِ كَيْفَ وَقَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيثِ (وَقْتُ الْعِشَاءِ إذَا مَلَأَ الظَّلَامُ الظِّرَابَ) وَفِي رِوَايَةٍ (إذَا ادْلَهَمَّ اللَّيْلُ) أَيْ اسْتَوَى الْأُفُقُ فِي الظَّلَامِ وَذَلِكَ لَا يَكُونُ إلَّا بَعْدَ ذَهَابِ الْبَيَاضِ فَبِذَهَابِهِ يَخْرُجُ وَقْتُ الْمَغْرِبِ (المبسوط ،كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

(۳۰)......احکام القرآن للجصاص میں ہے:

وَمِمَّا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالشَّفَقِ الْبَيَاضُ ، أَنَّاوَجَدْنَا قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ حُمْرَةً وَبَيَاضًا قَبْلَهَا وَكَانَا جَمِيعًا مِنْ وَقْتِ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ ؛ إذْ كَانَا جَمِيعًا مِنْ ضِيَاءِ الشَّمْسِ دُونَ ظُهُورِ جُرْمِهَا ؛ كَذَلِكَ يَجِبُ أَنْ تَكُونَ الْحُمْرَةُ وَالْبَيَاضُ جَمِيعًا بَعْدَ غُرُوبِهَا مِنْ وَقْتِ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ ، لِلْعِلَّةِ الَّتِي

ذَکَرْنَاهَا (احکام القرآن جصاص ،وقت المغرب، باب مواقیت الصلاۃ)

(۳۱)......تبیین الحقائق میں ہے:

ولان العشاء تقع بمحض الليل فلا تدخل ما دام البياض باقيا، لانه من اثر النهار ولهذا يخرج بطلوع البياض المعترض من الفجر (تبيين الحقائق ،كتاب الصلاة، مواقيت الصلاة)

(۳۲)...... بدائع میں ہے:

وَلِأَبِي حَنِيفَةَ النَّصُّ وَالِاسْتِدْلَالُ .(أَمَّا) النَّصُّ فَقَوْلُهُ تَعَالَى :(أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إلَى غَسَقِ اللَّيْلِ) ، جَعَلَ الْغَسَقَ غَايَةً لِوَقْتِ الْمَغْرِبِ ، وَلَا غَسَقَ مَا بَقِيَ النُّورُ الْمُعْتَرِضُ .وَرُوِيَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ :آخِرُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ نُورُ الشَّفَقِ وَبَيَاضُهُ ، وَالْمُعْتَرِضُ نُورُهُ وَفِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ يَسْوَدُّ الْأُفُقُ ، وَإِنَّمَا يَسْوَدُّ بِإِخْفَائِهَا بِالظَّلَامِ .(وَأَمَّا) الِاسْتِدْلَال فَمِنْ وَجْهَيْنِ : لُغَوِيٍّ ، وَفِقْهِيٍّ ، أَمَّا اللُّغَوِيُّ فَهُوَ أَنَّ الشَّفَقَ اسْمٌ لِمَا رَقَّ ، يُقَالُ :ثَوْبٌ شَفِيقٌ أَيْ رَقِيقٌ ، إمَّا مِنْ رِقَّةِ النَّسْجِ وَإِمَّا لِحُدُوثِ رِقَّةٍ فِيهِ مِنْ طُولِ اللُّبْسِ ، وَمِنْهُ الشَّفَقَةُ وَهِيَ رِقَّةُ الْقَلْبِ مِنْ الْخَوْفِ أَوْ الْمَحَبَّةِ ، وَرِقَّةُ نُورِ الشَّمْسِ بَاقِيَةٌ مَا بَقِيَ الْبَيَاضُ .وَقِيلَ الشَّفَقُ اسْمٌ لِرَدِيءِ الشَّيْءِ وَبَاقِيهِ ، وَالْبَيَاضُ بَاقِي آثَارِ الشَّمْسِ وَأَمَّا الْفِقْهِيُّ فَهُوَ أَنَّ صَلَاتَيْنِ تُؤَدَّيَانِ فِي أَثَرِ الشَّمْسِ وَهُمَا الْمَغْرِبُ مَعَ الْفَجْرِ ، وَصَلَاتَيْنِ تُؤَدَّيَانِ فِي وَضَحِ النَّهَارِ وَهُمَا الظُّهْرُ وَالْعَصْرُ ، فَيَجِبُ أَنْ يُؤَدِّيَ صَلَاتَيْنِ فِي غَسَقِ اللَّيْلِ بِحَيْثُ لَمْ يَبْقَ أَثَرٌ مِنْ آثَارِ الشَّمْسِ وَهُمَا الْعِشَاءُ وَالْوِتْرُ ، وَبَعْدَ غَيْبُوبَةِ الْبَيَاضِ لَا يَبْقَى أَثَرٌ لِلشَّمْسِ ، وَلَا حُجَّةَ لَهُمْ فِي الْحَدِيثِ ؛ لِأَنَّ الْبَيَاضَ يَغِيبُ قَبْلَ مُضِيِّ ثُلُثِ اللَّيْلِ غَالِبًا . [۱]

وَأَمَّا آخِرُ وَقْتِ الْعِشَاءِ فَحِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ الصَّادِقُ عِنْدَنَا ، وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ قَوْلَانِ :فِي قَوْلٍ حِينَ يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ ؛ لِأَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ بَعْدَ مُضِيِّ ثُلُثِ اللَّيْلِ ، وَكَانَ ذَلِكَ بَيَانًا لِآخِرِ الْوَقْتِ ، وَفِي

---

[۱] اور علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس کا ایک اور عمدہ جواب دیا ہے، جو کہ درج ذیل ہے:

قلت هذا كله بناء الفاسد على الفاسد فقوله" ان البياض لايغيب الا عند ثلث الليل الاول" غلط جدا ،لايقبله كل من له علم بالهيئة وذالک لان الحمرة والبياض البادیین فی الافق بعد غروب الشمس كلاهما نظيرا للبياض والحمرة البادیین قبل طلوع الشمس، لكون كليهما من آثار اشعتهما (اعلاء السنن ج۲ ص۱۵ ، كتاب الصلاة،باب المواقيت)

قَوْلِ يُؤَخِّرُ إلَى آخِرِ نِصْفِ اللَّيْلِ بِعُذْرِ السَّفَرِ ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَ لَيْلَةً إلَى النِّصْفِ ثُمَّ قَالَ :هُوَ لَنَا بِعُذْرِ السَّفَرِ (وَلَنَا) مَا رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ ، وَآخِرُهُ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ .وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :(لَا يَدْخُلُ وَقْتُ صَلَاةٍ حَتَّى يَخْرُجَ وَقْتُ أُخْرَى) وَقَّتَ عَدَمَ دُخُولِ وَقْتِ الصَّلَاةِ إلَى غَايَةِ خُرُوجِ وَقْتِ صَلَاةٍ أُخْرَى ، فَلَوْ لَمْ يَثْبُتْ الدُّخُولُ عِنْدَ الْخُرُوجِ لَمْ يَتَوَقَّفْ ؛ وَلِأَنَّ الْوِتْرَ مِنْ تَوَابِعِ الْعِشَاءِ وَيُؤَدَّى فِي وَقْتِهَا ، وَأَفْضَلُ وَقْتِهَا السَّحَرُ دَلَّ أَنَّ السَّحَرَ آخِرُ وَقْتِ الْعِشَاءِ ؛ وَلِأَنَّ أَثَرَ السَّفَرِ فِي قَصْرِ الصَّلَاةِ لَا فِي زِيَادَةِ الْوَقْتِ ، وَإِمَامَةُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ تَعْلِيمًا لِآخِرِ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ ، وَنَحْنُ نَقُولُ :إنَّ ذَلِكَ ثُلُثُ اللَّيْلِ (بدائع الصنائع، فصل شرائط ارکان الصلاة)

(۳۳)......شرح معانی الآثار میں ہے:

فَهَؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَخْتَلِفُوا فِي أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ ، حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ .وَهَذَا هُوَ النَّظَرُ أَيْضًا لِأَنَّا قَدْ رَأَيْنَا دُخُولَ النَّهَارِ وَقْتًا لِصَلَاةِ الصُّبْحِ ، فَكَذَلِكَ دُخُولُ اللَّيْلِ وَقْتٌ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَأَبِي يُوسُفَ ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللَّهُ ، وَعَامَّةِ الْفُقَهَاءِ وَاخْتَلَفَ النَّاسُ فِي خُرُوجِ وَقْتِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ قَوْمٌ :إذَا غَابَتِ الشَّفَقُ -وَهُوَ الْحُمْرَةُ -خَرَجَ وَقْتُهَا ، وَمِمَّنْ قَالَ ذَلِكَ :أَبُو يُوسُفَ ، وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ .وَقَالَ آخَرُونَ :إذَا غَابَ الشَّفَقُ وَهُوَ الْبَيَاضُ الَّذِي بَعْدَ الْحُمْرَةِ ، خَرَجَ وَقْتُهَا وَمِمَّنْ قَالَ ذَلِكَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ .وَكَانَ النَّظَرُ فِي ذَلِكَ عِنْدَنَا .أَنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْحُمْرَةَ الَّتِي قَبْلَ الْبَيَاضِ مِنْ وَقْتِهَا وَإِنَّمَا اخْتِلَافُهُمْ فِي الْبَيَاضِ الَّذِي بَعْدَهُ .فَقَالَ بَعْضُهُمْ حُكْمُهُ حُكْمُ الْحُمْرَةِ وَقَالَ :بَعْضُهُمْ حُكْمُهُ خِلَافُ حُكْمِ الْحُمْرَةِ .فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ فَرَأَيْنَا الْفَجْرَ يَكُونُ قَبْلَهُ حُمْرَةٌ ثُمَّ يَتْلُوهَا بَيَاضُ الْفَجْرِ فَكَانَتِ الْحُمْرَةُ وَالْبَيَاضُ فِي ذَلِكَ وَقْتًا لِصَلَاةٍ وَاحِدَةٍ ، وَهُوَ الْفَجْرُ فَإِذَا خَرَجَا ، خَرَجَ وَقْتُهَا .فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ الْبَيَاضُ وَالْحُمْرَةُ فِي الْمَغْرِبِ أَيْضًا وَقْتًا لِصَلَاةٍ وَاحِدَةٍ وَحُكْمُهُمَا حُكْمٌ وَاحِدٌ إذَا خَرَجَا ، خَرَجَ وَقْتَا الصَّلَاةِ اللَّذَانِ هُمَا وَقْتٌ لَهَا .وَأَمَّا الْعِشَاءُ الْآخِرَةُ فَإِنَّ تِلْكَ الْآثَارَ كُلَّهَا فِيهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهَا فِي أَوَّلِ يَوْمٍ ، بَعْدَمَا غَابَ الشَّفَقُ ، إلَّا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ، فَإِنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ

صَلَّاهَا قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ .فَيُحتَمَلُ ذَلِکَ -عِنْدَنَا -وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنْ يَكُونَ جَابِرٌ عَنَى الشَّفَقَ الَّذِى هُوَ الْبَيَاضُ ، وَعَنَى الْآخَرُونَ الشَّفَقَ الَّذِى هُوَ الْحُمْرَةُ ، فَيَكُونَ قَدْ صَلَّاهَا بَعْدَ غَيْبُوبَةِ الْحُمْرَةِ ، وَقَبْلَ غَيْبُوبَةِ الْبَيَاضِ ، حَتَّى تَصِحَّ هَذِهِ الْآثَارُ وَلَا تَتَضَادَّ .وَفِى ثُبُوتِ مَا ذَكَرْنَا مَا يَدُلُّ عَلَى مَا قَالَ بَعْضُهُمْ :إنَّ بَعْدَ غَيْبُوبَةِ الْحُمْرَةِ وَقْتُ الْمَغْرِبِ إلَى أَنْ يَغِيبَ الْبَيَاضُ (شرح معانى الآثار،باب مواقيت الصلاة)

(۳۴)......امام ابنِ عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَحْقِيقُهُ أَنَّ الطَّوَالِعَ أَرْبَعَةٌ :الْفَجْرُ الْأَوَّلُ ، وَالثَّانِى ، وَالْحُمْرَةُ ، وَالشَّمْسُ . وَكَذَلِکَ الْغَوَارِبُ أَرْبَعَةٌ :الْبَيَاضُ الْآخَرُ ، وَالْبَيَاضُ الَّذِى يَلِيهِ ، الْحُمْرَةُ ، الشَّفَقُ .وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ :كَمَا يَتَعَلَّقُ الْحُكْمُ فِى الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ بِالطَّالِعِ الثَّانِى مِنَ الْأَوَّلِ فِى الطَّوَالِعِ ، كَذَلِکَ يَنْبَغِى أَنْ يَتَعَلَّقَ الْحُكْمُ بِالْغَارِبِ مِنْ الْآخِرِ ، وَهُوَ الْبَيَاضُ .وَقَالَ عُلَمَاؤُهُمْ الْمُحَقِّقُونَ :وَكَمَا قَالَ (حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ) فَكَانَ الْحُكْمُ مُتَعَلِّقًا بِالْفَجْرِ الثَّانِى ، كَذَلِکَ إذَا قَالَ حَتَّى يَغِيبَ الشَّفَقُ بِتَعَلُّقِ الْحُكْمِ بِالشَّفَقِ الثَّانِى ;وَهَذِهِ تَحْقِيقَاتٌ قَوِيَّةٌ عَلَيْنَا (احكام القرآن لابن العربى ، ج۸ص۳۸،سورة الانشقاق)

(۳۵)......بدایۃ المجتہد میں ہے:

فالطوالع إذن أربعة: الفجر الكاذب والفجر الصادق، والاحمر، والشمس، وكذالک يجب أن تكون الغوارب (بداية المجتهد، جزء ا صفحه۸۲)

(۳۶)......العرف الشذی میں ہے:

اقول: ان الغوارب اربعة مثل الطوالع فانها ايضا اربعة ، اما الطوالع: فالصبح الاول، والثانى الابيض، ثم الاحمر، ثم طلوع الشمس، فكذالک يكون فى الغوارب، غروب الشمس، ثم الحمرة ثم البياض وشىء آخر بدل الصبح الكاذب والمتمادى إلى ثلث الليل ، ونصفها هو هذا الشىء ، واختلط الأمر على الخليل فإنه ليس هو البياض الذى يبقى فيه وقت المغرب عند أبى حنيفة (العرف الشذى للكشميرى جزء ا ص ۱۸۱)

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان، ۲۸/ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

دارالافتاء ادارہ غفران راولپنڈی

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟ ترتیب: مفتی محمد یونس

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سوالات وجوابات

۱۴۲۴/۴/۵ھ بعد نماز جمعہ کے سوالات اور حضرت مدیر کی طرف سے ان کے جوابات

ان مضامین کو ریکارڈ کرنے کی خدمت مولانا محمد ناصر صاحب نے، ٹیپ سے نقل کرنے کی خدمت مولانا ابرار حسین ستی صاحب نے اور نظر ثانی، ترتیب وتخریج نیز عنوانات قائم کرنے کی خدمت مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں......ادارہ

کچی کلیجی کا پانی یا خون نچوڑ کر پینا

سوال: کیا کچی کلیجی کھائی جاسکتی ہے، یا اس کا پانی (یعنی پکائے بغیر) یا خون نچوڑ کر پیا جاسکتا ہے؟

جواب: شرعی طریقے سے ذبح شدہ حلال جانور کا گوشت اور کلیجی بغیر دھوئے ہوئے بھی کچا کھانا اور پکا کر کھانا جائز ہے، لیکن عام طور سے چونکہ کچا کھانے کا رواج نہیں ہے، یا اچھا نہیں لگتا، اس لئے نہیں کھایا جاتا، لہٰذا اگر کسی کو پسند ہو تو کچا بھی کھا سکتا ہے، جیسا کہ بعض لوگ خشک چربی کو کچا کھا جاتے ہیں۔

یہی معاملہ کلیجی کا بھی ہے، کیونکہ وہ شرعی طریقے سے ذبح ہونے کے بعد پاک اور حلال ہوچکی ہے، یعنی دونوں کام ہوئے ہیں، پاک بھی، اور حلال بھی۔ اور پاک ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس میں سے ناپاک چیزیں نکل چکی ہیں، کہ اس کا خون بھی ناپاک نہیں رہا وہ بھی پاک ہوچکا ہے۔ اور حلال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اب اس کو کھانا جائز ہے، کچا بھی جائز ہے۔ کیونکہ یہ بات تو واضح ہے کہ پکانے کا حلال ہونے میں کوئی دخل نہیں ہے، یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی چیز پہلے حرام ہو اور پکانے کی وجہ سے حلال ہوجائے۔

اس لئے جو جانور حلال ہے اسے شرعی طریقے پر ذبح کرنے سے اس کا گوشت وغیرہ حلال اور پاک ہوگیا، پھر اس کے بعد اس میں جو رطوبت ہے، اگر اس کے ساتھ ہی کوئی اس کو پکانا چاہے تو وہ پاک بھی ہے اور حلال بھی ہے، اور ایسا کرنا جائز ہے۔

Iqra Ghufran

یہی حال کلیجی کا ہے،تو پورا سوال اس طریقے سے ہونا چاہیئے کہ: کیا شرعی طریقے پر ذبح شدہ حلال جانور کی کچی کلیجی کا خون پیا جاسکتا ہے ،یا نہیں؟ کیونکہ محض کلیجی کہنا عام ہے ،کہ وہ مردار جانور کی بھی ہوسکتی ہے،حلال کی بھی ہوسکتی ہے اورحرام جانور کی بھی ہوسکتی ہے،اس طرح کہ مثلاً کسی حلال جانور کو ذبح نہ کیا گیا ہو بلکہ وہ اپنی موت مرگیا ہو،یا جانور ہی حرام ہو،جیسے کتا وغیرہ۔

اس لئے پوری بات یہ ہے کہ جانور حلال ہو اوراسے شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہو،اس کی کلیجی کو کھایا جاسکتا ہے،اوراس کے اندر خون بھی ہوتا ہے،اگر کلیجی کو نچوڑا جائے تو اس میں سے خون نکلتا ہے،تو اس کلیجی کو چاہے خون سمیت کھائیں یا کلیجی کو الگ کھایا جائے اورخون کو الگ اس میں کوئی فرق نہیں ، کیونکہ کلیجی بھی خود جمے ہوئے خون ہی کا نام ہے،مگر اسے شریعت نے حلال قرار دیا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں دوخونوں اور دومردار کو حلال قرار دیئے جانے کا ذکر ہے،ان میں سے ایک خون کلیجی ہے،اوردوسری تلّی ہے،اورمردار میں ایک مچھلی ہے،اوردوسرے ٹڈی ہے۔ [1]

جب کسی جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کردیا اوراس کو اطمینان سے ٹھنڈا ہونے دیا جائے، جب ٹھنڈا ہوجائے ،اس کے بعد جوخون گوشت پر لگا ہوا نظر آتا ہے، یہ شریعت کی نظر میں خون نہیں ہے، بلکہ یہ گوشت کی نمی وتری ہے۔

اس لئے وہ اگر کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑے ناپاک نہیں ہوتے،جبکہ ذبح کرتے وقت جوخون نکلتا ہے،وہ اگر کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو اس سے وہ ناپاک ہوجائے گا،اور جو بعد میں نکلتا ہے وہ نمی ورطوبت ہے، کیونکہ خود گوشت بھی تو خون سے ہی بنا ہوا ہوتا ہے۔

اورگوشت چونکہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے،اس لئے اس سے نکلنے والی رطوبت بھی سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔

---

[1] قال رسول اللہ ﷺ احلت لنا میتتان ودمان،المیتتان الحوت والجراد،والدمان الکبد والطحال(رواہ احمد وابن ماجه والدار القطنی)(مشکوٰۃ باب مایحل اکله ومایحرم الفصل الثانی)

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے دومردار چیزیں (یعنی ذبح کے بغیر) اوردوخون حلال ہیں،دوذبح کے بغیر مری ہوئی چیزیں تو مچھلی اورٹڈی ہیں ،اوردوخون کلیجی اورتلی ہیں(کہ یہ دونوں عضو دراصل جما ہوا خون ہیں، نہ کہ گوشت)

قال علیه الصلاۃ والسلام احلت لکم میتتان ودمان اما المیتتان فالحوت والجراد واما الدمان فالکبد والطحال (ابن ماجه باب الکبد والطحال حدیث نمبر ۳۳۰۵)

چنانچہ گوشت کو جتنی مرتبہ دھوئیں اس میں سے سرخ رنگ کا پانی ہی نکلتا ہے۔

سوال: کیا نماز میں امام صاحب کے پیچھے ارکان کی تکبیریں کہنا لازمی ہے یا نہیں؟

جواب: ارکان کی تکبیروں سے مراد شاید تکبیراتِ انتقال ہیں، نماز شروع کرنے کے لئے جو سب سے پہلے تکبیر کہی جاتی ہے، اس کا نام تکبیر تحریمہ ہے۔

دوسری تکبیر رکوع میں جانے کے لئے ہے، اور تیسری تکبیر پہلے سجدے میں جانے کے لئے ہے، چوتھی تکبیر پہلے سجدے سے اٹھنے کے لئے ہے، پانچویں تکبیر دوسرے سجدے میں جانے کے لئے ہے، چھٹی تکبیر دوسرے سجدے سے اٹھنے کے لئے ہے۔

ان میں سے پہلی تکبیر کہنا یہ فرض ہے، جس کو تکبیرِ تحریمہ بھی کہتے ہیں، اس کے علاوہ باقی جتنی بھی تکبیریں ہیں یہ سنت ہیں فرض نہیں اور سنت رہ جائے تو نماز ہو جاتی ہے، تکبیرِ تحریمہ امام پر بھی، مقتدیوں پر بھی، کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہو، اس پر بھی، غرض ہر ایک پر فرض ہے، اس کے بغیر نماز شروع ہی نہیں ہوتی۔

اور تحریمہ کہتے ہیں حرام کرنے والی کو، اور اس کو تکبیرِ تحریمہ اس لئے کہتے ہیں کہ نماز کے اندر کی جو حالت تھی اور نماز سے باہر کی جو حالت ہے اس میں فرق ہے، نماز سے باہر آپ چلیں پھریں بیٹھیں لیٹیں کھائیں پیئیں ادھر دیکھیں یا اُدھر دیکھیں یہ ساری چیزیں حلال ہیں، اور نماز شروع ہوگئی تو یہ سب حرام ہوگئیں، چلنا پھرنا، کھانا پینا اپنا رخ تبدیل کرنا، سلام کرنا سلام کا جواب دینا مزاج پرسی کرنا یہ سب کچھ حرام ہوگیا۔

حالانکہ یہ چیزیں نہ صرف جائز تھیں بلکہ بعض عبادت بھی تھیں، ان سب حلال چیزوں کو حرام کرنے والی تکبیر تحریمہ ہے، یعنی نماز کی اس خاص حالت میں جو چیز داخل کرتی ہے وہ تکبیرِ تحریمہ ہے، اس کے بغیر انسان خاص حالت (نماز) میں داخل نہیں ہوسکتا، تو یہ تکبیر تحریمہ فرض ہے اور باقی تکبیریں سنت ہیں، چاہے انسان امام ہو یا مقتدی ہو یا الگ نماز پڑھ رہا ہو، البتہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں فرق یہ کہ ہے جب امام **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** کہتا ہے تو مقتدی **رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ** کہتا ہے۔

لیکن اگر مقتدی نے بھی **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** کہہ دیا تب بھی نماز ہوجائے گی، اور اگر تکبیراتِ انتقال میں سے کوئی تکبیر نہ کہی مثلاً سجدے میں جانے کے لئے اللہ اکبر نہ کہا تو نماز تو ہوجائے گی۔

البتہ سنت کے مطابق نہیں ہوگی، اور مکروہ ہوگی اور اگر تکبیرِ تحریمہ نہیں کہی تو سرے سے نماز ہی نہیں ہوگی (**کذا فی عامة الکتب الفقه و الفتاوٰی**)

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱۲)

اس کے علاوہ بائبل کی اسی کتاب پیدائش میں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی خوش خبری دی گئی ہے وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ :

''یقیناً میں اسے (یعنی حضرت اسحٰق کو) برکت دوں گا کہ قومیں اس کی نسل سے ہوں گی'' (پیدائش ۱۶/۱۷)

اب ظاہر ہے کہ جس بیٹے کے بارے میں اس کی پیدائش سے پہلے ہی یہ خبر دی جا چکی ہو کہ وہ صاحبِ اولاد ہوگا، اور ''قومیں اس کی نسل سے ہوں گی'' اس کو قربان کرنے کا حکم کیسے دیا جا سکتا ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم حضرت اسحٰق علیہ السلام سے متعلق نہیں تھا، بلکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے متعلق تھا، بائبل کی ان عبارتوں کو دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ حافظ ابن کثیر کا یہ خیال کس قدر صحیح ہے کہ :

> ''یہودیوں کی کتب مقدسہ میں تصریح ہے کہ جب اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر چھیاسی سال تھی اور جب اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی عمر سو سال تھی، اور انہی کی کتابوں میں یہ بھی درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے اکلوتے بیٹے کے ذبح کا حکم دیا تھا، اور ایک اور نسخہ میں ''اکلوتے'' کے بجائے ''پہلوٹھے'' کا لفظ ہے، پس یہودیوں نے یہاں ''اسحٰق'' کا لفظ اپنی طرف سے بہتاناً بڑھا دیا ، اور اس کو درست قرار دینے کا کوئی جواز نہیں ہے، کیونکہ یہ خود ان کی کتابوں کی تصریحات کے خلاف ہے، اور یہ لفظ انہوں نے اس لئے بڑھایا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام اُن کے جدامجد ہیں، اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام عربوں کے، پس یہودیوں نے حسد کی وجہ سے یہ لفظ بڑھا دیا، اور اب ''اکلوتے'' کے معنی یہ بتاتے ہیں کہ وہ ''بیٹا جس کے سوا اس وقت کوئی اور تمہارے پاس موجود نہیں ہے'' کیونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن کی والدہ اس وقت وہاں نہیں تھیں (اس لئے حضرت اسحٰق کو اس معنی میں اکلوتا کہا جا سکتا ہے) لیکن یہ بالکل غلط تاویل

Idara Ghufran

ہے اور باطل تحریف ہے، اس لئے کہ ’’اکلوتا‘‘ اس بیٹے کو کہتے ہیں جس کے باپ کا اُس کے سوا کوئی بیٹا نہ ہو‘‘ (تفسیر ابن کثیر ص۱۴، ج۴) ۱؎

حافظ ابن کثیر ہی نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ علماء یہود میں سے ایک شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں مسلمان ہو گئے تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس سے پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے کون سے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا؟ تو اس نے کہا کہ ’’خدا کی قسم امیرالمؤمنین! وہ اسمٰعیل علیہ السلام تھے، یہودی اس بات کو خوب جانتے ہیں لیکن وہ آپ عرب لوگوں سے حسد کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں (تفسیر ابنِ کثیر سورہ صافات آیت نمبر۱۰۳) ۲؎

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبیح ہونے پر صحابہ وتابعین کے اقوال

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام تھے، اور یہود یہ کہتے ہیں کہ (ذبیح) اسحاق (علیہ السلام) تھے، لیکن یہودی جھوٹ ملتے ہیں۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ فرماتے ہیں کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔

امامِ تفسیر حضرت مجاہد اور یوسف بن مہران رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔

۱؎ وهـذا الـغلام هو إسماعيل عليه السلام، فإنه أولُ ولد بشر به إبراهيم، عليه السلام، وهو أكبر من إسحاق باتفاق المسلمين وأهل الكتاب، بل فى نص كتابهم أن إسماعيل وُلِدَ ولإبراهيم، عليه السلام، ست وثمانون سنة، وولـد إسـحـاق وعمُر إبراهيم تسع وتسعون سنة .وعـنـدهـم أن الـلـه تـعالى أمر إبراهيم أن يذبح ابنه وحيده، وفى نسخة :بكْره، فأقحموا هاهنا كذبا وبهتانا "إسحاق"، ولا يجوز هذا لأنه مخالف لنص كتابهم، وإنما أقحموا "إسحاق "لأنـه أبـوهم، وإسماعيل أبو العرب، فحسدوهم، فزادوا ذلک وحَرّفوا وحيدک، بـمـعـنـى الـذى ليـس عندک غيره، فإن إسماعيل كان ذهب به وبأمه إلى جنب مكة وهذا تأويل وتحريف باطل، فإنه لا يقال" :وحيد "إلا لمن ليس له غيره، وأيضا فإن أول ولد له معزة ما ليس لمن بعده من الأولاد، فالأمر بذبحه أبلغ فى الابتلاء والاختبار.(تفسير ابنِ كثير ،سوره صافات آيت نمبر ۱۰۱)

۲؎ وقـال ابـن إسـحاق، عن بريدة بن سفيان بن فروة الأسلمى، عن محمد بن كعب القرظى أنه حدثهم؛ أنه ذكر ذلک لعمر بن عبد العزيز وهو خليفة إذ كان معه بالشام، فقال له عمر :إن هذا لشىء ما كنت أنظر فيه، وإنى لأراه كما قلت .ثـم أرسل إلى رجل كان عنده بالشام، كان يهوديا فأسلم وحسن إسلامه، وكان يرى أنه مـن علمائهم، فسأله عمر بن عبد العزيز عن ذلک -قال محمد بن كعب :وأنا عند عمر بن عبد العزيز -فقال لـه عمر :أىُّ ابـنـى إبـراهيم أُمِر بذبحه؟ فقال :إسـمـاعـيـل والـلـه يا أمير المؤمنين، وإن يهود لتعلم بذلک، ولـكـنـهم يحسدونكم معشر العرب، على أن يكون أباكم الذى كان من أمر الله فيه، والفضل الذى ذكره الله مـنـه لـصبـره لـما أمر به، فهم يجحدون ذلک، ويزعمون أنه إسحاق، بكون إسحاق أبوهم، والله أعلم أيهما كان، وكل قد كان طاهرا طيبا مطيعا لله عز وجل(تفسير ابنِ كثير سوره صافات آيت نمبر ۱۰۳)

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے، اور میں نے اس مینڈھے (جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں ذبح ہوا تھا) کے سینگ کعبہ میں لٹکے ہوئے دیکھے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات میں شک نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے جس بیٹے کا ذبح کا حکم ہوا تھا وہ اسماعیل تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (حضرت احمد بن حنبل) سے ذبیح کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون تھے، اسماعیل یا اسحاق؟ انہوں نے فرمایا کہ اسماعیل تھے۔ [۱] ان دلائل کی روشنی میں یہ بات صاف واضح ہو جاتی ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی تھے۔ واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم

(وهذاالتفصيل كله مستفاد من معارف القرآن عثماني ج۷ص ۴۶۲ تا۴۶۶)

---

[۱] عن ابن عباس أنه قال :المفدى إسماعيل، عليه السلام، وزعمت اليهود أنه إسحاق، وكذبت اليهود .وقال إسرائيل، عن ثور، عن مجاهد، عن ابن عمر قال :الذبيح إسماعيل .وقال ابن أبى نجيح عن مجاهد: هو إسماعيل .وكذا قال يوسف بن مهران .وقال الشعبى :هو إسماعيل، عليه السلام، وقد رأيت قرنى الكبش فى الكعبة .وقال محمد بن إسحاق، عن الحسن بن دينار، وعمرو بن عبيد، عن الحسن البصرى :أنه كان لا يشك في ذلك :أن الذى أمر بذبحه من ابنى إبراهيم إسماعيل .وقال عبد الله بن الإمام أحمد بن حنبل، رحمه الله :سألت أبى عن الذبيح، من هو؟ إسماعيل أو إسحاق؟ فقال :إسماعيل .ذكره فى كتاب الزهد (تفسير ابن كثير سوره صافات آيت نمبر ۱۰۳)

حالاتِ عشرت ومکتوباتِ مسیح الامت

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ سے براہِ راست شرفِ بیعت کے حامل اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے دو عظیم خلفاؤں (حضرت مسیح الامت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاحب جلال آبادی، وحضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہما اللہ) کے اجازت وصحبت یافتہ بزرگ

جناب حضرت محمد عشرت علیخان قیصر صاحب مدظلہم کے حالاتِ زندگی

اور حضرت مسیح الامت جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ آپ کی اصلاحی مراسلت ومکاتبت کا مجموعہ

مرتب ومؤلف: مفتی محمد رضوان

ناشر: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

طب وصحت حکیم محمد ابراہیم شیخ

چند خشک میوہ جات اوران کے خواص

موسم سرما خشک میوہ جات کے استعمال کا موسم ہے۔ ماہ نومبر میں موسم میں تبدیلی آنے کے ساتھ ہی خشک میوہ جات کا استعمال بھی بڑھ جاتا ہے۔ یہ میوہ جات غذائیت سے بھرپور ہوتے ہیں، جسم میں توانائی پیدا کرتے ہیں اور تازہ خون بناتے ہیں۔

عام طور پر درج ذیل میوہ جات دستیاب ہوتے ہیں اور سردیوں میں انکے استعمال کا عام رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ پستہ، اخروٹ، چلغوزے، ناریل، کاجو، مونگ پھلی، چھوارے، کشمش، خوبانی، انجیر، تل وغیرہ۔ ان میں سے بعض کا تعارف اور خواص ملاحظہ ہوں۔

بادام

بادام ایک موثر، صحت بخش غذا ہے، خون کی کمی دور کرتا ہے، کیونکہ اس میں تانبا، فولاد پایا جاتا ہے جو دوسرے وٹامن کے ساتھ ملکر ہیموگلوبن کے بننے کے عمل کو تیز کرتا ہے، خاص کر دماغ اور آنتوں کی خشکی دور کرنے کے لئے بہترین چیز ہے۔ جو لوگ زیادہ ذہنی اور دماغی کام کرتے ہیں انہیں بادام کا استعمال رکھنا چاہئے۔ بادام کا تیل قبض دور کرنے اور دماغی تقویت کے لئے مفید ہے۔ اور پیشاب کی جلن وسوزش میں بھی اس کا استعمال مفید ہے۔

اخروٹ

اخروٹ میں فولاد، کیلشیم اور پوٹاشیم پایا جاتا ہے جو جسم کو بھرپور توانائی دیتے ہیں۔

اطباء حضرات مغز اخروٹ کے علاوہ اخروٹ کے چھلکے، پتوں اور جڑ کو بھی مختلف امراض میں دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اخروٹ کے بھنے ہوئے مغز پرانی کھانسی کے لئے مفید ہیں۔

اخروٹ کا مغز ذہن کو تروتازہ اور اعصاب کو مضبوط کرتا ہے اپنی گرم تاثیر کی وجہ سے سرد امراض، جوڑوں کے درد، فالج اور لقوہ میں دیگر دوائیوں کے ساتھ استعمال کئے جاتے ہیں۔

Idara Ghufran

ناریل (کھوپرا)

ناریل خون پیدا کرتا ہے، سینہ نرم کرتا ہے، بینائی کو طاقت دیتا ہے، حمل کے زمانے میں حاملہ کی عام جسمانی کمزوری دور کرنے کے لئے مفید ہے، اس کے استعمال سے بچہ خوبصورت اور تندرست پیدا ہوتا ہے، پیٹ کے کیڑے بھی مارتا ہے۔

کشمش (خشک انگور)

اس کی کئی قسمیں ہیں سبز رنگ والی زیادہ تاثیر بخش ہے۔ کھانسی، نزلہ، بخار اور قبض میں مفید ہے۔ اس میں پوٹاشیم اور فولاد پایا جاتا ہے اس وجہ سے جسم کو بہت توانائی دیتا ہے۔

انجیر

یہ آنتوں کو نرم کرتا ہے۔ قبض کو دور کرتا ہے۔ تلی کے ورم کو دور کرتا ہے، اور جگر کے سدے (فاسد مادے) کھولتا ہے، پیشاب آور ہے اس لئے اس سے گردوں کی خوب صفائی ہوتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کی تکلیفوں میں اس کا استعمال بہت مفید ہے۔

چھوہارہ

یہ ایک قسم کی خشک کھجور ہے اس میں خوب غذائیت ہوتی ہے۔ بدن کو موٹا کرتا ہے۔ کمر اور گردوں کو طاقت دیتا ہے۔

کاجو

لذیذ و شیریں میوہ ہے بدن کو موٹا کرتا ہے دماغ و دل کو طاقت دیتا ہے، منی پیدا کرتا ہے، کاجو اور شہد کو صبح نہار منہ استعمال کیا جائے تو نسیان اور بھولنے کی شکایت کو دور کرتا ہے۔

مونگ پھلی

خشک میووں میں سے ایک سستا میوہ ہے اعصاب کو طاقت دیتا ہے، اخروٹ کا متبادل شمار ہوتا ہے۔ اس میں وٹامن بی، کیلشیم، پروٹین اور فاسفورس شامل ہے۔

(انتخاب از: ''قومی صحت'' دسمبر ۲۰۰۸ء)

اخبار ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

- ......۲۹/ ذیقعدہ، ۶/ ۱۳/ ۲۰/ ذی الحجہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کی نشستیں منعقد ہوئیں۔
- ......۲۴/ ذیقعدہ و یکم ذی الحجہ اتوار بعد عصر ہفتہ وار اصلاحی مجلس ملفوظات منعقد ہوتی رہی۔
- ......۳۰/ ذیقعدہ، ہفتہ بڑے حضرت جی نواب صاحب دامت برکاتھم کراچی تشریف لے گئے، حضرت کا سردیوں میں کراچی قیام رہتا ہے۔
- ......۵/ ذی الحجہ جمعرات کی شام ادارہ کے تعلیمی شعبوں میں عیدالاضحیٰ کی دس روزہ تعطیلات دی گئیں۔
- ......۶/ ذی الحجہ جمعہ حضرت مدیر صاحب بمع اہلِ خانہ جناب حکیم فیضان صاحب کے نئے گھر واقع ائیر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی تشریف لے گئے، اور واپسی پر صدر میں ایک مقام پر عشائیہ پر مدعو تھے۔
- ......۸/ ذی الحجہ، اتوار اجتماعی قربانی کے سلسلہ میں ۵۰/ بڑے جانور خریدے گئے، اور ۳ جانور ۱۱/ ذی الحجہ کو خریدے گئے، امسال قربانی میں چار قسم کے حصے رکھے گئے ہیں۔ تین ہزار، چار ہزار، ساڑھے چار ہزار، پانچ ہزار (کچھ رقم بچ جائے تو بعد میں واپس لوٹالی جاتی ہے) اسی روز حضرت مدیر صاحب بمع اہلِ خانہ اپنے برادرِ نسبتی قاری فضل الحکیم صاحب (سابق استاد ادارہ غفران) کے یہاں کھنہ پل، مدینہ ٹاؤن، جبہ، ظہرانے پر مدعو تھے۔
- ......۹/ ذی الحجہ، سوموار دارالافتاء کے شعبہ میں عید کی آٹھ چھٹیوں کا آغاز ہوا۔
- ......۱۰/ ذی الحجہ، منگل متعلقہ مساجد میں عید کی نماز، خطبہ کے فرائض حسب معمول متعلقہ حضرات نے سرانجام دیئے، مسجد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں عید کی نماز ساڑھے آٹھ، مسجد بلال میں سوا آٹھ اور مسجد غفران میں ساڑھے سات بجے ادا کی گئی، مسجد غفران میں عید کی نماز ہوتے ہی اجتماعی قربانیوں کے ذبیحے کا عمل شروع ہوا جو رات نو بجے تک جاری رہا۔
- ......دوسرے دن ۱۱/ ذی الحجہ کی شام تک اجتماعی قربانیوں کا عمل مکمل ہوا۔ مجموعی طور پر ۳۵۳ تک قربانیاں ہوئیں۔
- ......۱۲/ ذی الحجہ، جمعرات کی صبح بندہ امجد مع اہل خانہ ایک ہفتہ کے لئے کراچی کے سفر پر روانہ ہوا۔ ہفتہ ۲۱/ ذی الحجہ کو واپسی ہوئی
- ...... ۱۵/ ذی الحجہ بروز منگل مفتی عبداللہ صاحب (خطیب جامع مسجد کوثر، امر پورہ راولپنڈی) کے ہمراہ مفتی عبدالواحد صاحب کے شاگرد مفتی مختار احمد صاحب ادارہ میں حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے
- ...... ۱۶ ذی الحجہ بروز پیر مولانا عبدالقدوس قارن صاحب (ابن حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم، گوجرانوالہ) اور مفتی ریاض محمد صاحب (مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن، راولپنڈی) بعد مغرب ادارہ میں حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔
- ......۱۷/ ذی الحجہ، منگل ادارہ میں عید کی عمومی تعطیلات مکمل ہو کر تعلیمی شعبوں اور دارالافتاء کے معمولات کا آغاز ہوا
- ......۲۲/ ذی الحجہ اتوار حضرت مدیر صاحب دامت برکاتھم کچھ خانگی مشاغل کی وجہ سے ادارہ تشریف نہیں لائے

اخبارِ عالم

ابرار حسین ستی

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ **22 نومبر 2008ء بمطابق 23 ذیقعدہ 1429ھ**: پاکستان: گیس کے نرخوں میں 7.7 فیصد اضافہ، اطلاق یکم جنوری سے ہوگا ✍ **23 نومبر**: پاکستان: شمالی وزیرستان، امریکی میزائل حملے میں 5 افراد شہید، اقوامِ متحدہ کا اظہارِ تشویش ✍ **24 نومبر**: پاکستان: کلچر کے نام پر فحاشی برداشت نہیں کریں گے، نوجوان نسل کو گمراہ کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی، وزیرِ اعلیٰ پنجاب ✍ **25 نومبر**: پاکستان: نجکاری حکومتی پالیسی ہے، جس سے اداروں کی کارکردگی بہتر ہوگی، نوید قمر ✍ **26 نومبر**: پاکستان: حکومت اجازت دے تو، امریکی حملوں کا مؤثر جواب دے سکتے ہیں، سربراہ پاک فضائیہ ✍ **27 نومبر**: انڈیا: ممبئی دھماکوں اور فائرنگ سے 80 ہلاک سینکڑوں زخمی، امریکی وبرطانوی باشندوں سمیت 40 غیر ملکی یرغمال ✍ پاکستان: صوبہ پنجاب، کمشنری نظام کی بحالی کے مسودہ قانون کی بھاری اکثریت سے منظوری، اختیارات ڈویژنل کمشنروں کو تفویض ✍ **28 نومبر**: پاکستان: واپڈا کا ملک میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ پھر شروع کرنے کا اعلان ✍ **29 نومبر**: پاکستان: رقوم کی بروقت ترسیل کے لئے موبائل منی آرڈر سروس شروع کرنے کا فیصلہ ✍ پاکستان: پاکستان پوسٹ اور موبی لنک کے مابین معاہدہ طے ✍ **30 نومبر**: بھارت: ممبئی میں 3 راتوں سے جاری خونی ڈرامے کے اختتام کا اعلان ✍ سعودی عرب: مسلمان اختلافات ختم کرکے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، امام کعبہ شیخ عبدالرحمٰن السدیس ✍ **یکم دسمبر**: پاکستان: پٹرول 9، ڈیزل اور مٹی کا تیل 5 روپے فی لیٹر سستا کر دیا گیا ✍ **2 دسمبر**: پاکستان: کراچی تین دن سے جاری فسادات میں مرنے والوں کی تعداد 43 سے تجاوز کرگئی، مسلح شخص کو دیکھتے ہی گولی مارنے کا حکم ✍ بھارت: ممبئی میں دہشت گردانہ کارروائی کے فوراً کراچی میں اس طرح کی مسلح کارروائیوں کے اچانک شروع ہونے میں غیر ملکی ہاتھ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، اللہ تعالیٰ ملک پاکستان کی اندرونی وبیرونی خطرات سے حفاظت فرمائے ✍ **3 دسمبر**: پاکستان: ملکی سلامتی کا بھرپور دفاع کیا جائے گا، سیاسی قیادت کا بے مثال اظہارِ یکجہتی ✍ **4 دسمبر**: پاکستان: ثبوت ملے تو حکومت کارروائی کرے گی، پاکستان ممبئی حملوں کا ذمہ دار نہیں، صدر زرداری ✍ **5 دسمبر**: پاکستان: ون ڈش کی خلاف ورزی پر متعلقہ تھانے کو معطل کر دیا جائے گا، شہباز شریف ✍ **6 دسمبر**: پاکستان: پشاور میں بم دھماکہ 25 افراد جاں بحق 138 سے زائد زخمی ✍ **7 دسمبر**: پاکستان: جنگ مسلط کی گئی تو بھرپور جواب دیں گے، وزیرِ اعظم ✍ **8 دسمبر**: پاکستان: نامعلوم افراد کا حملہ پشاور سے نیٹو افواج کے لئے سامان لے جانے والے

Idara Ghufran

200 کنٹینرز تباہ ۔ سعودی عرب:مسلمان اپنا معاشی نظام تشکیل دینے کے لئے آپس میں تعاون کریں،خطبۂ حج،سودی نظام کی وجہ سے آج پوری دنیا میں انتشار برپا ہے، کاش مسلمان اس پر عمل کے بارے میں بھی غور فکر کریں، کیونکہ دنیا میں موجود وسائل کا ایک بڑا حصہ رکھنے کے باوجود آج امت مسلمہ کی حالتِ زار قابل رحم اور دوسروں کی دستِ نگر ہے ۔ **9 دسمبر** :پاکستان: آج ملک بھر میں عید الاضحیٰ مذہبی جوش وجذبے سے منائی جارہی ہے ۔ پاکستان:نیٹو سپلائی پر ایک اور حملہ،90 کنٹینرز تباہ ۔ افغانستان:امریکی ونیٹو افواج افغانستان سے نکل جائیں ورنہ حملوں میں اضافہ ہوگا،ملاعمر ۔ **10 دسمبر**:پاکستان: ملک بھر میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر تقریباً30 لاکھ جانور قربان کئے گئے ۔ **11 دسمبر** :انڈیا: بھارت نے پاکستان سے40 افراد مانگ لئے،دہشتگردوں کے خلاف کارروائیاں ہماری مرضی کے مطابق نہیں ہورہیں ، بھارتی وزیرِ خارجہ ۔ پاکستان: پاکستان کو انڈیا سے سمجھوتہ ایکسپریس کے ملزموں کا مطالبہ کرنا چاہئے ،حمید گل ۔ **12 دسمبر**: پاکستان: پاکستانی عازمینِ حج کی واپسی کا سلسلہ آج سے شروع ہوگا، ایک لاکھ 39 ہزار سے زائد پاکستانیوں نے فریضہ حج ادا کیا ۔ **13 دسمبر**: پاکستان: کسی شہری کو بھارت کے حوالے نہیں کیا جائے گا،صدر وزیر اعظم کا ملاقات میں فیصلہ،مبینہ دہشت گردوں کے خلاف اپنے قوانین کے مطابق خود کارروائی کریں گے،صدر وزیر اعظم کا ملاقات میں فیصلہ ۔ **14 دسمبر** : پاکستان: بھارتی لڑاکا طیارے پاکستانی حدود میں داخل،شاہینوں کے للکارنے پر بھاگ نکلے ۔ **15 دسمبر**: پاکستان: بھارت سے جنگ نہیں چاہتے ،مسلط کی گئی تو بھرپور جواب دیں گے،وزیر اعظم گیلانی ۔ **16 دسمبر**: پاکستان: فیصل صالح حیات کی قومی اسمبلی میں حکومتی خارجہ پالیسی پر سخت تنقید، پاکستان کو شیو سینا پر پابندی کا مطالبہ کرنا چاہئے ۔ **17 دسمبر** :عراق:عراقی سیکورٹی اہلکاروں کا بش کو جوتا مارنے والے عراقی صحافی منتظر الزیدی پر تشدد پسلیاں اور بازو توڑ دیا ۔ **18 دسمبر** : پاکستان: بھارت نے ثبوت فراہم نہیں کئے ،ممبئی حملوں کے ملزم اجمل کا پاکستانی ہونا یقینی نہیں،صدر زرداری ۔ **19 دسمبر**: پاکستان: سرحد اسمبلی کا بش کو جوتے مارنے والے صحافی کے حق میں متفقہ قرارداد منظور ۔ **20 دسمبر** : پاکستان: ملک بھر میں بارشیں جاری ،سندھ میں 5 جاں بحق،متعدد علاقے زیرِ آب آ گئے ۔ پاکستان: بہتر حکمتِ عملی سے نہ صرف بارشوں کے پانی کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکتا ہے، بلکہ اس طرح کے حادثات سے حفاظت بھی ممکن ہو سکے گی ۔ **21 دسمبر**: پاکستان: راولپنڈی آتشزدگی سے گکھڑ پلازہ منہدم 7 جاں بحق 63 زخمی 31 لاپتہ 400 دکانیں خاکستر ۔ پاکستا سلام آباد میریٹ ہوٹل کے بعد یہ دوسرا موقع ہے کہ انتظامیہ کی طرف سے آگ بجھانے میں وہ مہارت سامنے نہیں آسکی جس کی وجہ سے بڑے نقصان سے بچا جا سکتا تھا، تجزیہ نگار